دلائل النبوۃ

صداقتِ نبوّتِ محمّدی

تصنیف

ڈاکٹر منقذ بن محمود السقار

ترجمہ و تعلیق

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کاہلوں

مکتبہ افکارِ اسلامی

Marfat.com

دلائل النبوۃ

صداقتِ نبوّتِ محمّدی

DATA ENTERED

تصنیف

ڈاکٹر منقذ بن محمود السقار

ترجمہ وتعلیق

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کاہلوں

مکتبہ افکارِ اسلامی

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

297.9921
م م 28 ن
۱۴۵۳۸۱

نام کتاب ---------------- صداقتِ نبوتِ محمدی

تصنیف ---------------- ڈاکٹر منقذ بن محمود السقار

ترجمہ ---------------- ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کاہلوں

ناشر ---------------- مکتبہ افکارِ اسلامی

اشاعت ---------------- ربیع الاول ۱۴۳۵ھ
جنوری 2014ء

قیمت ----------------

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 37244973-042 فیکس: 37232369-042
بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2034256
E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com
دارالفکر الاسلامی گلی نمبر 3 مین بازار نواب آباد واہ کینٹ فون: 0321-5216287

Marfat.com

فہرست

عرضِ مترجم ---------- 9

مقدمہ ---------- 11

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ غیبی خبریں

ا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ غیبی خبریں ---------- 16

ب۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غیوب کی اطلاع دی جو ---------- 26

ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی شہادت ---------- 28

چھ اہم حادثات ---------- 30

پہلی حالت ---------- 32

دوسری حالت ---------- 32

تیسری حالت ---------- 33

اویس قرنی رحمہ اللہ کی آمد ---------- 33

بہت بڑی آگ ---------- 35

جھوٹے انبیاء ---------- 37

ج۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض معاصرین کی موت کی کیفیت ---------- 45

بعض صحابہ کی شہادت ---------- 46

وفاتِ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ---------- 50

ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی وفات مکہ میں نہیں ہوگی ---------- 52

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ ---------- 52

ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کی شہادت ---------- 54

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اطلاعات ---------- 55

نجاشی (اصحمہ) رضی اللہ عنہ کی وفات ---------- 57

بدر میں مشرکین کے مقتل ---------- 58

امیہ بن خلف کا قتل ---------- 59

Marfat.com

- ابولہب اور اس کی بیوی کا خاتمہ علی الکفر ---------- 60
- یہ جہنمی ہے ---------- 62
- قزمان کا جہنمی ہونا ---------- 63
- منافق کی موت کے لئے چلائی جانے والی آندھی ---------- 64

د۔ فتنوں کی خبریں ---------- 67

- عراق کے فتنے ---------- 68
- شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ ---------- 69
- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جمل (اونٹ) پر سوار ہو کر نکلنا ---------- 74
- سیدنا حسن رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو دو بڑی جماعتوں میں صلح کا سبب بنے ---------- 76

ھ۔ فتوحات امتِ محمدیہ۔ محمدی پیش گوئیاں ---------- 78

- غزوہ بدر کی فتح ---------- 80
- فتحِ مبین ---------- 81
- فتحِ خیبر ---------- 86
- خیبر کے علاوہ دیگر فتوحات ---------- 88
- بنو حنیفہ سے جنگ ---------- 90
- یمن، شام اور عراق کی فتوحات ---------- 91
- ایران کے قصرِ ابیض (وائٹ پیلس) کے خزانے ---------- 92
- مصر کی فتح ---------- 93
- تین نسلوں تک مسلسل فتوحات ---------- 94
- فتحِ قسطنطنیہ (روم) ---------- 95
- امن و امان کا دور دورہ ---------- 96
- مال و دولت کی ریل پیل ---------- 99
- قیصر و کسریٰ، حبشیوں اور تاتاریوں سے متعلق پیش گوئیاں ---------- 101
- اب ہم ان پر چڑھائی کریں گے ---------- 104

و۔ آخری زمانے اور قیامت کی پیش گوئیاں ---------- 105

- پہلی علامت، لوگوں کی جہالت میں اضافہ اور شرعی علم کی کمی ---------- 106

Marfat.com

- دوسری علامت، شراب نوشی ---------- 107
- تیسری علامت، کھلم کھلا بدکاری ---------- 108
- چوتھی علامت، کثرتِ قتل ---------- 109
- پانچویں علامت، قلتِ مرداں اور کثرت نسواں ---------- 109
- چھٹی علامت، وقت کی سرعت رفتاری ---------- 110
- ساتویں علامت، زلزلوں کی کثرت ---------- 111
- آٹھویں علامت، بخل میں اضافہ ---------- 112
- نویں علامت، سرزمین عرب میں چراگاہوں اور دریاؤں کا ظہور ---------- 112
- دسویں علامت، حلال وحرام میں فرق نہ کرنا ---------- 115
- گیارھویں علامت، صرف واقف لوگوں کو سلام کرنا ---------- 117
- بارھویں علامت، قطع رحمی، شہادتِ زُور اور کتمانِ حق ---------- 118
- تیرھویں علامت، تجارت میں شوہر کے ساتھ بیوی کی شرکت ---------- 118
- چودھویں علامت، کتابت وطباعت میں اضافہ ---------- 118
- پندرھویں علامت، مساجد کے بارے میں فخر ومباہات ---------- 119
- سولھویں علامت، فلک بوس عمارات ---------- 119
- سترھویں علامت، جدید ذرائع آمدورفت ---------- 120
- اٹھارھویں علامت، بری عادات اور کفار کی نقالی ---------- 121
- انیسویں علامت، عورتوں کی عریانی ---------- 123
- بیسویں علامت، امانت کا ضائع ہونا ---------- 124
- اکیسویں علامت، امتِ مسلمہ کی حالتِ زار ---------- 126

رسول اکرم ﷺ کے حسی معجزات

- نبی یوشع بن نون کے لیے سورج کو غروب ہونے سے روک دینا ---------- 128
- شقِ قمر ---------- 129
- درختوں کا نبی ﷺ کی اطاعت کرنا ---------- 132
- آپ کے ہاتھوں میں کنکریوں کا تسبیح پڑھنا ---------- 135

Marfat.com

جمادات کا آپ کو سلام کرنا ---------- 137
کیکر کے درخت کی گواہی ---------- 138
کھجور کے تنے کا بلک بلک کر رونا ---------- 139

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ماکولات و مشروبات اور وضو کے پانی میں اضافہ

کھجوروں کا زیادہ ہو جانا ---------- 142
صاع بھر آٹے اور چند کلو گوشت کا ہزار آدمیوں کے لئے کافی ہو جانا ---------- 143
اڑھائی کلو آٹے اور بکری کی کلیجی کا ایک سو تیس آدمیوں کے لئے کافی ہو جانا ---------- 145
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں برکت کا عجیب واقعہ ---------- 146
معمولی اناج سے چودہ سو آدمی سیر ہو گئے ---------- 147
مجاہدین کے لئے کھانے میں برکت ---------- 148
معمولی سا کھانا ستر اسی صحابہ کو کافی ہو گیا ---------- 149
چند گھونٹ پانی سارے لشکر کے لئے کافی ہو گیا ---------- 151
پانی کا ایک پیالہ تین سو صحابہ کے لیے کافی ہو گیا ---------- 153
دودھ کا ایک پیالہ ستر صحابہ کے لیے کافی ہو گیا ---------- 154
معمولی سا ثرید تین سو آدمیوں کے لیے کافی ہو گیا ---------- 155
اڑھائی من اناج دو سو پچاس من سے زیادہ ہو گیا ---------- 156
انگلیوں سے پانی کا چشمہ موجزن ہو گیا ---------- 157
تیر سے کنواں موجزن ہو گیا ---------- 159
چہرے، ہاتھ اور موئے مبارک کی دھوون سے چشمہ پھوٹ پڑا ---------- 160
صاع بھر جو کا آٹا طویل مدت تک ختم نہ ہوا ---------- 160
۷۵ کلو جو سارے گھر والے عرصہ دراز تک کھاتے رہے ---------- 161
گھی کا ڈبو ---------- 161
انگلیوں سے پانی نکل آیا ---------- 162
انگشتانِ مبارک سے پھوٹنے والے پانی سے پندرہ صد افراد سیر ہو گئے ---------- 163
پانی زیادہ ہونے کا ایک اور واقعہ ---------- 164

Marfat.com

- ہاتھ مبارک کی برکت سے دودھ اتر آیا ---------- 165
- ہاتھ مبارک کی برکت سے بکری کے تھنوں سے دودھ جاری ہوگیا ---------- 166
- ہاتھوں کی برکت سے نخلستان کا پہلے سال ہی پھل دار ہوگیا ---------- 167

آپ ﷺ کی پھونک اور لعابِ دہن سے مریضوں کا شفایاب ہونا

- حضرت علی رضی اللہ عنہ شفایاب ہوگئے ---------- 169
- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ صحیح ہوگئی ---------- 171
- حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی شکستہ ٹانگ فوراً ٹھیک ہوگئی ---------- 172
- لڑکا عقلمند اور فہیم ہوگیا ---------- 172
- ابنِ حاطب کے جلے ہوئے بازو فوراً درست ہوگئے ---------- 173

اللہ کا آپ ﷺ کی دعاؤں کو قبول کرنا

- اعرابی کی درخواست ---------- 176
- انس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا ---------- 179
- ایک تاجر کے لیے برکت کی دعا ---------- 180
- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے لیے دعائے نبوی ---------- 181
- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعا کی قبولیت ---------- 183
- معاندین ومخالفین کے بارے میں انبیائے کرام کی التجائیں ---------- 184
- ائمۃ الکفر کے لیے آپ کی التجا کی قبولیت ---------- 186
- کفارِ قریش کی ہٹ دھرمی پر آپ کی التجا کی قبولیت ---------- 187
- عتیبہ کے متعلق آپ کی التجا کی قبولیت ---------- 189
- ایک متکبر کے متعلق آپ کی التجا کی قبولیت ---------- 189
- آپ کی تسلی وتشفی کو مسترد کرنے والے بدو پر آپ کی بددعا کی قبولیت ---------- 190

اللہ کی طرف سے نبی ﷺ کی حفاظت

- قریش کا نبی ﷺ کے قتل کا معاہدہ ---------- 196

Marfat.com

- ابوجہل کی جہالت اور فرشتوں کا اسے روکنا ---------- 197
- غزوہ اُحد میں آپ کی حفاظت کے لیے فرشتوں کا نزول ---------- 198
- اللہ کا نبی ﷺ کو اُم جمیل کی بدکلامی سے محفوظ رکھنا ---------- 199
- دورانِ ہجرت میں نبی ﷺ کی حفاظت ---------- 199
- صفوان اور عمیر کی خطرناک سازش سے آپ کی حفاظت ---------- 203
- آپ کا زہریلے گوشت سے محفوظ رہنا ---------- 205
- ایک اعرابی کے وار سے نبی ﷺ کا محفوظ رہنا ---------- 207

قرآنِ کریم۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت کی دلیل ---------- 209

نبی ﷺ کی نبوت پر سابقہ کتب اور ان کے پیروکاروں کی شہادتیں ---------- 221

- اصحمہ (نجاشی) کی گواہی ---------- 225
- قیصرِ روم کی گواہی ---------- 227
- اہلِ توحید کی گواہی ---------- 233
- موسیٰ علیہ السلام اور حبقوق علیہ السلام کی گواہی ---------- 237
- ایک یہودی بزرگ کی گواہی ---------- 245
- یحییٰ نبی کی گواہی ---------- 246

نبی ﷺ کی نبوت پر آپ کے اخلاق و کردار کی شہادتیں ---------- 249

- نبی ﷺ کی سخاوت ---------- 252
- نبی ﷺ کا تحمل اور بردباری ---------- 259
- نبی ﷺ کا زہد ---------- 265
- نبی ﷺ کی عاجزی وانکساری ---------- 276
- نبی ﷺ کا اپنے رب کی عبادت کرنا اور خشیت اختیار کرنا ---------- 283

نبوتِ محمدی پر ایمان لانے کی دعوت (خلاصہ تحقیق) ---------- 290

Marfat.com

عرضِ مترجم

سب تعریفات اللہ تعالیٰ کے لیے جس کی توفیق سے ہی نیک اعمال پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ درود وسلام خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر، جن کی نبوت اور حرمت کا دفاع اس کتاب کی تالیف وترجمہ کا باعث بنا۔

اس کتاب کے ترجمے اور تعلیقات کو مجلہ دعوۃ التوحید اسلام آباد میں قسط وار شائع کیا جاتا رہا۔ تیرہ صفحات پر مشتمل پہلی قسط اس رسالے کی اشاعتِ خاص سیرۃ النبی ﷺ نمبر (ربیع الاول ۱۴۳۰ھ/مارچ ۲۰۰۹ء) میں شائع ہوئی۔ (یہ خاص نمبر بعدازآں کتابی صورت میں سیرت سید العالمین ﷺ کے نام سے طبع ہوا۔) ۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۳ء میں یہ ترجمہ مکمل ہو گیا۔ جسے مزید سنوار کر ربیع الاول ۱۴۳۵ھ/جنوری ۲۰۱۴ء کو کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔

اس سے پیشتر اللہ تعالیٰ نے راقم الحروف کو کئی عربی کتب کے اردو تراجم کرنے کی توفیق عنایت کی ہے۔ ان میں سے بیشتر مطبوع ہیں۔ والحمد للہ۔ یہ تراجم درجِ ذیل ہیں:

طریق الهجرتین وباب السعادتین (خوش نصیبی کی راہیں)، قاموس البدع (بدعات کا انسائیکلوپیڈیا)، النار حالها واحوال اهلها (جہنم اور جہنمیوں کے احوال)، احوال النساء فی الجنة (جنت میں خواتین کے لیے انعامات)، الوضوء والغسل والصلوة (غسل، وضو اور نماز کا طریقہ......)، الدنیا ظل زائل (دنیا ڈھلتی چھاؤں) اور الافتراق۔ اسبابها وعلاجها (فرقہ پرستی کے اسباب اور اس کا حل)

'صداقتِ نبوت محمدی' کے نام سے جو کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ دلائل النبوة نامی عربی کتاب کا ترجمہ وتعلیق ہے جسے اکیسویں صدی عیسوی میں رابطة العالم الاسلامی نے شائع کیا ہے۔

اس کتاب کے مؤلف رابطہ عالمِ اسلامی کے محقق محترم ڈاکٹر منقذ بن محمود السقار ہیں،

Marfat.com

جن کے قلم کی روانی سے کئی کتب معرضِ وجود میں آچکی ہیں۔انہوں نے جامعہ ام القریٰ سے الفرق والمذاهب الاسلامية اور مقارنة الاديان کے میدان میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کی اسناد حاصل کیں۔

ان کی دیگر تحریری کاوشوں میں چند اہم یہ ہیں:

هل العهد القديم كلمة الله؟ هل العهد الجديد كلمة الله؟ الله جل جلاله واحد أو ثلاثة؟ هل افتدانا المسيح على الصليب؟ هل بشر الكتاب المقدس بمحمد ﷺ؟ التكفير وضوابطه اور الحوار مع أتباع الأديان۔مشروعيته وادابه۔

مؤلف نے کتاب ھٰذا میں وہ دلائل پیش کیے ہیں جو نبی ﷺ کی نبوت کی شہادت دیتے ہیں۔یہ دلائل ایمان والوں کے ایمان کی مضبوطی کا باعث ہیں۔آپ ﷺ اورآپ کی تعلیمات سے انسانیت کو روشناس کروانا چاہیے تاکہ لوگ آپ کی صداقت کو جان کرآپ پر ایمان لے آئیں۔

مؤلف نے صداقت نبوت محمدی کے دلائل کو چھ اقسام میں تقسیم کیا ہے۔نبوتِ محمدی کے دلائل بالخصوص نبی ﷺ کی بیان کردہ پیش گوئیوں کو جدید تحقیقات کی روشنی میں اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔کتاب میں صحیح احادیث پیش کرنے کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔

آخر میں علمائے کرام سے التماس ہے کہ اگر وہ اس کتاب کے ترجمے میں کہیں کوئی سقم یا املاء کی اغلاط دیکھیں تو مترجم کو ضرور مطلع کریں۔اس سلسلے کی آراء اور تجاویز کرفراخدلی سے قبول کیا جائے گا۔ان شاءاللہ

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مؤلف، مترجم، ناشر اور جملہ معاونین کے لیے صدقہ جاریہ اور قارئین کے لیے نفع بخش بنائے۔

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

مدرس شعبہ علوم اسلامیہ، انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور

۹ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ/جنوری ۲۰۱۴ء

Marfat.com

مقدمہ

اسلام کی اساس دو شہادتوں پر ہے: ایک لاالہ الا اللہ اور دوسری محمد رسول اللہ۔ یہ دونوں گواہیاں جنت کی چابی اور ہر خیر و بھلائی کا دروازہ ہیں۔ یہ شہادتیں وہ روشن ضابطہ حیات ہیں جو مسلمان اپنے رب کے لئے اختیار کرتا ہے۔ یہ وہ افضل ترین چیز ہے جسے وہ جہان والوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فِيْهِمَا اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) [1]

''میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں۔ جو شخص بھی ان دو شہادتوں کے ساتھ اس حالت میں اللہ سے ملاقات کرے کہ اس نے ان میں شک نہ کیا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

یعنی جو اِن شہادتوں پر شک و شبہے کے بغیر ایمان رکھے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

ان اہل ایمان سے نبی ﷺ نے ایک اور وعدہ کیا ہے، وہ یہ ہے کہ وہ جہنم سے محفوظ رہیں گے:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)) [2]

''جو شخص بھی اس بات کی شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں تو اللہ اسے جہنم پر حرام کر دے گا۔''

اسی لئے جب مسلمان نبی ﷺ کی نبوت اور اس کے دلائل کو زیر بحث لاتا ہے تو وہ اسلام کے عقائد میں سے ایک عظیم عقیدے پر بحث کر رہا ہوتا ہے۔ یہ اسلام کے پہلے رکن کا

---

[1] صحیح مسلم، ح:۲۷۔ [2] ایضاً، ح:۳۲۔

Marfat.com

دوسرا جزء ہے۔

مسلمان جب نبی ﷺ کی نبوت پر ایمان لاتا ہے تو وہ جمے ہوئے پہاڑی سلسلوں کی مضبوطی کی طرح پختہ عقیدے کے ساتھ ایمان رکھتا ہے۔ اس کا یہ عقیدہ علم اور دلیل و برہان کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ مسلمان کی حالت ان لوگوں جیسی نہیں ہوتی جنہوں نے کہا:

﴿اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ﴾ [1]

''ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک (راہ اور) دین پر پایا ہے اب ہم انہی کے نقش پا کی پیروی کر رہے ہیں۔''

ان لوگوں نے اور ان کے ہم خیالوں نے حق اور اس کی صداقت کے دلائل میں غور و فکر کرنے سے اپنی عقلوں کو دور رکھا، انہوں نے حق سننے سے اپنے کانوں کو بہرہ بنا لیا۔ انہوں نے ایسی جگہ بیٹھنے پر اکتفا کر لیا جہاں ان کے پہلے آباء و اجداد کی عقلوں نے انہیں بٹھایا تھا۔ قرآن نے ان کے اس جمود کی تردید کی اور اسے برا جانا۔ قرآن نے انہیں اس بات کی دعوت دی ہے کہ وہ اپنی عقلوں کو کام میں لائیں اور ان سے استفادہ کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ [2]

''فرما دیجیے! اگر اللہ چاہتا تو نہ میں اسے تمہارے سامنے تلاوت کرتا اور نہ وہ تمہیں اس کی خبر دیتا، پس میں تو اس سے پہلے تم میں ایک عمر رہ چکا ہوں، تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟''

قرآن کریم نے کئی آیات میں ہمیں دعوت دی ہے کہ ہم نبی ﷺ کی نبوت کے دلائل میں غور و فکر کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ﴾ [3]

[1] ۴۳/الزخرف: ۲۳۔ [2] ۱۰/یونس: ۱۶۔ [3] ۳۴/سبا: ۴۶۔

Marfat.com

''فرما دیجیے! مَیں تو تمہیں ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کے لیے دو دو اور ایک ایک کر کے کھڑے ہو جاؤ اور پھر خوب غور کرو کہ تمہارے ساتھی میں جنون کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ تو شدید عذاب سے پہلے محض تمہیں ڈرانے والا ہے۔''

عنقریب ہم وہ دلائل پیش کریں گے جو نبی ﷺ کی نبوت کی شہادت دیتے ہیں اور وہ اہلِ ایمان کے ایمان کی مضبوطی کا سبب ہیں۔ جن کے ذریعے وہ تقلید سے نکل کر دلیل و برہان کی طرف آئیں گے۔ نیز یہ ہمارے نبی ﷺ کی معرفت اور آپ کی حیات و دعوت کے عظیم گوشوں سے بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے دعوت بھی ہے۔ یہ دعوت انہیں اس لیے دی جاتی ہے تا کہ وہ نبی ﷺ کی معرفت حاصل کریں اور آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان لے آئیں۔

ہمارے نبی کی نبوت کی شہادت دینے والے دلائل کئی قسم کے اور بہت زیادہ ہیں۔ انہیں چھ اقسام میں جمع کیا جاسکتا ہے:

ا۔ وہ غیوب جن کی نبی ﷺ نے خبر دی اور وہ آپ کی زندگی میں یا آپ کی وفات کے بعد بالکل اسی طرح رونما ہوئے جیسے ان کے بارے میں آپ نے خبر دی تھی۔ اس قسم میں آپ ﷺ کے بیان کردہ وہ علمی معجزات بھی ہیں جن کے صحیح ہونے کی گواہی جدید سائنس نے بھی دی ہے۔

۲۔ وہ محسوس معجزات جو اللہ نے نبی ﷺ کو عطا کیے جیسے کھانے کا زیادہ ہونا، بیماروں کو شفایاب کرنا اور چاند کا شق ہو جانا وغیرہ۔

۳۔ معنوی دلائل جیسے اللہ کا آپ ﷺ کی دعا قبول کرنا۔ آپ ﷺ کو قتل ہونے سے محفوظ رکھنا، آپ ﷺ کی رسالت کا پھیل جانا، دلائل کی اس قسم سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اور آپ کی دعوت و دین کو اللہ کی تائید وحمایت اور معیت حاصل تھی۔ اللہ اس داعی کی اس طرح مدد وحمایت نہیں کرتا جو اُس پر افتراء پردازی کرتا ہو۔

۴۔ آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل کی یہ قسم عظیم تر اور دوامی ہے۔ یہ قرآن کریم ہے جو اللہ کا عطا کردہ وہ معجزہ ہے جسے نہ تو سال اور نہ صدیاں ہی بوسیدہ کر سکتی ہیں۔ یہ کتاب دائمی

Marfat.com

معجزہ اور ایسی غالب دلیل ہے جو اُس سائنسی، شرعی، بلاغی اور دیگر اسباب اعجاز کی انواع میں سے ہے جو اللہ نے آپ کو ودیعت کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

((مَا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِیَ مِنَ الْاٰیَاتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَیْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَی اللّٰهُ اِلَیَّ فَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرَهُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) 1

''تمام انبیاء کو ایسے ایسے معجزات دیئے گئے کہ (جنہیں دیکھ کر) لوگ ان پر ایمان لائے (مگر زمانہ مستقبل میں ان کا کوئی اثر باقی نہ رہا) جبکہ مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (قرآن) ہے جسے اللہ نے مجھ پر نازل کیا ہے (جس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا) اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ روز قیامت میرے پیروکار دیگر انبیاء کے پیروکاروں سے زیادہ ہوں گے۔''

۵۔ دلائل نبوت میں سے یہ بھی ہے کہ پہلے انبیاء نے آپ ﷺ کی آمد کی پیش گوئی اور خوشخبری دی تھی۔ آپ ﷺ تو وہ نبی ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے پختہ وعدہ لیا کہ وہ آپ کی بعثت کے وقت آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی مدد کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝۸۱﴾ 2

''اور جب اللہ نے سب نبیوں سے پختہ عہد لیا کہ میں کتاب وحکمت سے جو کچھ تمہیں دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ اس نے پوچھا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری عہد قبول

---

1 صحیح بخاری: ٤٩٨١؛ صحیح مسلم، ح: ١٥٢، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

2 ٣/آل عمرٰن: ٨١۔

Marfat.com

کیا؟ انہوں نے کہا: ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو گواہ رہو اور تمہارے ساتھ میں بھی گواہوں سے ہوں۔"

٦۔ نبی ﷺ کے اخلاق اور شخصی حالات بھی، جو آپ کے کمال اور نبوت کی دلیل ہیں، دلائل نبوت کی ایک قسم ہیں۔ یہ صفات وکمالات آپ میں اسی لیے جمع ہوئے کہ اللہ نے آپ کو ادب سکھایا، اور کیا ہی خوب ادب سکھایا۔

میں اس موضوع کے بارے میں اپنے اس مقالے میں جو بھی دلائلِ نبوت پیش کروں گا، صحیح احادیث پر ہی، جو محدثین کی شرائط کے مطابق روایت کی گئی ہیں، اکتفا کروں گا۔ میں ان ضعیف اور غریب روایات، جن سے کتب سیرت بھری پڑی ہیں اور دیگر ایسے مختلف دلائل سے قلم روک لوں گا۔

میرا یہ دعویٰ نہیں کہ میں نے یہ تمام دلائل پیش کر دیے ہیں، بلکہ ان میں سے بعض وہ دلائل جو میرے نزدیک صحیح ہیں مگر میں نے ان کی شہرت یا دیگر وجوہات کی بنا پر انہیں ترک کر دیا ہے، اسی طرح میں نے بہت سے سائنسی و بیانی پہلوؤں سے کنارہ کشی کی ہے، انہیں میں نے ان علوم کے ماہرین کے لیے چھوڑ دیا ہے، بہرحال میں اللہ سے توفیق و ہمت کی امید رکھتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتا ہوں۔

رابطہ عالم اسلامی کو مکتبہ اسلامیہ کے لیے اس کتاب کو پیش کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے، اسے ایک ایسے وقت میں پیش کیا گیا ہے جب آپ ﷺ پر کثرت سے افترا پردازی کی جا رہی ہے اور آپ ﷺ کی شخصیت و رسالت پر ظالمانہ تشکیک کو پھیلایا جا رہا ہے۔ ہمیں یہ امید ہے کہ ہم پر اپنے حبیب کے سلسلے میں جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کے ایک پہلو سے عہدہ برآ ہو جائیں گے۔ واللہ ولی التوفیق۔

Marfat.com

نبی ﷺ کی بیان کردہ غیبی خبریں

ان خبروں کے کئی پہلو ہیں:

۱۔ نبی ﷺ کی بیان کردہ غیبی خبریں جو آپ کی زندگی میں وقوع پذیر ہوئیں

غیب اللہ کا راز ہے۔ اللہ تعالیٰ اکیلا ہی پوشیدہ اور مخفی چیزوں کا علم رکھتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾﴾ [1]

''اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، انہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر ہے اور نہ خشک مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔''

اور نبی ﷺ بھی دیگر انسانوں کی طرح غیب نہیں جانتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ۚ﴾ [2]

''فرما دیجیے کہ مَیں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ مَیں غیب جانتا ہوں اور نہ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ مَیں فرشتہ ہوں۔''

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ

---

[1] ٦/الانعام: ٥٩۔ [2] ٦/الانعام: ٥٠۔

Marfat.com

وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ❶

''فرما دیجیے کہ میں نہ اپنی جان کے کسی نفع کا مالک ہوں اور نہ نقصان کا مگر جو اللہ چاہے، اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بھلائیوں میں سے بہت زیادہ حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو صرف ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔''

توجب نبی ﷺ کسی غیب کی خبر دیتے ہیں تو اللہ کے اس علم کی خبر دیتے ہیں جسے اس نے آپ کے ساتھ مخصوص کیا اور آپ کو اُس پر مطلع کیا تاکہ وہ آپ کی نبوت ورسالت کی دلیل بن جائے۔

نبی ﷺ نے ایک ہزار کے لگ بھگ غیبی امور کی خبر دی ہے۔ بعض کا تذکرہ قرآن میں اور بعض کا احادیث مبارکہ میں ہے۔ ان میں ہر غیب آپ کی نبوت ورسالت کی دلیل ہے۔

جن غیوب کی خبر آپ ﷺ نے دی ہے وہ کئی قسم کے ہیں۔ ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی رونما ہوگئے، کچھ آپ کی وفات کے بعد ظاہر ہوئے اور کچھ غیبی خبریں ایسی بھی ہیں جو قرب قیامت کے وقت ظاہر ہوں گی۔ ہر قسم میں آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کے دلائل ہیں۔

آپ ﷺ کے بتائے ہوئے وہ غیب جو آپ کی حیات طیبہ میں ہی وقوع پذیر ہوئے، ان میں سے ایک وہ آندھی ہے جس کے چلنے کی آپ ﷺ نے اس وقت خبر دی تھی جب آپ اور آپ کے صحابہ تبوک ❷ کی طرف جا رہے تھے۔ جب تبوک پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ ۷/الاعراف: ۱۸۸۔ ❷ تبوک کا مقام مدینہ منورہ، دمشق اور شام کے درمیان ہے۔ یہ عرب اور شام کا ایک سرحدی مقام تھا۔ یہ مقام رومیوں کی حکومت میں تھا۔ اس سرحدی علاقے پر رومیوں کی طرف سے عرب سردار حکومت کرتے تھے۔ ۹ ہجری میں رومیوں اور غسانیوں کے مدینہ طیبہ پر حملہ کی تیاری کی خبریں پھیل چکی تھیں۔ مسلمانوں کو اس حملے کا ہمہ وقت کھٹکا لگا رہتا تھا۔ نبی ﷺ رجب ۹ ہجری کو تیس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ دور دراز کا سفر، سواریوں کی کمی، گرمی کی شدت، خوراک کی قلت اور جیش کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے بہت تنگی ہو گئی تھی اسی وجہ سے غزوہ تبوک کو جیش العسرۃ بھی کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے تبوک میں بیس دن تک قیام کیا مگر صلیبیوں کو مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ اس غزوے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑھ چڑھ کر مالی تعاون کیا تھا۔ اسی غزوے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

Marfat.com

((سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَلَا يَقُمْ فِيهَا أَحَدٌ مِّنكُمْ فَمَنْ كَانَ لَهُ بَعِيرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهُ))

''آج رات تم پر بڑے زور کی آندھی چلے گی لہٰذا کوئی شخص اس آندھی میں کھڑا نہ ہو، جس کے پاس اونٹ ہو وہ اس کی رسی کو مضبوطی سے باندھ دے۔''

حدیث کے راوی ابوحمید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''بہت زور کی آندھی چلی، ایک شخص کھڑا ہوا تو آندھی نے اسے جبل طے پر جا پھینکا۔'' [1]

وہ کون تھا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آندھی چلنے کی خبر اس زمانے میں دے دی تھی جب لوگ موسم کی صورت حال اور ہواؤں کے اٹھنے کی پیشگی اطلاع نہیں پا سکتے تھے یہ اطلاع دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے جس سے کوئی مخفی چیز مخفی نہیں ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس حدیث میں یہ واضح معجزہ موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر دی ہے نیز آندھی کے وقت کھڑے ہونے کے نقصان کی اطلاع آپ نے دی...... اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت و رحمت، امتیوں کی بھلائی کی فکر اور ان کو ان چیزوں سے خبردار کرنے کا بیان بھی ہے جو اُن کے دین یا دنیا کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ [2]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غیب کی خبریں دی ہیں ان میں سے ایرانیوں کی شکست اور رومیوں کے غلبے کی خبر بھی ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب ایرانیوں کی حکومت رومی شہنشاہیت کو دنیا کے نقشے سے مٹانے کے قریب تھی۔ کسریٰ کے لشکر وادی نیل تک پہنچ چکے تھے اور رومی سلطنت کے بڑے حصے اس کے زیر نگیں آ چکے تھے۔

چند ہی سالوں میں ایرانی لشکر نے ملک شام اور مصر کے بعض حصوں پر اپنا تسلط مضبوط

(گزشتہ سے پیوستہ) اپنے گھر کا کل جبکہ عمر رضی اللہ عنہ نصف اثاثہ اٹھا لائے تھے۔ غزوہ تبوک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ ہے۔ سورۃ التوبۃ میں اس غزوہ کا تذکرہ موجود ہے۔ (مترجم)

[1] صحیح بخاری، ح: ١٤٨١؛ صحیح مسلم، ح: ١٣٩٢۔

[2] شرح صحیح مسلم: ١٥/٤٢۔

Marfat.com

کر لیا۔ ان کے لشکروں نے شمالی انطاکیہ پر قبضہ کر لیا جس سے جلد ہی رومی شہنشاہیت (Supermacy) کے خاتمے کا اعلان ہو گیا۔

اس ایرانی طوفان کے آگے شاہ روم ہرقل نے اپنے دارالحکومت قسطنطنیہ سے بھاگ جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اگر روم کے بڑے بڑے بشپ پادری اسے ٹھہر جانے اور ایرانیوں سے ذلت آمیز صلح کی بھیک مانگنے پر آمادہ نہ کرتے تو وہ بھاگنے ہی والا تھا۔

ان سارے حالات و واقعات میں تمام توقعات کے خلاف، نبی ﷺ نے مکہ کی فضاؤں میں اعلان کر دیا کہ رومی ایرانیوں پر چند ہی سالوں میں غالب آ جائیں گے اور یہ چند سال نو سالوں سے زیادہ نہیں ہو سکتے تھے۔ آپ ﷺ پر یہ فرمان نازل ہوا:

﴿الٓمّٓ ۞ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۞ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۞ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۞ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۞﴾ [1]

”الم۔ رومی قریب کی زمین میں مغلوب ہو گئے ہیں اور اپنے مغلوب ہو جانے کے بعد عنقریب چند ہی سالوں میں غالب ہو جائیں گے۔ پہلے بھی اور بعد میں بھی سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور اس دن ایمان والے اللہ کی مدد سے بہت خوش ہوں گے۔ وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہی سب پر غالب، نہایت رحم والا ہے۔“

مؤرخ ایڈورڈ گبن اپنی کتاب تاریخ سقوط وانحدار الامبراطورية الرومانية میں لکھتا ہے:

”اس وقت جب قرآن نے یہ خبر پیش کی تھی اس خبر سے زیادہ بعید الوقوع کوئی خبر نہ تھی کیونکہ ہرقل کی حکومت کے ابتدائی دس سال رومی شہنشاہیت کے خاتمے کا اعلان کر رہے تھے۔“

---

[1] ۳۰/الروم:۲۔۵۔

Marfat.com

نبی ﷺ نے شکست خوردہ قوم کے غالب آنے کی خبر اس وقت دی تھی جب وہ اپنے مدمقابل کے آگے سرنگوں ہو چکی تھی۔ آپ اس غلبے کے، جس سے بڑھ کر کوئی چیز بھی رونما ہونے کے اعتبار سے بعید نہ تھی، وقت کی تعیین باریک بینی سے کر رہے تھے۔

اس عجیب وغریب خبر کو قریش نے بھی نقل کیا ہے جبکہ یہ ان کی خواہشات کے خلاف تھی کیونکہ ان کا میلان ایرانیوں کی طرف تھا جو بت پرستی میں ان جیسے تھے جبکہ مسلمان رومیوں کے غالب آنے کو پسند کرتے تھے کیونکہ وہ اہل کتاب تھے۔ لہٰذا مسلمانوں کو خوشی ہوئی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مشرکین یہ پسند کرتے تھے کہ ایرانی رومیوں پر غالب آجائیں کیونکہ ایرانی آتش پرست اور وہ بت پرست تھے۔ جبکہ مسلمان یہ پسند کرتے تھے کہ رومی فارس پر غالب آئیں کیونکہ وہ (رومی) اہلِ کتاب تھے۔ لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ (رومی) عنقریب غالب آجائیں گے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کا تذکرہ مشرکین سے کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے اور اپنے درمیان کوئی مدت مقرر کرو۔ اگر اس مدت میں ہم غالب آئے (یعنی فارس کے دوامی غلبے سے) تو ہمیں اتنا اتنا (رہن) دینا اور اگر تم غالب آئے (یعنی روم کے غلبے سے) تو تمہارے لئے اتنا اتنا ہوگا۔ تو انہوں نے پانچ سال کی مدت مقرر کی مگر رومی غالب نہ آئے (یعنی ان پانچ سالوں میں) لوگوں نے اس کا نبی ﷺ سے تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے دس کے قریب تک مدت کیوں مقرر نہیں کی (یعنی ان سے مدت زیادہ کرنے یعنی نو تک کرنے کا مطالبہ کرو کیونکہ بضع کا لفظ لغت عرب میں دس سے کم تک کے لیے استعمال ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ نے رومیوں کے بضع سنین میں غلبے کا وعدہ کیا تھا۔ [1]

ابوسعید فرماتے ہیں:

بضع کا لفظ دس سے کم تک کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

[1] رومیوں کا غلبہ قرآن کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت تھا نیز اس پیشین گوئی کے رونما ہونے پر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ (مترجم)

Marfat.com

راوی کہتے ہیں: پھر رومی بعد میں غالب آ گئے۔ ابن عباس فرماتے ہیں یہی ہے مطلب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا ﴿ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۙ﴿۲﴾ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬ؕ ﴾ [1]

جیسے نبی ﷺ نے خبر دی تھی اسی طرح ہوا۔ ۶۲۳ء میں اور اس کے بعد ہرقل اپنی غفلت اور عیاشی سے چھٹکارا پانے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے تین کامیاب حملے کر کے پارسیوں کو سرزمین روم سے نکال باہر کیا۔

۶۲۶ء میں رومیوں نے یکے بعد دیگرے حملے کئے یہاں تک کہ وہ ایرانیوں کی حدود کے اندر دجلہ کے ساحل تک پہنچ گئے۔ معرکہ نینوی میں شکست کھانے کے بعد ایرانی رومیوں سے صلح کی بھیک مانگنے پر مجبور ہو گئے۔ انہوں نے ان (رومیوں) کو صلیب مقدس —ان کے خیال میں— جو ایرانیوں کے قبضے میں آ گئی تھی، واپس کر دی۔ اتنی بڑی خبر محمد ﷺ کو کس نے دی؟ یقیناً یہ اللہ کی وحی ہے اور وہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی نبوت ورسالت کی دلیل ہے۔

اگر ہم اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ فِیۡۤ اَدۡنَی ﴾ پر غور کریں تو دلائل نبوت محمدی میں ایک اور دلیل ہمارے سامنے آ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فِیۡۤ اَدۡنَی اس علمی حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے جس سے جدید تحقیق نے پردہ اٹھایا ہے اور وہ یہ ہے زمین کا وہ ٹکڑا جہاں ایرانیوں نے رومیوں پر غلبہ حاصل کیا تھا وہ بحرِ مردار (Dead Sea) کے قریب نشیبی علاقہ ہے وہ ادنی الارض ہے۔ یعنی زمین کا سب سے نشیبی حصہ جیسا کہ برٹش انسائیکلو پیڈیا وغیرہ نے اس کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ یہ اللہ لطیف وخبیر کے علم کا ایک پہلو ہے۔ [2]

وہ غیوب جن پر اللہ نے اپنے نبی کو مطلع کیا ہے اگر اللہ ان کی خبر نہ دیتا تو آپ انہیں نہیں جانتے تھے۔ ان میں سے ایک حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے اس خط کی خبر ہے جو انہوں نے ایک عورت کے ذریعے قریش کو ارسال کیا۔ جس میں انہوں نے نبی ﷺ کے غزوہ مکہ کے عزم کی خبر قریش کو دی تھی۔

جب اس معاملے کو اللہ نے اپنے نبی پر ظاہر کیا تو آپ نے علی، زبیر اور مقداد بن اسود

---

[1] ۳۰/الروم:۲-۴۔ [2] سنن ترمذی، ح: ۳۱۹۳، علامہ ناصر الدین الالبانی نے صحیح ترمذی میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، ح: ۲۵۵۱۔

Marfat.com

(رضی اللہ عنہم) کو بھیجا۔ آپ نے فرمایا:

((اِنْطَلِقُوْا حَتّٰی تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةٌ وَمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا)) [1]

"جب تم روضہ خاخ [2] پر پہنچ جاؤ تو تمہیں ایک اونٹ سوار بڑھیا ملے گی اس کے پاس ایک خط ہوگا وہ اس سے لے لینا۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ (حدیث کے راوی) فرماتے ہیں:

فانطلقنا حتی انتهينا الی الروضة فاذا نحن بالظعينة فقلنا: اخرجی الكتاب

"ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم روضہ خاخ پر پہنچ گئے۔ وہاں ایک اونٹ سوار بڑھیا موجود تھی، ہم نے اس سے کہا خط نکالو۔" [3]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

اس میں یہ بھی ہے کہ اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاطب اور عورت کے قصے کی اطلاع دی ہے تو یہ نبوت کی علامات میں سے ہے۔ [4]

اسی طرح وہ خبر بھی معجزہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معرکہ موتہ☆ کے تین سپہ سالاروں کی

---

[1] صحیح بخاری، ح: ٣٠٠٧؛ صحیح مسلم، ح: ٢٤٩٤۔

[2] روضہ خاخ مدینہ طیبہ سے بارہ میل کے فاصلے پر مکہ مکرمہ کے راستے پر ایک جگہ کا نام ہے۔ (مترجم)

[3] اس نے کہا: میرے پاس تو کوئی خط نہیں، لیکن ہم نے اسے دھمکی دی کہ اگر تم نے خط نہ نکالا تو ہم تمہارے کپڑے خود اتار دیں گے (ہم خود تلاشی لیں گے) اس پر اس نے اپنی گندھی چوٹی کے اندر سے خط نکال کر دیا۔ (صحیح بخاری، الجهاد، الجاسوس، ح: ٣٠٠٧) اس واقعے سے اس بات کا اندازہ بھی لگایا جا سکتا ہے کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کس قدر کامل یقین تھا۔ (مترجم)

[4] فتح الباری: ١٢/ ٣٢٤۔ ☆ موتہ شام میں ایک جگہ کا نام ہے۔ یہیں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا (جمادی الاولیٰ ٨ ہجری میں) سب سے بڑا خونریز معرکہ پیش آیا۔ تین ہزار مسلمانوں کا لشکر دو لاکھ کفار کے مقابلے کے لئے خیمہ زن ہوا، جن میں ایک لاکھ رومی اور ایک لاکھ عرب قبائل کے لوگ تھے۔ معرکہ موتہ صلیبیوں کے ممالک کی فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معرکے کا سپاہ سالار زید بن حارثہ کو مقرر کیا اور فرمایا اگر زید شہید کر دیے جائیں تو جعفر اور اگر جعفر شہید کر دیے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ سپاہ سالار ہوں گے۔ رضی اللہ عنہم۔ (مترجم)

١٢٥٢٨١

Marfat.com

شہادت کی خبر دی تھی۔ ان کی شہادت شام میں ہوئی تھی جبکہ آپ ﷺ مدینہ میں تھے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان النبی ﷺ نعی زیدا وجعفرا وابن رواحة للناس قبل ان یاتیهم خبرهم فقال: ((اَخَذَ الرَّایَةَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِیْبَ وَعَیْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰی اَخَذَ الرَّایَةَ سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ)) [1]

''نبی ﷺ نے زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ (رضی اللہ عنہم) کی شہادت کی خبر اس وقت لوگوں کو دے دی تھی جب ابھی ان کے متعلق کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ آپ فرماتے جارہے تھے کہ اب زید جھنڈا اٹھائے ہوئے ہیں، اب وہ شہید کر دیئے گئے، اب جعفر نے علم اٹھالیا، وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ پھر ابن رواحہ نے علم تھام لیا وہ بھی شہید کر دیئے گئے (جب آپ ﷺ بیان فرمارہے تھے) آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آخر میں اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا یہاں تک کہ اللہ نے فتح عطا کی۔''

ان (سپہ سالاروں) کی شہادت کی خبر کس نے نبی ﷺ کو بتائی تھی جبکہ اس سے پہلے ابھی لوگوں تک ان کی خبر نہیں پہنچی تھی۔ یہ خبر اللہ علام الغیوب نے آپ کو بتائی تھی۔ امام طحاوی فرماتے ہیں:

وفیه علم ظاهر من اعلام النبوة. [2]

''علامات نبوت میں سے ایک واضح علامت اس (خبر) میں موجود ہے۔''

غیوب کی جو خبریں آپ ﷺ نے بتائی ہیں ان میں شکل انسان اختیار کر کے آنے والے شیطان کی حقیقت کا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بتانا بھی ہے۔ آپ کو خبر تھی کہ شیطان بار بار آئے گا۔ شیطان آ کر زکوۃ کا اناج چوری کرتا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا مگر جب اس

---

[1] صحیح بخاری، ح: ٤٢٦٢۔ [2] عمدة القاری: ١٧/٢٦٩۔

Marfat.com

ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی شہادت

وہ نمایاں غیوب، جنہیں ہمارے نبی ﷺ کے لئے کھولا گیا، ان میں ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے بارے میں خبر بھی ہے۔ اُم حرام نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا))

میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو بحری سفر کر کے جہاد کے لئے جائے گا اس نے (اپنے لئے اللہ کی رحمت و مغفرت) واجب کر لی۔''

اُم حرام کہتی ہیں کہ مَیں نے کہا: اللہ کے رسول! مَیں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟

آپ نے فرمایا: ((اَنْتِ فِيْهِمْ)) آپ بھی ان کے ساتھ ہوں گی۔

پھر نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ))

میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو قیصر (شاہِ روم) کے شہر (قسطنطنیہ/ استنبول) پر چڑھائی کرے گا اس کی مغفرت ہو گی۔''

مَیں نے کہا: مَیں بھی ان کے ساتھ ہوں گی اللہ کے رسول ﷺ؟

آپ نے فرمایا: نہیں۔ [1]

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نبی ﷺ کی کئی پیش گوئیاں بیان کی گئی ہیں۔ یہ اسی طرح رونما ہوئیں جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ اس میں آپ ﷺ کی نبوت کی متعدد علامات ہیں۔ ایک تو آپ ﷺ نے یہ بتایا کہ آپ کی امت آپ کے بعد بھی باقی رہے گی۔ امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو قوت والے، مسلح اور دشمن کو قتل یا زخمی کر کے اس پر غلبہ پانے والے ہوں گے۔ وہ ملکوں پر کنٹرول حاصل کر لیں گے یہاں تک کہ وہ بحری جہاد کرنے والوں کے ہمراہ ہوں گے نیز یہ کہ وہ (بنت ملحان) دوسرے جہاد کا زمانہ نہیں پا سکیں گی۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری، ح: ٢٩٢٤۔

[2] فتح الباری: ١١/ ٨٠۔

Marfat.com

بخاری و مسلم کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ ایک دن آپ ﷺ ام حرام ؓ کے گھر سو گئے جب بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ ام حرام نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

((نَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ عُرِضُوْا عَلَیَّ غُزَاةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَی الْاَسِرَّةِ اَوْمِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَی الْاَسِرَّةِ))

''میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے کے لئے دریا کی پشت پر سوار اس طرح جا رہے ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں یا جیسے بادشاہ تخت رواں پر سوار ہوتے ہیں۔''

ام حرام نے آپ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے تو آپ نے ان کے حق میں دعا کی۔

پھر آپ سر رکھ کر سو گئے۔ اس مرتبہ بھی جب بیدار ہوئے تو آپ ہنس رہے تھے۔ ام حرام نے آپ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے غزوہ کرتے ہوئے پیش کئے گئے تھے۔

ام حرام نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میرے لئے بھی دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ))

''آپ پہلے گروہ میں سے ہیں۔''

ؓ ام حرام بنت ملحان بن خالد انصاریہ ؓ ان دخترانِ اسلام میں سے ہیں جنہیں شہید البحر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ بئر معونہ کے معرکے میں شہید ہونے والے دو بہادر بھائیوں کی بہن ہیں۔ سیدنا انس بن مالک ؓ کی والدہ ام سلیم ؓ کی ہمشیر ہیں یعنی آپ حضرت انس ؓ کی خالہ ہیں۔ ام حرام ؓ رشتے میں نبی اکرم ﷺ کی بھی (حلیمہ سعدیہ کی بہن ہونے کی وجہ سے) خالہ لگتی ہیں۔ آپ ﷺ ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ ام حرام ؓ مشہور صحابی عبادہ بن صامت ؓ کی زوجہ ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت 1 ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے بحری سفر کیا جب سمندر سے باہر نکلیں تو اپنی سواری سے گر گئیں اور اسی حادثہ میں ان کی وفات ہوگئی۔ 2

امام طبرانی و دیگر نے نقل کیا ہے کہ ان کی قبر جزیرہ قبرص (Cyprus) میں معروف ہے۔ 3

سوال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتایا تھا کہ آپ کے بعد یہ کچھ ہوگا؟ آپ کو کس نے بتایا تھا کہ آپ کے بعد آپ کی امت بحری غزوہ کرے گی۔ نیز یہ کہ ام حرام بنت ملحان اس غزوہ کے زمانے تک زندہ رہیں گی اور اس میں شریک ہوں گی؟

چھ اہم حادثات

ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں تھے، آپ نے اپنے صحابہ کو چھ اہم حادثات کے رونما ہونے کی خبر دی، آپ نے ان کے وقوع پذیر ہونے کی ترتیب بھی بیان کی۔ آپ نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((اُعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: مَوْتِيْ، ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مُوْتَانٌ يَأْخُذُ فِيْكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقٰى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ بَنِي الْاَصْفَرِ فَيَغْدِرُوْنَ فَيَأْتُوْنَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ غَايَةٍ تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ

---

1 جب وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شام کے گورنر تھے۔ (مترجم)

2 صحیح بخاری، ح: ۲۷۸۹؛ صحیح مسلم، ح: ۱۹۱۲۔

☆ جو شخص جہاد کے لئے نکلے مگر راستے میں ہی اس کی طبعی وفات ہو جائے تو اسے بھی جہاد کا اجر و ثواب ملے گا اور وہ بھی عنداللہ شہداء کے زمرے میں شمار کیا جائے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث زیر بحث اور آیت کریمہ ﴿وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ سے استدلال کرتے ہوئے یہ تبویب قائم کی ہے: باب فضل من يصرع في سبيل الله فمات فهو منهم "اگر کوئی شخص جہاد فی سبیل اللہ میں سواری سے گر کر مر جائے تو اس کا شمار بھی ان مجاہدین میں ہوگا۔" (مترجم)

3 امام طبرانی نے اسے الکبیر (ح: ۳۱۶) اور ابونعیم نے (الحلیة: ۲/ ۶۲) میں ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا))❶

”قیامِ قیامت سے پہلے کی چھ نشانیاں شمار کرلو: میری موت، پھر بیت المقدس کی فتح، پھر ایک وبا جو تم میں شدت سے پھیلے گی جیسے بکریوں میں طاعون پھیل جاتا ہے۔ پھر مال کی کثرت اس قدر ہو جائے گی کہ ایک شخص سو دینار بھی اگر کسی کو دے گا تو اس پر بھی وہ ناراض ہی رہے گا (خوش نہیں ہوگا) پھر ایک فتنہ اٹھے گا کہ جو عربوں کے ہر ہر گھر کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ پھر صلح جو تمہارے اور بنی الاصفر (اہل روم) کے درمیان ہوگی لیکن وہ غداری کریں گے اور وہ اسی جھنڈوں تلے تمہارے اوپر چڑھائی کریں گے ہر جھنڈے کے ماتحت بارہ ہزار فوج ہوگی۔“

اس حدیث میں نبی ﷺ نے چھ بڑے بڑے واقعات کو بالترتیب بیان کیا۔ ان میں سے پہلا حادثہ آپ ﷺ کی وفات ہے۔ پھر بیت المقدس کی فتح جو کہ ۱۵ ہجری کو ہوئی تھی۔ پھر بہت بڑی موت (وبا) جو صحابہ پر حملہ آور ہوگی اور یہ طاعون عمواس ۱۸ھ کو (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں) رونما ہوا تھا۔ پھر مال کی کثرت جو کہ عہد عثمان رضی اللہ عنہ میں فتوحات کے ذریعے ہوئی۔ پھر عربوں کو پہنچنے والا فتنہ ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے زمانے میں پھیل گیا تھا۔ یہ فتنہ (جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا) ان فتنوں کا پھاٹک تھا جنہوں نے تمام گھروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

جہاں تک تعلق ہے آخری علامت کا تو یہ صلح اور پھر بنی اصفر یعنی رومیوں سے جنگ ہے۔ اس پر اہل علم کا اتفاق ہے کہ یہ نشانی ابھی تک پوری نہیں ہوئی۔ یہ نشانی قربِ قیامت کے فتنوں اور ملاحم (بڑی جنگوں) کے وقت پوری ہوگی۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

---

❶ صحیح بخاری، ح: ۳۱۷۶۔

اسی جھنڈوں سے مراد یہ ہے کہ ان کے اسی سپاہ سالار ہوں گے، ہر کمانڈر کی کمانڈ میں بارہ ہزار فوج ہوگی یعنی رومی نصاریٰ نو لاکھ ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوں گے۔ (مترجم)

Marfat.com

یہاں تک کہ آپ کی ملاقات اہلِ قرن سے ہوگئی۔

آپ نے پوچھا: آپ کون لوگ ہیں؟

انہوں نے کہا: ہم قرنی ہیں۔

راوی کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا اویس قرنی کی سواری کی مہار گری تو ایک نے دوسرے کو پکڑائی جس سے ان کی پہچان ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ کا نام کیا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: میں اویس ہوں۔ [1]

آپ نے پوچھا: آپ کی والدہ (زندہ) ہیں؟

اویس قرنی: ہاں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: آپ کے جسم پر کچھ برص کے داغ تھے؟

اویس قرنی: ہاں میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی تو اللہ نے اسے ختم کر دیا۔ البتہ ناف کے قریب درہم کے برابر جگہ باقی رہ گئی ہے تاکہ میں اس کی وجہ سے اپنے رب کا ذکر کروں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: آپ میرے لئے استغفار کریں۔

اویس قرنی: آپ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ میرے لئے استغفار کریں کیونکہ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

((اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ [2] رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ اُوَيْسٌ وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَاَذْهَبَهُ عَنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّرْهَمِ فِيْ

---

[1] اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام عامر ہے۔ آپ مُرادخاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ قرن قبیلے میں سے ہونے کی وجہ سے قرنی کہلوائے۔ آپ یمن کے ان غازیوں کے ساتھ مدینے میں آئے جو جہاد میں لشکر اسلام کی مدد کرتے ہیں۔ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے شہرت کی بجائے گمنامی کی زندگی گزارنے کو ترجیح دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے بعد وہ کوفے چلے گئے اور اس حالت میں رہنے لگے کہ ان کی زندگی بہت سادہ تھی اور ان کے پاس دنیا کا سامان بہت کم تھا۔ (مترجم)

[2] اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ صحابی نہیں بلکہ خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خیر التابعین (بہترین تابعی) کہا ہے۔

Marfat.com

سُرَّتِہٖ))

''تابعین میں سب سے بہتر وہ آدمی ہے جسے اویس کہا جاتا ہے۔ اس کی والدہ (زندہ) ہے۔ اسے برص کی مرض لاحق تھی۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو ناف پر درہم کے برابر جگہ کے سوا، اللہ تعالیٰ نے برص کو ختم کر دیا۔''

اویس قرنی نے آپ رضی اللہ عنہ کے لئے استغفار کیا۔ پھر لوگوں کے ہجوم میں داخل ہو گئے۔ پھر معلوم نہیں ہوا کہ وہ کہاں چلے گئے۔ [1]

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اویس قرنی کے اس واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمایاں معجزات کا بیان ہے۔ [2]

بہت بڑی آگ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بڑی آگ کی بھی خبر دی ہے جو اَرضِ حجاز میں بھڑک اٹھے گی جس کی روشنی شفق سے منعکس ہوگی جسے اہل بُصریٰ [3] (شام میں) دیکھ لیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی یہ خبر ۶۵۴ھ کو پوری ہوگئی، جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی ایک اور دلیل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰى)) [4]

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ارضِ حجاز سے آگ نہ نکلے جو بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔''

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہمارے زمانے میں ۶۵۴ھ میں مدینہ طیبہ کی مشرقی جانب حرہ کے پیچھے سے آگ نکلی

---

[1] مسند احمد، ح:۲٦٨؛ صحیح مسلم، ح:۲٥٤۲۔

[2] شرح صحیح مسلم: ١٦/ ٩٤۔ [3] بُصریٰ مدینہ طیبہ اور دمشق کے درمیان ایک شہر ہے، جو دمشق سے تقریباً 48 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ (مترجم)

[4] صحیح بخاری، ح:٧١١٨؛ صحیح مسلم، ح:٢٩٠٢۔

Marfat.com

جو کہ بہت ہی بڑی آگ تھی [1] جس کا تمام اہلِ شام اور سب ممالک کے لوگوں کے پاس متواتر علم پہنچا ہے اور مدینہ والوں میں سے جنہوں نے اس آگ کو قریب سے دیکھا ہے انہوں نے مجھے بھی خبر دی ہے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

اہلِ تاریخ اور دیگر لوگوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کا ۶۵۴ھ میں واقع ہونا تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ اپنے زمانے کے مؤرخین کے امام شیخ الحدیث شہاب الدین عبدالرحمن بن اسماعیل جو کہ ابوشامہ کے لقب سے مشہور ہیں، اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

یہ آگ جمعہ کے روز پانچ جمادی الآخرۃ کو ۶۵۴ھ میں ظاہر ہوئی...... اس کے ظاہر ہونے کی کیفیت کے بارے میں انہوں نے اہل مدینہ کے کئی متواتر خطوط کا تذکرہ کیا ہے ...... شیخ شہاب الدین نے یہ بھی لکھا ہے کہ اہل مدینہ نے ان دنوں مسجد نبوی میں پناہ لی اور جو گناہ وہ (ان دنوں) کیا کرتے تھے، انہوں نے ان سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی۔ بعد ازآں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آگ کے سلسلے میں بعض اشعار بھی نقل کئے ہیں (ان کا ترجمہ کچھ

---

[1] البدایہ والنہایہ میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۴ھ) نے اس آگ کی کافی تفصیلات نقل کی ہیں، جن کا ملخص پیش کیا جاتا ہے: یہ آگ پانچ جمادی الثانیہ بروز جمعہ ارضِ حجاز سے نکلی۔ اہل مدینہ نے اس کی اطلاع اہل دمشق کو خطوط کے ذریعے دی، یہ خطوط انہیں پانچ رجب کو ملے جبکہ آگ برقرار تھی اور اس میں اضافہ ہو رہا تھا۔ یہ آگ ۲۷ رجب یعنی تقریباً 52 دن تک شعلہ زن رہی۔ آگ سے کئی وادیاں پانی کی طرح بہہ پڑیں۔ وہ سطح زمین پر بھاگ رہی تھی۔ وہ پتھروں کو آگے پیچھے پھینکتی تھی۔ اس کی گونج اتنی تھی کہ لوگوں کو کچھ کھانے پینے کی بھی ہمت نہ تھی، اس کے پھینکے ہوئے پتھروں کے دو پہاڑ بن گئے۔ اس کے شعلے بلندی میں پہاڑ اور چوڑائی میں شہر کی طرح تھے۔ آفتاب و مہتاب ایسے دکھائی دیتے کہ انہیں گرہن لگا ہوا ہے۔ چٹانیں پگل کر سیسہ کی طرح بن جاتیں، جب وہ جم جاتا تو سیاہ ہو جاتا جبکہ پہلے وہ سرخ ہوتا۔ اس آگ سے کڑک اور گرج کی آوازیں آتیں۔ اس کے سرخ شعلے قلعوں کی طرح بلند ہوتے۔ یہ آگ اس آگ کا ایک عکس تھی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے: ﴿إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴾ (المرسلت: ۳۲-۳۳) ''وہ محلات کی مانند شرارے پھینکتی ہے گویا وہ زرد اونٹ ہیں۔'' لوگوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ وہ خوفزدہ تھے۔ لوگ آگ کے باعث گناہوں سے باز آ گئے، انہوں نے توبہ و استغفار کیا، رات عبادت، تلاوتِ قرآن اور دعا کرتے ہوئے گزاری، لوگوں نے اطاعت و فرمانبرداری سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا۔ (مترجم)

Marfat.com

اس طرح ہے:) 1

تکلیف کے دُور کرنے والے ہمارے جرائم سے در گزر کر۔ ہمارے رب ہمیں مصیبت نے گھیر لیا ہے۔

ہم تیرے پاس ان مصائب کا شکوہ کرتے ہیں جن کے اٹھانے کی ہم ہمت نہیں رکھتے حالانکہ ہم ان کے حقدار ہیں۔

ایسے زلزلے ہیں کہ جن کے سامنے ٹھوس پہاڑ سر جھکاتے ہیں اور بلند پہاڑ زلزلوں کے مقابلے میں کیسے قوت پا سکتے ہیں۔

وہ سات روز تک زمین کو ہلاتا رہا حتیٰ کہ وہ پھٹ گئی اور اس کے منظر سے سورج کی آنکھ چندھیا گئی۔

آگ کے سمندر کے اوپر پہاڑوں کی کشتیاں چلتی ہیں، جو زمین میں استوار ہیں۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اوپر موجیں خوبصورتی کے باعث ٹوٹی پڑتی ہیں۔

وہ محل کی مانند اپنے شراروں کو ادھر ادھر پھینکتی ہے گویا کہ وہ موسلا دھار بارش برسا رہی ہے۔

اگر وہ آواز دے تو خوف سے چٹانوں کے دل پھٹ جاتے ہیں اور کھجور کی شاخ کی مانند روشنیاں کانپتی ہیں۔

اس نشانی کے کیا کہنے جو رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں سے ہے اور اسے عقلمند لوگ ہی سمجھتے ہیں۔ 2

جھوٹے انبیاء

آپ ﷺ کی علاماتِ نبوت میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے ان دجالوں کے ظہور کی خبر دی ہے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ آپ ﷺ نے ان سے بچنے اور احتیاط کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثُ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبًا مِنْ

---

1 شرح صحیح مسلم: ١٨/ ٢٩۔

2 البداية والنهاية: ٦/ ٢٥٣۔

Marfat.com

ثَلَاثِیْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ)) [1]

''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تیس کے قریب جھوٹے دجال پیدا نہ ہولیں ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔''

ایک اور حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

((فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ وَدَجَّالُوْنَ سَبْعَۃٌ وَعِشْرُوْنَ مِنْھُمْ اَرْبَعُ نِسْوَۃٍ وَاِنِّیْ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ)) [2]

''میری امت میں ستائیس کذاب اور دجال ہوں گے، ان میں سے چار عورتیں ہوں گی (مگر یاد رکھو) میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

''اس حدیث سے ہر مدعی نبوت مراد نہیں، یہ تو اس قدر ہیں کہ شمار سے باہر ہیں، ان میں سے اکثر نے ایسا دعویٰ پاگل پن کی وجہ سے کیا ہے...... حدیث میں ان لوگوں کا تذکرہ ہوا ہے جن کی بڑی ٹھاٹھ باٹھ ہو اور ان کے (نبی ہونے کے) بارے میں شبہہ پڑ جائے۔ [3]

وہ چار عورتیں جنہوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ان میں سے پہلی سجاح تمیمی ہے، جس نے جزیرۂ عرب کے وسط میں نبوت کا دعویٰ کیا، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

''جو کچھ نبی ﷺ نے فرمایا تھا اس کا ظہور آپ کے زمانے کے آخر میں ہوگیا تھا۔ مسیلمہ کذاب یمامہ میں اور اسود عنسی یمن میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ پھر خلافتِ ابوبکر میں بنی اسد بن خزیمہ سے طلیحہ بن خویلد نے اور بنی تمیم سے سجاح تمیمی نے نبوت کا دعویٰ کیا......۔ [4]

ان دو دجالوں کے بارے میں نبی ﷺ نے خبر دی ہے کہ ان کا معاملہ آپ کے بعد کھل جائے گا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی زندگی کے آخر زمانے میں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

---

[1] صحیح بخاری، ح:۳۶۰۹؛ صحیح مسلم، ح:۱۵۷۔

[2] مسند احمد، ح:۲۲۸٤۹، اس حدیث کی سند کو ابن حجر نے فتح الباری: (۱۳/ ۹۳) میں عمدہ کہا ہے جبکہ الالبانی نے صحیح الجامع (ح:۷۷۰۷) میں صحیح قرار دیا ہے۔

[3] فتح الباری: ٦/ ۷۱٤۔ [4] ایضاً۔

Marfat.com

مسیلمہ کذاب یمامہ سے اور اسود عنسی یمن سے تھا۔

نبی ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((فَاَهَمَّنِیْ شَاْنُهُمَا فَاُوْحِیَ اِلَیَّ فِی الْمَنَامِ اَنْ اَنْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَاَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَیْنِ یَخْرُجَانِ بَعْدِیْ)) [1]

''مَیں ان دونوں (کنگنوں) کی وجہ سے بہت فکر مند ہوا [2] پھر خواب میں ہی وحی کے ذریعے مجھے بتایا گیا کہ مَیں انہیں پھونک مار کر اڑا دوں، چنانچہ جب مَیں نے ان میں پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے، مَیں نے ان کی تعبیر یہ کی کہ میرے بعد دو جھوٹے نبی ہوں گے۔''

آپ کا خواب سچا ثابت ہوا۔ ان دونوں میں سے پہلا کذاب مسیلمہ تھا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب مدینے آیا اور کہنے لگا اگر محمد امر (خلافت) کو اپنے بعد مجھے سونپ دیں تو مَیں ان کی اتباع کرتا ہوں۔ مسیلمہ اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کو ساتھ لے کر آیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس (اسے سمجھانے کے لئے) گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی۔ آپ ﷺ وہاں ٹھہر گئے، جہاں مسیلمہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:

((لَوْ سَاَلْتَنِیْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا اَعْطَیْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ اَمْرَ اللّٰهِ فِیْكَ وَلَئِنْ اَدْبَرْتَ لَیَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ وَاِنِّیْ لَاَرَاكَ الَّذِیْ اُرِیْتُ فِیْكَ مَا رَاَیْتُ)) [3]

''اگر تو مجھ سے یہ چھڑی بھی مانگے تو مَیں تجھے نہیں دے سکتا (خلافت تو دور کی

---

[1] صحیح بخاری، ح: ۳۶۲۱۔

[2] کیونکہ آپ ﷺ کی شریعت میں مردوں کے لئے سونا پہننا جائز نہیں۔ (مترجم)

[3] صحیح بخاری، ح: ۳۶۲۰۔

Marfat.com

بات ہے) اور اپنے بارے میں تو اللہ کی مرضی کو نہیں ٹال سکتا۔ اگر تو (اسلام سے) پشت پھیرے گا تو اللہ تجھے تباہ کر دے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ تو وہی ہے، جو مجھے (خواب میں) دکھایا گیا تھا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ان میں سے ایک عنسی اور دوسرا یمامہ کا رہنے والا مسیلمہ کذاب تھا۔" [1]

امام نووی فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: ((وَلَئِنْ اَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ)) کا مطلب یہ ہے کہ اگر تو میری اطاعت سے منہ موڑے گا، تو اللہ تعالیٰ تجھے ضرور قتل کروائے گا...... اللہ تعالیٰ نے اسے جنگ یمامہ میں قتل کروا دیا [2] اور یہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خبر دینا) معجزات نبوت میں سے ہے۔ [3]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس سے قتال کرنے کے لئے نکلے تھے، اللہ نے ان کے ہاتھ سے اسے قتل کروا دیا، اس کے مکروفریب کا قلع قمع کر دیا اور اس کے تیر کا نشانہ خطا کرا دیا۔ (وہ اپنی چال نہ چل سکا) دوسرا کذاب اسود عنسی جو گمراہی میں اس (مسیلمہ کذاب) کا بھائی تھا، اس کا مکروفریب بھی اللہ نے ناکام بنا دیا۔ وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا، یمن کے بہت سے اعراب (بدو) اس کے پیروکار ہو گئے، جس سے وہ طاقتور ہوا اور اس کی سرداری مضبوط ہو گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کذاب مدعی کی بیوی کی مدد سے فیروز دیلمی اور بعض یمنی مسلمانوں کے ہاتھ سے اسے قتل کروا دیا [4] تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خواب میں دیکھا تھا وہ سچ ثابت ہوا۔ اس (اسود عنسی) کی گمراہی اس گرد و غبار کی طرح ہو گئی جسے ہوائیں

---

[1] صحیح مسلم، ح: ۴۲۱۸۔ [2] سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے جہنم واصل کیا تھا۔ (مترجم)

[3] شرح النووی علی صحیح مسلم: ۱۵/ ۳۳۔

[4] وہ یمن کا حاکم بن گیا تھا۔ ایک رات اس کی بیوی مرزبانہ نے اسے خوب شراب پلائی، وہ نشہ میں مدہوش تھا کہ فیروز دیلمی نقب لگا کر اس کے گھر میں گھس گئے اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ﴾ (۶/الانعام: ۴۵) اسی طرح اسود عنسی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی مارا گیا تھا۔ (مترجم)

Marfat.com

اڑائے پھرتی ہیں:

﴿فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ۝﴾ [1]

''جھاگ تو ناکارہ ہوکر چلا جاتا ہے، لیکن جو لوگوں کو نفع دینے والی چیز ہے وہ زمین میں ٹھہری رہتی ہے، اللہ اسی طرح مثالیں بیان کرتا ہے۔''

جن کذابوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ان میں سے ایک کذاب وہ ہے جس کے بارے میں نبی ﷺ نے بتایا تھا کہ وہ ثقیف میں ہوگا۔ اس سچی خبر کو اسماء بنت ابوبکر صدیق نے بیان کیا ہے۔ وہ اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس گئیں اور حجاج سے کہا:

ان رسول اللّٰہ ﷺ حدثنا ان فی ثقیف کذابا و مبیرا، فاما الکذاب فرأیناہ واما المبیر فلا اخالك الا ایاہ [2]

''رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کیا تھا کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک مبیر ہوگا، کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے اور جہاں تک مبیر کا تعلق ہے تو میرے خیال میں وہ تُو ہی ہے۔''

امام نووی فرماتے ہیں:

''مبیر سے مراد مہلک ہے۔ کذاب کے بارے میں جو انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے اسے دیکھ لیا ہے تو اس سے ان کی مراد مختار بن ابی عبید ثقفی ہے۔ وہ بہت زیادہ جھوٹ بولتا تھا اور سب سے قبیح بات یہ تھی کہ اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے پاس جبریل علیہ السلام آتے ہیں۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہاں کذاب سے مختار بن ابی عبید اور ہلاکت پھیلانے والے سے حجاج بن یوسف مراد ہے۔'' [3]

مختار کذاب کی بعض خبریں تابعی رفاعہ بن شداد نے نقل کی ہیں، وہ کہتے ہیں:

مَیں ایک دن مختار ثقفی کے پاس گیا تو اس نے کہا:

---

[1] ١٣/الرعد: ١٧۔ [2] صحیح مسلم، ح:٤٦١٧۔

[3] شرح صحیح مسلم: ١٦/ ١٠٠۔

Marfat.com

آپ میرے پاس آئے ہیں، واللہ! جبریل (ابھی) اس کرسی سے اٹھے ہیں۔
رفاعہ کہتے ہیں:
میں (اسے قتل کرنے کے لئے) اپنی تلوار کی مٹھی کی طرف جھکا تو مجھے وہ حدیث یاد آگئی، جو ہمیں عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ نے بیان کی تھی۔ وہ کہتے ہیں:
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((اِذَا اطْمَأَنَّ الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ ثُمَّ قَتَلَهُ بَعْدُ مَا اطْمَأَنَّ اِلَیْهِ نُصِبَ لَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِوَاءُ غَدْرٍ)) [1]

''جب ایک آدمی دوسرے آدمی سے مطمئن (بےخوف) ہو پھر وہ اسے اس بےخوفی کے بعد قتل کر دے تو قیامت کے دن اس کے لئے غداری کا جھنڈا گاڑا جائے گا۔''

رفاعہ کہتے ہیں: میں اسے قتل کرنے سے رک گیا۔
تو اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کے کاذب مختار ثقفی کے بارے میں جو خبر دی تھی وہ سچی ثابت ہوئی۔ اسی طرح ثقیف کے ظالم حجاج کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع ہے اور یہ وحی کی خبر ہے جو آپ کے ربّ علام الغیوب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی۔
تاریخ میں ان کذابوں کا سلسلہ منقطع نہیں ہوگا۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

((یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یُفْتِنُوْنَکُمْ)) [2]

''آخری زمانے میں بہت سے دجال اور کذاب ہوں گے، تمہارے پاس ایسی احادیث لائیں گے، جو تم نے اور نہ تمہارے آباء واجداد نے سنی ہوں گی،

---

[1] مستدرك حاكم: ٤/ ٣٩٤؛ سنن ابن ماجه، ح: ٢٦٨٨؛ مسند طيالسي، ح: ١٢٨٦، مسند طیالسی کی اس حدیث کی سند کو ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری: (٦/ ٧١٤) میں صحیح کہا ہے۔ البانی نے اسے صحیح ابن ماجه (ح: ٢١٧٧) میں صحیح کہا ہے۔
[2] صحیح مسلم، ح: ٧۔

Marfat.com

تم ان سے بچ کر رہنا، وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور نہ تمہیں فتنے میں مبتلا کردیں۔“

وہ دجال، جنہوں نے نامعقول باتیں کہیں، ان میں سے متنبی کذاب مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے، وہ عرصہ ایک صدی قبل ہندوستان میں نمودار ہوا۔ اس نے احادیث نبویہ کو مسترد کیا اور پھر نبوت کا دعویٰ کردیا۔

اس مدعی نبوت کی گمراہی کی نبی ﷺ نے خبر دی ہے۔ مقدام بن معدی کرب سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلَا اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهُ مَعَهٗ اَلَا یُوْشِکُ رَجُلٌ شَبْعَانَ عَلٰی اَرِیْکَتِهٖ یَقُوْلُ: عَلَیْکُمْ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْهِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحِلُّوْهُ وَمَا وَجَدْتُّمْ فِیْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ)) [1]

”سنو! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز (حدیث) بھی، یہ نہ ہو کہ کوئی پیٹ بھرا شخص اپنے تخت پر تکیہ لگائے ☆ کہے: صرف اس قرآن کو لازم پکڑو، جو اس میں حلال پاؤ، اسے حلال جانو جو اس میں حرام پاؤ اسے حرام قرار دو۔“

مولانا محمد عبدالرحمن مبارکپوری لکھتے ہیں:

یہ حدیث دلائل نبوت میں سے ایک دلیل اور علامات نبوت میں سے ایک علامت ہے، آپ ﷺ نے جو خبر دی تھی اسی کے مطابق ہوا۔ ہندوستان [2] کے صوبہ پنجاب میں ایک شخص نے اپنے آپ کو اہل قرآن کہا، حالانکہ اس میں اور قرآن والوں میں کوئی نسبت ہی نہیں بلکہ وہ ”اہل الحاد“ میں سے ہے...... اس نے تمام احادیث نبویہ کو مسترد کرنے کے لئے

---

[1] سنن ابی داؤد، ح:٤٦٠٤؛ سنن ابن ماجه، ح:١٢، البانی نے مشکوۃ المصابیح کی تحقیق میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، دیکھیے ح:١٦٣۔

☆ یہ حدیث مرزا قادیانی کے علاوہ منکرین حدیث بالخصوص عبداللہ چکڑالوی پر منطبق ہوتی ہے، جو حدیث کو حجت شرعی نہیں مانتے حالانکہ حدیث کا وحی ہونا اور قرآن کے علاوہ نبی اکرم ﷺ پر وحی کے نزول کا ثبوت خود قرآن مجید میں موجود ہے۔ مثلاً دیکھیے: الانفال:٧، النجم:٢۔٤، الحشر:٥۔٧، التحریم:٣ (مترجم)

[2] اب پنجاب پاکستان کا ایک صوبہ ہے اسی پنجاب کے دارالحکومت لاہور سے اہل قرآن کہلوانے والے عبداللہ چکڑالوی کا تعلق تھا۔ (مترجم)

Marfat.com

زبان درازی کی، اس نے کہا: سب احادیث جھوٹی اور اللہ تعالیٰ پر افتراء ہیں۔ احادیث النبی ﷺ، اگرچہ وہ صحیح اور متواتر ہوں، کی بجائے صرف اور صرف قرآن عظیم پر عمل کرنا ضروری ہے۔ [1]

تو اس طرح نبی ﷺ کا ان کذابوں کے بارے میں خبر دینا اسی غیب میں سے ہے، جس کی اطلاع اللہ نے آپ کو دی تھی تاکہ اس کا وقوع نبی ﷺ کی نبوت و رسالت کی دلیل اور حجت بن جائے۔

[1] تحفه الاحوذی بشرح جامع الترمذی: ۷/ ۳۵۴۔

Marfat.com

ج۔ نبی ﷺ نے اپنے بعض معاصرین کی موت کی کیفیت ومقام کی اطلاع دی

آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل اور رسالت کی علامات میں سے آپ کی بیان کردہ وہ خبریں ہیں جو آپ کے بعض صحابہ، اہل بیت اور ان کے علاوہ آپ کے بعض دشمنوں کی موت سے متعلق ہیں، آپ نے ان کی موت کی کیفیت، جگہ اور گرنے کی حالت کو بیان کیا اور یہ ایسا علم ہے جسے نبی از خود نہیں جان سکتے۔

موت اور اس سے متعلقہ امور کا علم صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی جانتا ہے۔ وہ اکیلا ہی انسانوں کی عمر اور ان کی روح قبض ہونے کے مقامات کو جانتا ہے۔ کسی شخص کو تو یہ علم نہیں کہ وہ کل کیا کمائے گا۔ اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس علاقے میں اس کی موت واقع ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴾ [1]

''بے شک اللہ کے پاس ہی قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل کرتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے وہ اسے جانتا ہے، کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کچھ کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا [2] اللہ ہی پورے علم والا اور خوب خبر رکھنے والا ہے۔''

---

[1] ۳۱/لقمٰن: ۳٤۔

[2] ان پانچ چیزوں کو غیوب خمسہ یا مفاتیح الغیب کا نام دیا جاتا ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ان میں سے مخلوق کو اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ انہیں بتا دیتے ہیں۔ ان چیزوں کا حتمی اور کلی علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ بعض اوقات لوگوں کو ان چیزوں کا کچھ علم ہو جاتا ہے کہ اس کی حیثیت تخمینوں اور اندازوں کی ہے جو بعض اوقات غلط ثابت ہوتے ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو آپ کے بعض صحابہ واہل بیت اور اسی طرح آپ کے دشمنوں کی موت کا وقت یا کیفیت سے آگاہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس کی لوگوں کو اطلاع دے دی، جس کا وقوع آپ کی نبوت کی دلیل اور رسالت کی نشانی تھا کیونکہ اللہ علام الغیوب کے بتائے بغیر ان سے آگاہی حاصل کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔

بعض صحابہ کی شہادت

ان واضح خبروں میں سے حضرت عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنھم اجمعین کی شہادت کی اطلاع ہے۔ آپ نے بتایا کہ انہیں شہادت کی موت نصیب ہوگی، ان کی وفات بستروں پر نہیں ہوگی یا ان کی موت عام لوگوں کی طرح نہیں ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ حراء پہاڑ کے اوپر تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم تھے۔ چٹان نے حرکت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ)) [1]

''ٹھہر جا! تجھ پر تو ایک نبی ہے یا صدیق ہے یا پھر شہید ہے۔''

آپ ﷺ نے اپنی نبوت، ابوبکر کی صدیقیت اور عثمان و علی و طلحہ کی شہادت کی گواہی دی۔

امام نووی فرماتے ہیں:

اس حدیث میں پیغمبر ﷺ کے کئی معجزات ہیں، ان میں سے ایک یہ کہ آپ نے خبر دی کہ یہ شہید ہوں گے۔ نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق کے علاوہ سب نے شہادت پائی، حضرت عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم نے مظلومانہ شہادت پائی۔ اصحابِ ثلاثہ (یعنی حضرت عمر و عثمان و علی) کی شہادت تو مشہور ہے۔ حضرت زبیر تو بصرہ کے قریب وادی سباع میں اس وقت شہید کئے گئے جب وہ قتال چھوڑ کر واپس آ رہے تھے۔ اسی طرح حضرت طلحہ کا معاملہ ہے، وہ جنگ چھوڑ کر لوگوں سے علیحدہ ہو گئے تھے کہ انہیں ایک تیر لگا اور وہ شہید ہو گئے

---

[1] صحيح مسلم، ح: ٢٤١٧۔

Marfat.com

اور یہ (احادیث مبارکہ سے) ثابت ہے کہ جو ظلم سے قتل کیا جائے وہ شہید ہوتا ہے۔ [1]

حضرت عمر کو نبی ﷺ نے ایک موقعہ پر شہادت کی بشارت دی تھی، جب آپ ﷺ نے انہیں سفید لباس پہنے دیکھا تو دریافت کیا کہ آپ کے کپڑے نئے ہیں یا دھلے ہوئے (پرانے)؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ یہ دھلے ہوئے ہیں تو نبی ﷺ نے دعا کی:

((اِلْبَسْ جَدِیْدًا وَ عِشْ حَمِیْدًا وَ مُتْ شَهِیْدًا)) [2]

"نئے کپڑے پہنو، قابل تعریف زندگی بسر کرو اور شہادت کی موت پاؤ۔"

جیسے آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا، جب آپ ۲۳ھ کو مسجد نبوی میں مسلمانوں کو نماز پڑھا رہے تھے تو آپ کو ابولولو مجوسی [3] نے شہید کر دیا۔ [4]

آپ ﷺ کی شہادت نبی ﷺ کی خبر کا مصداق اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی ایک نشانی تھی۔

دوسرے شہید مظلوم امیر المومنین عثمان بن عفان ہیں۔ نبی ﷺ نے ان کی شہادت کی بشارت دے دی تھی۔ آپ ﷺ نے بتایا تھا کہ ان کی شہادت ایک فتنے کی وجہ سے ہوگی جس میں انہیں صبر کرنا چاہیے۔ یہ اطلاع آپ ﷺ نے اس وقت دی تھی جب ابو موسیٰ اشعری نبی ﷺ کے ساتھ مدینے کے ایک باغ میں (قبا کے قریب) بئر اریس (کی منڈیر) پر بیٹھے ہوئے تھے۔

ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں: ایک آدمی آیا اس نے دروازے پہ دستک دی۔

---

[1] شرح النووی: ۱۵/ ۱۹۰۔ [2] مسند احمد، ح: ۵۳۶۳؛ سنن ابن ماجه، ح: ۳۵۵۸، البانی نے صحیح ابن ماجه (ح: ۲۸۶۳) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔

[3] مستدرك حاكم، سنن الكبرى للبيهقى، مجمع الزوائد اور صحیح ابن حبان کی بعض روایات میں صراحت ہے کہ ابولولؤ فیروز نصرانی تھا۔ مستدرك حاكم: (۹۰۱۳) میں معدان بن طلحہ کا بیان ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پر ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ بروز بدھ قاتلانہ حملہ ہوا اور الطبقات الکبری لابن سعد: (۳/ ۳۶۵) میں ہے کہ آپ یکم محرم اتوار کو فوت ہوئے۔ (مترجم)

[4] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا بھی قبول ہوئی جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کی تھی۔ دعا یہ تھی: اللهم ارزقنی شهادة فی سبیلك واجعل موتی فی بلد رسولك (صحیح بخاری، ح: ۱۸۹۰) "اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا کرنا اور مجھے اپنے رسول کے شہر (مدینہ طیبہ) میں موت دینا۔"

اللہ تعالیٰ نے دعا کے دونوں حصوں کو شرفِ قبول عطا کیا۔ (مترجم)

Marfat.com

مَیں نے پوچھا: کون صاحب ہیں؟

بولے کہ عثمان بن عفان ہیں۔

مَیں نے کہا ذرا ٹھہریئے، مَیں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو اطلاع دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِئْذَنْ لَهُ وَ بَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ))

''انہیں اجازت دے دو اور ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی۔ جنت کی بشارت سنادو۔''

ابوموسیٰ فرماتے ہیں: مَیں ان کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اندر تشریف لے آئیے۔ آپ کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے ایک مصیبت پر جو آپ کو پہنچے گی۔ [1]

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمان نے (جب انہیں خوشخبری سنائی گئی) تو اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا:

اللّٰه المستعان ''اللہ ہی مدد کرنے والا ہے۔'' [2]

یعنی پیغمبر نے جو اُنہیں جنت کی بشارت دی تھی اس پر انہوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور انہوں نے ان ابتلاؤں اور مصائب پر اللہ سے مدد مانگی جن سے انہیں بوقت شہادت سامنا کرنا پڑے گا۔ [3]

---

[1] صحیح بخاری، ح: ٣٦٧٤۔ [2] ایضاً، ح: ٣٦٩٣۔

[3] مشہور قول کے مطابق ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی، آپ چالیس روز اپنے گھر میں محصور رہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ کی شہادت جمعۃ المبارک کو ہوئی۔ آپ کی مدتِ خلافت ۱۲ دن کم ۱۲ سال ہے کیونکہ آپ کی بیعت ۲۴ھ میں محرم کے آغاز میں ہوئی تھی۔ شہادت کے وقت آپ کے ہاتھ کے خون سے پہلا قطرہ آیت کریمہ ﴿فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (۲/البقرۃ: ۱۳۷) پر گرا۔ آپ حش کوکب (باغ) میں بقیع کی مشرقی جانب مدفون ہوئے۔ (دیکھیے البدایۃ والنہایۃ، ۳۵ھ کے حالات وواقعات)۔ ابوعثمان نہدی کے بیان کے مطابق آپ کی شہادت وسط ایام التشریق میں ہوئی۔ (دیکھیے مسند احمد: ۱/ ٤٧) اس روایت کے مطابق آپ کی مدت خلافت ایک ہفتہ مزید کم ہوجاتی ہے۔ (مترجم)

مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ۱۳۹۰ھ کے حج کے موقع پر بقیع غرقد مدینہ میں جب حضرت عثمان کی قبر پر حاضر ہوا تو دیر تک ماضی کے تصورات میں کھویا ہوا آپ کی جلالتِ شان اور ملت کے بعض لوگوں کی غداری پر سوچتا رہا۔ (شرح صحیح بخاری، ح: ٣٦٧٤)

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ)) [1] اس میں مذکور تیسرے شخص، جنہیں جنت کی بشارت دی گئی، ابو سبطین علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بتا دیا تھا کہ ''انتہائی بد بخت شخص (ابن ملجم) ان کی کنپٹیوں پر ضرب لگا کر شہید کرے گا۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ شدید بیمار ہو گئے، ابوسنان الدولی ان کی عیادت کے لیے گئے، انہوں نے کہا:

''امیر المومنین! ہمیں تو اس بیماری کی وجہ سے آپ کی جان کا خدشہ لاحق ہو گیا ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''لیکن مجھے تو اس کی وجہ سے اپنی جان کا کوئی خطرہ نہیں کیونکہ میں نے صادق و مصدوق رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

''تجھے ایک ضرب یہاں اور ایک یہاں لگے گی۔''

آپ نے ان کی دونوں کنپٹیوں کی طرف اشارہ کیا۔ ان سے خون بہہ پڑے گا اور تمہاری داڑھی رنگین ہو جائے گی، یہ حرکت کرنے والا اس امت کا بد بخت ترین شخص ہوگا۔ جیسے اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا ثمود (قوم) کا بد بخت ترین شخص تھا۔ [2]

---

[1] صحیح مسلم، ح: ۲٤۱۷۔ [2] مستدرك حاكم: ۳/ ۱۲۲؛ الكبير للطبر نی، ح: ۱۷۳؛ بیہقی فرماتے ہیں: اسناده حسن؛ مجمع الزوائد: ۹/ ۱۸۸۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ۶۳ سال کی عمر میں جمعہ کے روز بوقت سحر ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ کو شہید کیے گئے۔ آپ نے جعدہ ہبیرہ کو آگے کیا اور انہوں نے فجر کی نماز پڑھائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت پڑھائی۔ مشہور قول کے مطابق آپ کو کوفہ میں دار الامارت کے اندر ہی دفن کیا گیا۔ خوارج وغیرہ کے خوف سے آپ کے دفن اور قبر کو پوشیدہ رکھا گیا۔ بعض لوگ جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ آپ کی قبر مشہد نجف میں ہے اس پر کوئی دلیل موجود نہیں اور اس کی کوئی اصل نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قبر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ خطیب بغدادی نے باسند ذکر کیا ہے کہ اگر اہل تشیع کو اُس قبر کا علم ہو جاتا جس کی نجف میں تعظیم کرتے ہیں تو وہ اسے پتھر مارتے۔ یہ قبر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت چار سال نو ماہ رہی۔ (ملخصاً از البدایۃ والنہایۃ، ۴۰ھ کے حالات وواقعات)

Marfat.com

اس حدیث کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو بیماری کی وجہ سے فوت ہونے کا کوئی ڈر نہیں تھا۔ان کی زبانِ حال پر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اشعار جاری تھے۔

وفینا رسول اللّٰہ یتلو کتابہ
اذا انشق معروف من الصبح ساطع
ارانا الھدی بعد العمی فقلوبنا
بہ موقنات ان ما قال واقع

''ہم میں اللہ کے رسول قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ہم اندھے تھے کہ انہوں نے ہمیں راہِ ہدایت دکھادی۔ہمارے دلوں کو اس پر یقین ہے کہ جو کچھ آپ نے فرمادیا ہے وہ واقع ہو کر رہے گا۔''

وفاتِ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر فاطمہ چل کر آپ کے پاس آتی ہیں،ان کے والد اُن سے فرماتے ہیں:بٹیا آؤ مرحبا!ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

پھر آپ نے فاطمہ کو اَپنے دائیں یا بائیں طرف بٹھالیا اور پھر ان سے سرگوشی کی تو وہ رو پڑیں،پھر آپ نے ان سے چپکے سے ایک بات کہی،جس سے وہ ہنس پڑیں۔مَیں نے ان سے کہا:

آج غم کے فوراً بعد ہی خوشی کی جو کیفیت مَیں نے تمہارے چہرے پر دیکھی وہ پہلے کبھی نہیں دیکھی۔پھر مَیں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا تھا؟تو اُنہوں نے کہا:

مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشا نہیں کرسکتی۔جب آپ کی وفات ہوگئی تو مَیں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے میرے کان میں فرمایا تھا:

((اِنَّ جِبْرِیْلَ کَانَ یُعَارِضُنِی الْقُرْاٰنَ کُلَّ سَنَۃٍ مَرَّۃً وَاِنَّہٗ عَارَضَنِی الْعَامَ مَرَّتَیْنِ وَلَا اَرَاہُ اِلَّا حَضَرَ اَجَلِیْ وَاِنَّكِ اَوَّلُ اَھْلِ بَیْتِیْ لِحَاقًا بِیْ)) فَبَکَیْتُ، فقال صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَمَا تَرْضِیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃَ نِسَاءِ

Marfat.com

أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ)) فضحكت لذلك [1]

''جبریل میرے ساتھ ہر سال قرآن کا ایک دور کیا کرتے تھے، اس سال انہوں نے دو بار دَور کیا ہے۔ اس سے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میری موت کا وقت قریب ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے مجھ سے آ ملنے والی تم ہوگی۔ اس پر مَیں رونے لگی تو آپ نے فرمایا: کیا تم اس پر خوش نہیں کہ جنت کی عورتوں کی یا (آپ نے فرمایا) مومنوں کی عورتوں کی سردار بنو! تو اس پر مَیں ہنس پڑی۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہ نے فرمایا:

فاخبرني انه يقبض في وجعه الذي توفي فيه فبكيت ثم سارني فاخبرني اني اول اهل بيته اتبعه فضحكت [2]

''آپ نے مجھے بتایا تھا کہ آپ کی اسی مرض میں وفات ہو جائے گی، جس میں واقعی آپ کی وفات ہوئی، تو مَیں رو پڑی، پھر دوبارہ آپ نے آہستہ سے مجھ سے جو بات کہی اس میں آپ نے فرمایا: مَیں آپ کے اہلِ بیت میں سے سب سے پہلے آپ سے جا ملوں گی، تو مَیں اس پر ہنس پڑی۔''

اس حدیث میں نبی ﷺ نے تین غیوب کی خبر دی ہے:

۱۔ آپ کی وفات قریب ہے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام اسی سال وفات پا گئے۔

۲۔ آپ نے یہ خبر دی کہ فاطمہ آپ کے بعد زندہ رہیں گی اور آپ کے اہلِ بیت میں سے سب سے پہلے ان کی ہی وفات ہوگی۔ آپ ﷺ کے صرف چھ مہینے بعد آپ کی وفات ہوئی تو اس طرح آپ کے اہل بیت میں سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔

۳۔ آپ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی۔

امام نووی فرماتے ہیں:

یہ آپ ﷺ کا واضح معجزہ ہے، بلکہ دو معجزات ہیں: آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

---

[1] صحيح بخاری، ح:٣٦٢٣_٣٦٢٤؛ صحيح مسلم، ح: ٢٤٥٠_

[2] صحيح بخاری، ح: ٣٦٢٦؛ صحيح مسلم: ٢٤٥٠_

Marfat.com

کے اپنے بعد زندہ رہنے اور یہ کہ وہ سب سے پہلے آپ ﷺ سے ملیں گی۔ پھر اسی طرح ہوا۔ آپ ﷺ سے بہت جلد ملاقات کی خبر پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خوشی سے ہنس پڑیں۔ [1]

ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی وفات مکہ میں نہیں ہوگی

آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل اور صداقت کی نشانیوں میں سے آپ ﷺ کی یہ اطلاع بھی ہے کہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ میں فوت نہیں ہوں گی۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ میں بیمار پڑ گئیں۔ جب بیماری شدت اختیار کر گئی تو انہوں نے اپنے پاس موجود لوگوں سے فرمایا:

مجھے مکہ سے باہر لے چلو کیونکہ مجھے مکہ میں موت نہیں آئے گی اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری وفات مکہ میں نہیں ہوگی۔ [2]

لوگ انہیں اٹھا کر سرف مقام پر اس درخت کے پاس لے آئے جس کے نیچے سائے والی جگہ میں رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا تھا۔ [3] تو اُن کی وفات وہیں ہوئی اور مدفون ہوئیں۔ ان کی قبر آج بھی نواریہ کی ایک جانب مکہ میں معروف ہے۔ ان کی وفات مکہ سے باہر ہوئی جیسا کہ اس ہستی نے خبر دی تھی جو کہ خواہش نفس سے نہیں بولتی۔

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ

جن لوگوں کی وفات کی خبر نبی ﷺ نے دی ہے ان میں آپ کے نواسے اور اہلِ جنت کی خوشبو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما ہیں۔ نبی ﷺ نے اپنی رفیقہ حیات کو بتایا:

((لَقَدْ دَخَلَ عَلَيَّ الْبَيْتَ مَلَكٌ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ قَبْلَهَا فَقَالَ لِي: إِنَّ ابْنَكَ هٰذَا حُسَيْنٌ مَقْتُولٌ وَإِنْ شِئْتَ أُرِيتُكَ مِنْ تُرْبَةِ الْأَرْضِ

---

[1] شرح النووی: ۵/ ۱۶۔

[2] اس پرفتن دور میں نبی ﷺ کی احادیث کے بارے میں طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا کئے جا رہے ہیں۔ ارشاداتِ رسول ﷺ پر مسلمانوں کے یقین کو متزلزل کرنے کی مذموم کوششیں کی جا رہی ہیں، جبکہ اصحابِ رسول ﷺ اپنے پیغمبر کے فرمان کو حرفِ آخر سمجھتے تھے، جس کی ایک مثال ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان بھی ہے کہ مکہ میں میری موت واقع نہیں ہوگی اس لیے کہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا ہے۔ (مترجم)

[3] مسند ابویعلی، ح: ۷۹۰؛ التاریخ الکبیر للبخاری، ح: ۳۷۹، امام ہیثمی فرماتے ہیں: اسے ابویعلی نے روایت کیا ہے اور اس کے راویان صحیح کے راویان ہیں، مجمع الزوائد: ۹/ ۴۰۱۔

Marfat.com

الَّتِیْ یُقْتَلُ بِهَا قَالَ فَاَخْرَجَ تُرْبَةً [1] حَمْرَاءَ)) [2]

''میرے گھر میں میرے پاس ایسا فرشتہ آیا جو میرے ہاں پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ تمہارا یہ بیٹا حسین قتل کر دیا جائے گا، اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس سرزمین کی مٹی دکھا دیتا ہوں جہاں اسے قتل کیا جائے گا، پھر اس نے سرخ مٹی نکالی۔''

آپ رضی اللہ عنہ کو کربلا عراق میں ۶۰ھ میں [3] شہید کر دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے

---

[1] ایک روایت میں ہے کہ ''حضرت عبداللہ بن نجی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت علی کے لئے وضو کے پانی کا اہتمام کیا کرتے تھے، فرماتے ہیں کہ انہوں نے علی کے ساتھ سفر کیا تو جب وہ صفین کی جانب چلتے ہوئے نینویٰ کے مقام پر پہنچے تو بلند آواز سے پکارنے لگے: اِصْبِرْ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ، اِصْبِرْ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ بِشَطِّ الْفُرَاتِ، قلت: وما ذا؟ قال: دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم وعیناه تفیضان، قلت: یا نبی الله اغضبك احد، ماشان عینیك ، تفیضان؟ قال:((بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِیْ جِبْرِیْلُ قَبْلُ فَحَدَّثَنِیْ اِنَّ الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ))، ((فَقَالَ: هَلْ لَكَ اِلَیَّ اَنْ اَشُمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ؟)) قال: ((قُلْتُ نَعَمْ فَمَدَّ یَدَهُ فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَاَعْطَانِیْهَا، فَلَمْ اَمْلِكْ عَیْنَیَّ اَنْ فَاضَتَا)) ''ابوعبداللہ! صبر کرنا، ابوعبداللہ! فرات کے کنارے صبر کرنا، میں نے عرض کیا، یہ کیا؟ حضرت علی فرمانے لگے: میں ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور (دیکھا کہ) آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کسی نے آپ کو ناراض کیا ہے؟ آپ کی آنکھوں کا آنسو برسانے سے کیا حال ہو رہا ہے، آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، تھوڑی دیر پہلے جبریل میرے پاس سے اٹھے ہیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ حسین کو فرات کے کنارے قتل کر دیا جائے گا، اگر آپ چاہتے ہیں تو میں وہاں کی مٹی آپ کو سونگھا سکتا ہوں، میں نے کہا: ہاں۔ تو جبریل نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ایک مٹھی مٹی پکڑ کر مجھے دے دی، پس میں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رکھ سکا اور وہ بہہ پڑیں۔'' (مسند احمد: ۱/ ۸۵، اسناده صحیح، مجمع الزوائد: ۹/ ۱۷۸، قال الهیثمی رجاله ثقات۔ اس حدیث میں صراحت ہوگئی ہے کہ فرشتے نے مٹی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی تھی۔ (مترجم)

[2] مسند احمد، ح: ۲۵۹۸۵؛ مستدرك حاكم: ۳/ ۱۹۴، امام ذہبی نے امام حاکم کی تصحیح کی موافقت کی ہے۔ ہیثمی کہتے ہیں: رجاله رجال الصحیح (مجمع الزوائد: ۹/ ۳۰۱) البانی نے (السلسلة الصحیحة: ۸۸۲) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

[3] صحیح یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ۶۱ھ میں شہید کیا گیا تھا۔ (دیکھیے البدایہ والنہایۃ) ۶۱ھ میں اور بھی کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وفات ہوئی۔ جابر بن عتیک بن قیس رضی اللہ عنہ (بدری)، حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ، شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ عبدری رضی اللہ عنہ (کلید بردارِ کعبہ) عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ، ولید بن عقبہ بن معیط رضی اللہ عنہ اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سانحہ کربلا کے بعد تک زندہ رہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

بتایا کہ حضرت حسین کو شہید کر دیا جائے گا؟ ان کی جائے شہادت کی تربت (مٹی) آپ کو کس نے دکھلائی تھی؟ یہ (سب کچھ) اللہ کی طرف سے تھا جو کہ خوب علم رکھتا ہے۔

ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کی شہادت

اس سے عجیب یہ بات ہے کہ نبی ﷺ نے ایک عورت ورقہ بنت عبداللہ بن حارث کی شہادت کی خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ ہر جمعہ انہیں ملنے جایا کرتے تھے اور آپ ﷺ اسے شہیدہ کہتے تھے، آپ فرماتے:

((اِنْطَلِقُوْا نَزُوْرُ الشَّهِيْدَةَ))

''چلو ہم شہیدہ سے ملنے جائیں۔''

ام ورقہ نے عرض کی:

اللہ کے نبی ﷺ! کیا آپ مجھے اپنے ساتھ جہاد کے لئے نکلنے کی اجازت دیتے ہیں تاکہ اللہ مجھے شہادت نصیب کرے۔ میں آپ کے مریضوں کی دیکھ بھال اور زخمیوں کی مرہم پٹی کروں گی۔ آپ نے فرمایا:

((قَرِّیْ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یُهْدِیْ لَكِ شَهَادَةً))

''تم (ادھر ہی) ٹھہری رہو، اللہ عزوجل تمہیں شہادت نصیب کر دے گا۔''

لہٰذا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں انہیں شہادت ملی۔ انہوں نے اپنی ایک لونڈی اور ایک غلام مدبر [1] کیا تھا۔ [یعنی ان دونوں کو اُن کی وفات کے بعد آزاد کر دیا جائے گا] ان پر یہ طویل انتظار گراں گزرا اور انہوں نے چادر میں الجھا کر اِن کا گلا دبا دیا حتی کہ ان کی موت واقع ہوگئی۔ [2] نبی ﷺ کی اطلاع کے مطابق ان کی موت شہادت کی موت تھی۔

---

[1] مدبر اس غلام کو کہا جاتا ہے جسے اس کا آقا یہ کہہ دے کہ تو میری وفات کے بعد آزاد ہو جائے گا۔ آقا کی وفات کے ساتھ ہی مدبر کی غلامی ختم ہو جاتی ہے۔ (مترجم)

[2] مسند احمد، ح: ۲۶۵۳۸؛ سنن ابو داود، ح: ۵۷۱؛ صحیح سنن ابو داؤد، (ح: ۵۵۲) میں البانی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی اور ان پر ہونے والے ظلم کی داستان جاننے کے لئے سیر الصحابیات اور تاریخ سے متعلقہ کتب کی طرف رجوع کریں۔ مترجم کی کتاب مظلوم صحابیات رضی اللہ عنہن کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔ (مترجم)

Marfat.com

غور کیجیے! نبی ﷺ نے ان کی موت کی کس قدر وثوق کے ساتھ خبر دی ہے کہ مار ڈالنے کے دیگر طریقوں کی بجائے انہیں دھوکے سے قتل کیا جائے گا۔ یہ ایسا معاملہ ہے کہ عورتوں میں شاذ و نادر ہی ہوتا ہے [1] یہ اطلاع آپ کی نبوت کے دلائل میں سے ایک دوسری دلیل ہے اور آپ کی رسالت کی نشانیوں میں سے ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اطلاعات

نبی ﷺ تبوک کی طرف نکلتے ہیں، ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ کی سست روی کی وجہ سے لشکر سے پیچھے رہ گئے، وہ تبوک میں نبی ﷺ کے ساتھ ملنے کے لئے اونٹ چھوڑ کر سامان اپنی کمر پر اٹھا لیتے ہیں۔

مسلمان اپنے پیچھے رہ جانے والے مفقود لوگوں کو دیکھ رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک آدمی راستے پر پیدل چلتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! یہ ایک آدمی راستے پر پیدل چل رہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُنْ أَبَا ذَرٍّ)) ''ابوذر ہوگا۔''

جب صحابہ نے غور کیا تو کہنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ! واللہ! وہ ابوذر ہی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا ذَرٍّ يَمْشِيْ وَحْدَهُ وَيَمُوْتُ وَحْدَهُ وَيُبْعَثُ وَحْدَهُ))

''اللہ ابوذر پر رحم کرے جو اکیلا ہی چلتا ہے، اکیلا ہی فوت ہوگا اور اکیلا ہی دوبارہ زندہ ہوگا۔''

نبی ﷺ ابوذر رضی اللہ عنہ کے لوگوں کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی اسے پہچان گئے۔ یہ اللہ کے عطا کردہ علم کی بنا پر تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے یہ بھی بتایا کہ جس طرح ابوذر اب اپنے دوستوں سے دُور چل رہے ہیں اسی طرح وہ ان سے دُور ہی وفات پائیں گے پھر اس جگہ سے اکیلے ہی (روزِ قیامت) اٹھائے جائیں گے۔

---

[1] مؤلف نے کہا ہے کہ عورتوں کو دھوکے سے قتل کرنا بہت کم ہوتا ہے، چونکہ عورتوں کو دھوکے سے قتل کرنے کی بہ نسبت مردوں کو دھوکے سے قتل کرنے کی قاتل زیادہ ضرورت محسوس کرتے ہیں، کیونکہ ان سے زیادہ مزاحمت اور نقصان کا خطرہ ہوتا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

نبی ﷺ کی دی ہوئی خبر کی صداقت کے رونما ہونے کے لئے ایام گزر رہے تھے۔
بالآخر ربذہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو جاتی ہے۔ [1] جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنی رفیقہ حیات اور غلام کو وصیت کی:

جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے غسل دینا، کفن پہنانا اور پھر مجھے اٹھا کر راستے کے درمیان رکھ دینا تو جو قافلہ سب سے پہلے تمہارے پاس سے گزرے اسے کہنا: یہ ابوذر ہے۔

جب آپ وفات پا گئے تو انہوں نے ایسا ہی کیا، اہل کوفہ کا ایک قافلہ نمودار ہوا جن میں ابن مسعود (صحابی) بھی تھے، انہیں اس کا علم بھی نہ ہوا تھا کہ ان کی سواریاں (لوگوں کے تیزی کے ساتھ ان کی طرف لپکنے سے) آپ کی چارپائی کو روندنے ہی والی تھیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے روتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا تھا:

((يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَاذَرٍّ يَمْشِيْ وَحْدَهُ وَيَمُوْتُ وَحْدَهُ وَيُبْعَثُ وَحْدَهُ))

پھر ابن مسعود سواری سے نیچے اترے اور تدفین کی ذمہ داری سنبھالی۔ [2]

ایک روایت میں ہے کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اُمّ ذر رونے لگیں تو ابوذر نے ان سے فرمایا:

آپ کس لئے رو رہی ہیں؟

وہ کہنے لگیں: میں کیوں نہ رؤوں جبکہ آپ چٹیل زمین میں موت سے ہمکنار ہو رہے ہیں اور آپ کی تدفین کی مجھ میں ہمت نہیں اور نہ میرے پاس کوئی کپڑا ہے جو آپ کے لئے کافی ہو کہ میں اس میں آپ کو کفن دے سکوں؟

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مت رؤو بلکہ خوشخبری سنو، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ اپنے صحابہ کے

---

[1] البداية والنهاية (٥/ ٢٢) میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ربذہ کی طرف جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ (مترجم)

[2] مستدرك حاكم: ٢/ ٥٢، البداية والنهاية میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس روایت کی اسناد کو حسن قرار دیا ہے۔ (٥/ ٩)

Marfat.com

ایک گروہ، جن میں مَیں بھی تھا، کے بارے میں فرما رہے تھے:

((لَيَمُوْتَنَّ رَجُلٌ مِّنْكُمْ بِفَلَاةٍ مِّنَ الْاَرْضِ يَشْهَدُهُ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ))

''تم میں سے ایک آدمی چٹیل میدان میں فوت ہوگا جس کے جنازے میں مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہو جائے گی۔''

جن لوگوں کے بارے میں آپ نے یہ فرمایا تھا وہ سب شہر یا دیہات یا کسی جماعت (بہت سے افراد کے مجموعے) میں وفات پا چکے ہیں۔ اب مَیں ہی چٹیل میدان میں فوت ہوں گا۔ اللہ کی قسم! نہ مَیں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھے جھوٹا ہی قرار دیا جائے گا۔ [1]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اُمّ ذر کو بشارت دی تھی کہ تدفین میں ان کی مدد کے لئے کچھ لوگ آئیں گے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ چٹیل زمین میں فوت ہوں گے نیز مومنوں کی ایک جماعت ان کے پاس پہنچ جائے گی۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے جس وثوق سے بات کی ہے وہ قابلِ غور ہے، جن کے بارے میں یہ نبوی پیشگوئی تھی وہ سب کسی دیہات یا کسی جماعت میں ہوتے ہوئے فوت ہو چکے تھے، ان میں ابوذر کے علاوہ کوئی بھی باقی نہ تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں جو فرمایا تھا اس کا وقوع حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات پر ہوا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتایا تھا کہ ابوذر کی وفات تنہائی [2] کی حالت میں ہوگی؟ آپ کو کس نے خبر دی تھی کہ مومنوں کی ایک جماعت پہنچ جائے گی جو تجہیز و تکفین کی ذمہ داری ادا کرے گی؟ بلاشبہ وہ بتانے والا عالم الغیب والشہادۃ اور علیم و خبیر (اللہ) ہی ہے۔

نجاشی (اصحمہ) رضی اللہ عنہ کی وفات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ نجاشی کی موت کے دن ہی

---

[1] مسند احمد، ح: ٢٠٨٦٥؛ صحیح ابن حبان، ح: ٦٦٧٠؛ صحیح الترغیب والترھیب، ح: ٣٣١٤ میں البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

[2] یعنی ان کی وفات کسی آبادی میں سکونت کے دوران نہیں ہوگی اور نہ لوگوں کا کوئی گروہ ان کی وفات کے وقت موجود ہوگا۔ (مترجم)

Marfat.com

آپ ﷺ نے ان کی موت خبر دے دی تھی جبکہ ان دنوں اس خبر کو سوار ایک مہینے میں پہنچاتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نعی رسول اللہ ﷺ النجاشی فی الیوم الذی مات فیه، خرج الی المصلی فصف بھم وکبر اربعا۔ 1

''رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی وفات کی خبر اسی دن دے دی تھی جب ان کی وفات ہوئی۔ آپ جنازہ گاہ گئے، لوگوں کی صفیں بنوائیں اور نماز جنازہ پر چار تکبیرات کہیں۔'' 2

مبارک پوری (شارح سنن ترمذی) فرماتے ہیں:

اس حدیث میں علاماتِ نبوت میں سے ایک نشانی پائی جاتی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے نجاشی کی موت کی اسی دن خبر دے دی تھی جس دن ان کی وفات ہوئی تھی جبکہ ارض حبشہ اور مدینہ میں طویل مسافت پائی جاتی ہے۔ 3

بدر میں مشرکین کے مقتل

غزوہ بدر 4 سے ایک دن قبل نبی ﷺ اس سرزمین کو بغور دیکھتے ہیں جس پر معرکہ ہونا تھا۔ آپ مشرکین کی جائے قتل کی نشاندہی کر رہے تھے، آپ فرماتے تھے:

((هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ))

''یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

1 صحیح بخاری، ح: ١٢٥٤۔

2 اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقت ضرورت غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ غائبانہ نماز جنازہ نبی اکرم ﷺ نے بھی ادا کی اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کرنا پیغمبر ﷺ کا خاصہ نہیں۔ (مترجم)

3 تحفة الاحوذی: ٤/ ١١٥۔

4 مشرکین کے ساتھ مسلمانوں کا یہ پہلا بڑا فیصلہ کن معرکہ تھا۔ یہ معرکہ ٢ھ میں ہوا۔ اس میں کفار کے کئی بڑے سردار ابوجہل، عتبہ، شیبہ وغیرہ مارے گئے۔ اس روز اللہ کی خصوصی مدد نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس معرکہ کے دن کو یوم الفرقان کا نام دیا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

جہاں جہاں رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ رکھا تھا وہاں سے کوئی ایک شخص بھی ادھر ادھر نہیں ہوا۔[1] اور یہ آپ کے معجزات میں سے ہے۔ آپ نے مشرکین کے سرداروں کی ہلاکت کی خبر دی نیز ان کے (کٹ کر) گرنے کی جگہ کی نشاندہی بھی کی اور پھر وہی ہوا جو آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔

امیہ بن خلف کا قتل

آپ ﷺ نے یہ اطلاع دی کہ مسلمان امیہ بن خلف کو قتل کر دیں گے، اس کی تفصیل یہ ہے:

سعد بن معاذ (عہد جاہلیت میں) امیہ بن خلف کے دوست تھے اور جب بھی امیہ مدینہ سے گزرتا تو سعد کے پاس قیام کرتا تھا اور جب سعد کا مکہ سے گزر ہوتا تو وہ امیہ کے مہمان بنتے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تو ایک دفعہ سعد عمرہ کی غرض سے روانہ ہوئے اور امیہ کے پاس مکہ میں قیام کیا۔ (سعد دوپہر کے وقت طواف کر رہے تھے کہ ابوجہل سے تو تو میں میں ہو گئی اور اس کی وجہ سے امیہ سے بھی ان کی تلخ کلامی ہوئی۔)......سعد نے امیہ سے کہا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

((اِنَّھُمْ قَاتِلُوْكَ)) ''وہ تجھے مار ڈالیں گے۔''

امیہ نے پوچھا: کیا مکہ میں مجھے قتل کریں گے؟

انہوں نے کہا کہ اس کا مجھے علم نہیں۔

امیہ یہ سن کر بہت گھبرا گیا اور جب اپنے گھر لوٹا تو (اپنی بیوی سے) کہا:

ام صفوان! دیکھا نہیں سعد میرے متعلق کیا کہہ رہے ہیں!

اس نے پوچھا، کیا کہہ رہے ہیں؟

امیہ نے کہا کہ وہ یہ بتا رہے تھے کہ محمد ﷺ نے انہیں خبر دی ہے کہ کسی نہ کسی دن وہ مجھے قتل کر دیں گے۔

مَیں نے پوچھا کہ کیا مکہ میں مجھے قتل کریں گے؟

---

[1] صحیح مسلم، ح: ۱۷۷۹۔

Marfat.com

انہوں نے کہا کہ اس کی مجھے خبر نہیں۔

امیہ کہنے لگا: اللہ کی قسم! میں اب مکہ سے باہر کبھی نہیں جاؤں گا۔

پھر بدر کی لڑائی کے موقع پر جب ابوجہل نے قریش سے لڑائی کی تیاری کے لئے کہا اور کہا: اپنے قافلہ کی مدد کو چلو تو امیہ نے لڑائی میں شرکت پسند نہیں کی، لیکن ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہنے لگا:

ابوصفوان! تم وادی کے سردار ہو۔ جب لوگ دیکھیں گے کہ تم ہی لڑائی میں نہیں نکلتے ہو تو دوسرے لوگ بھی نہیں نکلیں گے۔

ابوجہل یوں ہی برابر اسے سمجھاتا رہا۔ آخر مجبور ہو کر امیہ نے کہا:

جب نہیں مانتا تو اللہ کی قسم (اس لڑائی کے لئے) مَیں ایسا تیز رفتار اونٹ خریدوں گا جس کا ثانی مکہ میں نہ ہو۔

پھر امیہ نے (اپنی بیوی سے) کہا: ام صفوان! میرا سامان تیار کر دے۔

اس نے کہا: ابوصفوان! اپنے یثربی بھائی کی بات بھول گئے ہو؟

امیہ بولا: مَیں بھولا نہیں ہوں۔ ان کے ساتھ صرف تھوڑی دُور تک جاؤں گا۔

جب امیہ نکلا تو راستہ میں جس منزل پر بھی ٹھہرنا ہوتا، یہ اپنا اونٹ (اپنے پاس ہی) باندھے رکھتا۔ وہ برابر ایسی ہی احتیاط کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کرا دیا۔ [1]

حیران کن بات یہ ہے کہ امیہ کو آپ ﷺ کی اطلاع کے وقوع کا یقین تھا مگر وہ اس صادق و امین (کی اطلاع) کو جھٹلا کیونکر سکتا تھا کہ وہ آپ کے عہدِ جوانی سے لے کر آپ کی سچائی کی شہادت دیتے رہے تھے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴾ [2]

''وہ آپ کی تکذیب نہیں کرتے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔''

ابولہب اور اس کی بیوی کا خاتمہ علی الکفر

آپ ﷺ کی دی گئی اطلاعات، جو آپ کی نبوت کی دلیل ہیں، مَیں سے نیہ اطلاع

---

[1] صحیح مسلم، ح: ۳۹۵۰۔ [2] ۶/الانعام: ۳۳۔

Marfat.com

بھی ہے کہ وہ لوگ جن کے بارے میں خیال کیا جا سکتا تھا کہ وہ اسلام لا کر فوت ہوں گے یا کبھی اسلام میں داخل ہو جائیں گے مگر نبی ﷺ نے ان کے کفر پر مرنے کی پیش گوئی کی۔ نبی ﷺ نے اپنے چچا ابولہب اور اس کی بیوی کے کفر پر مرنے کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ کو ابولہب اور اس کی بیوی کے کفر پر قائم رہنے اور اسی پر ہلاک ہونے کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے دی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝١ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ۝٢ سَيَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝٣ وَّ امْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝٤ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝٥﴾ [1]

''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ (خود) ہلاک ہو گیا۔ نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔ وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں جائے گا۔ اور اس کی بیوی بھی (جائے گی) جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے۔ اس کی گردن میں پوست کھجور کی بٹی ہوئی رسی ہوگی۔''

یہاں دیکھیں نبی ﷺ نے اپنے چچا کی گمراہی کی کس قدر وثوق کے ساتھ اطلاع دی، حالانکہ باقی لوگوں کے مقابلے میں وہ آپ کا زیادہ قریبی تھا اور امکان تھا کہ وہ آپ کی طرف مائل ہو جائے گا۔ یہ اطلاع اللہ کے آپ کو بتائے بغیر ممکن نہ تھی۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

علماء کا کہنا ہے کہ یہ سورت نبوت محمدی کی اعلیٰ اور واضح دلیل ہے۔ کیونکہ جب ﴿سَيَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّ امْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾ کا نزول ہوا اور ان کی بدبختی اور عدم ایمان کی خبر دی گئی تو ان دونوں کو ایمان لانا آخر تک نصیب نہ ہوا۔ نہ تو وہ ظاہر میں مسلمان ہوئے نہ باطن میں، نہ چھپے نہ کھلے۔ پس یہ سورت نبوتِ محمدی کی زبردست، بہت صاف اور روشن دلیل ہے۔ [2]

---

[1] ١١١/اللهب: ١-٥۔

[2] تفسير القرآن العظيم (تفسير ابن كثير): ٤/ ٣٦٦، تفسير سورة اللهب۔

Marfat.com

یہ جہنمی ہے

اسی طرح کا ایک اور واقعہ جو کہ آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔ آپ ﷺ نے ایک ایسے شخص کے برے خاتمے کی خبر دی جو مسلمانوں کے ساتھ مل کر (کفار سے) لڑ رہا تھا۔ اس نے کڑے وقت میں بھی پامردی کا مظاہرہ کیا، وہ بڑی بہادری سے لڑا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ہم (خیبر میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ﷺ نے اسلام کا دعویٰ کرنے والے ایک شخص کے بارے میں فرمایا:

((هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ))

''یہ جہنمیوں میں سے ہے۔''

ابوہریرہ فرماتے ہیں:

''پھر جب لڑائی شروع ہوئی تو وہ آدمی بڑی پامردی سے لڑا حتی کہ زخمی ہو گیا۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا:

اللہ کے رسول ﷺ! جس شخص کے بارے میں آپ نے ((اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ)) فرمایا ہے، اس نے آج زبردست لڑائی لڑی ہے اور وہ فوت بھی ہو گیا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ جہنم میں گیا ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ممکن تھا کہ کچھ لوگ شک و شبہ میں پڑ جاتے، لوگ اسی حالت میں تھے کہ کسی نے کہا کہ وہ ابھی مرا تو نہیں مگر شدید زخمی ہے۔ جب رات ہوئی تو اپنے زخموں (کی تکلیف) پر صبر نہ کر سکا اور اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا۔ نبی ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ))

''اللہ سب سے بڑا ہے، میں شہادت دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔''

پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے نبی ﷺ کے فرمان کی لوگوں

Marfat.com

میں منادی کر دی:

((اِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ))

''جنت میں صرف مسلمان (مومن) شخص ہی داخل ہوگا۔ اللہ اس دین کی مدد [1] فاجر شخص سے بھی لے لیتا ہے۔'' [2]

قزمان کا جہنمی ہونا

امام بخاری اور امام مسلم نے سہل بن سعد سعدی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں اسی طرح کا ایک اور قصہ روایت کیا ہے۔ یہ ایک آدمی، جسے قزمان کہا جاتا تھا، کا واقعہ ہے۔ شیخین نے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کی مشرکین سے جنگ ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں قزمان بھی تھا، اسے (دشمن کا) جو شخص بھی نظر آتا وہ اس کا پیچھا کر کے تلوار سے قتل کر دیتا۔ تو کہا گیا کہ آج فلاں شخص (قزمان) ہماری طرف سے جتنی بہادری اور ہمت سے لڑا ہے (شاید) اتنی ہمت سے کوئی بھی نہیں لڑا ہوگا۔ تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَمَا اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ)) ''وہ اہلِ جہنم میں سے ہے۔''

ایک آدمی نے کہا کہ میں اس کے ساتھ ساتھ رہوں گا۔

سہل فرماتے ہیں: پھر وہ صاحب اس کے ساتھ چلے جہاں وہ ٹھہرتا وہ بھی ٹھہر جاتے جب وہ تیز رفتاری سے چلتا تو وہ بھی تیز رفتاری سے چلنے لگتے۔ فرماتے ہیں:

وہ آدمی شدید زخمی ہو گیا اور اس نے چاہا کہ جلدی موت آ جائے اس لئے اس نے اپنی تلوار زمین میں گاڑ دی اور اس کی نوک سینے کے درمیان میں رکھ کر اس پر اپنا وزن ڈال کر خودکشی کر لی۔ جو آدمی اس کا پیچھا کر رہا تھا وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آ کر عرض

---

[1] بعض اوقات اللہ تعالیٰ کفار سے بھی ایسے کام کروا لیتا ہے جن سے اس کے دین کو تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔ البتہ جس میں ایمان نہیں ہوگا اسے نصرتِ دین کا آخرت میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس میں اہلِ ایمان کے لئے بھی سبق ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کریں گے تو اس میں ان کا اپنا ہی فائدہ ہے۔ نیز ہر شخص کو اپنے خاتمہ بالخیر کی فکر کرنی چاہیے۔ (مترجم)

[2] صحیح بخاری، ح:۲۸۹۸، ۴۲۰۳۔

Marfat.com

کرتا ہے:

اشهد انك رسول الله ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔“

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا بات ہے؟“

اس نے اس آدمی کا واقعہ بیان کیا تو اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) [1]

”انسان زندگی بھر لوگوں کی نظر میں جنت والوں کے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ اہلِ جہنم میں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص کو لوگ دیکھتے ہیں کہ وہ دوزخیوں والے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔“ [2]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

اس حدیث میں آپ ﷺ نے غیبی امور کی اطلاع دی ہے یہ آپ کے واضح معجزات میں سے ہے۔ [3]

منافق کی موت کے لئے چلائی جانے والی آندھی

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سفر سے واپس آرہے تھے کہ اچانک تیز آندھی چلنے لگی، لگتا تھا کہ سوار کو ہلاک کر ڈالے گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بُعِثَتْ هٰذَا الرِّيْحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ))

”یہ آندھی ایک منافق کی موت کے لئے چلائی گئی ہے۔“

جب آپ مدینہ پہنچے تو منافقین میں سے ایک بہت بڑا منافق مر چکا تھا۔ [4]

---

[1] صحیح بخاری، ح:٤٢٠٢؛ صحیح مسلم، ح:١١٢۔

[2] اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی کے جہنمی اور جنتی ہونے کا دارومدار اس کے خاتمے پر ہے۔ کیونکہ احادیث میں اس بات کی صراحت ہے کہ ”اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے۔“ لہٰذا تمام انسانوں کو اپنے خاتمہ بالخیر کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ یہ تھا کہ خودکشی کرنے والا جہنمی ہے۔ (مترجم)

[3] فتح الباری: ٥٤٢/٧۔ [4] صحیح مسلم: ٢٧٨٢۔

Marfat.com

اس آندھی کے بارے میں امام نووی فرماتے ہیں:

''یہ اس کے لئے عذاب اور اس کی موت کی نشانی کے طور پر بھیجی گئی تھی جبکہ شہروں اور انسانوں کو آندھی کی وجہ سے راحت نصیب ہوئی۔[1]

یہ معنوی اعتبار سے متواتر خبریں نبی ﷺ کی نبوت کی دلیل ہیں نیز اس سے اس بات کی بھی تائید ہوتی ہے کہ آپ کو اپنے رب کی طرف سے کچھ علم غیب بھی عطا کیا گیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿٢٦﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿٢٧﴾ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿٢٨﴾﴾[2]

''وہ غیب جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس رسول کے جسے وہ پسند کر لے لیکن اس کے بھی آگے پیچھے پہرے دار مقرر کر دیتا ہے تاکہ ان کے اپنے رب کے پیغام دینے کا علم ہو جائے۔ اللہ نے ان کے آس پاس (کی تمام چیزوں) کا احاطہ کر رکھا ہے اور ہر چیز کی گنتی کا شمار کر رکھا ہے۔''

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے خلیل ﷺ کے بارے میں کیا ہی خوب کہا ہے ؎

نبی یری مالا یری الناس حوله
ویتلو کتاب الله فی کل مشهد
فان قال فی یوم مقالة غائب
فتصدیقها فی ضحوة الیوم او غد

''نبی اپنے اردگرد وہ کچھ دیکھتے ہیں جو باقی لوگ نہیں دیکھتے، آپ جہاں

---

[1] شرح النووی علی صحیح مسلم: ٦/ ١٤١۔
[2] ٧٢/الجن: ٢٦۔٢٨۔

Marfat.com

جاتے ہیں (لوگوں پر) کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں، اگر آپ کبھی کسی غائب کے بارے کوئی اطلاع دیں تو بوقت چاشت یا آئندہ کل اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ [1]

.....*.....

[1] جو کچھ نبی اکرم ﷺ نے پیش گوئی کی ہوتی ہے وہ اسی دن یا آئندہ پوری ہو کر ہی رہتی ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

د۔ فتنوں کی خبریں

آپ ﷺ کی نبوت پر دلالت کرنے والے جن غیوب کی اطلاع آپ نے دی ہے ان میں سے آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے صحابہ میں واقع ہونے والے فتن [1] کی خبریں بھی ہیں۔ آپ کا ان کے متعلق اطلاع دینا آپ کی نبوت کی دلیل اور آپ کی رسالت کی نشانی ہے۔

نبی ﷺ ایک دن مدینہ کے ایک بلند مکان پر چڑھے اور اپنے اصحاب سے فرمایا:

((هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟)) قالوا: لا، قال: ((فَإِنِّي لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَوَقْعِ الْقَطْرِ)) [2]

''تم وہ کچھ دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ فتنے تمہارے گھروں میں اس طرح پڑ رہے ہیں جیسے بارش برستی ہے۔''

امام نووی فرماتے ہیں:

''بارش کی طرح'' تشبیہ سے مراد کثرت اور عموم ہے۔ یعنی یہ (فتنے) کثرت سے ہوں گے اور خواص ہی ان کا شکار نہیں ہوں گے بلکہ یہ سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ یہ ان کی آپس میں ہونے والی جنگوں کی طرف اشارہ ہے جیسے جمل و صفین کا سانحہ، واقعہ حرہ [3]، شہادتِ عثمان، شہادتِ حسین رضی اللہ عنہما اور دیگر امور یہ (ان واقعات کی اطلاع)

---

[1] فتن فتنہ کی جمع ہے۔ فتن سے یہاں طرح طرح کی وہ آفات اور بلیات مراد ہیں جو عہد نبوی کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں رونما ہوئیں۔ ان کی نبی اکرم ﷺ نے پیشگی خبر دے دی تھی۔ ان میں سے زیادہ تر پیش گوئیاں عہد رسالت سے قریب کے زمانے کے عربوں سے متعلق ہیں۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے: ((وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ)) (صحيح بخاري، الفتن، قول النبي ﷺ ويل للعرب من شر قد اقترب ح: ٧٠٥٩) ''عربوں کی تباہی اس بلا سے ہوگی جو قریب ہی آ لگی ہے۔'' آپ ﷺ کی یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ (مترجم)

[2] صحيح بخاري، ح: ٧٠٦٠؛ صحيح مسلم، ح: ٢٨٨٥۔

[3] واقعہ حرہ (٦١ھ) میں اہل مدینہ میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا گیا۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس واقعے سے متعلق ایک حدیث بھی مروی ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

آپ ﷺ کا کھلا معجزہ ہے۔ 1

فتنوں کے سلسلے میں مدینہ کے خصوصی تذکرے سے متعلق حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

مدینہ کا خاص طور پر تذکرہ کیا گیا کیونکہ حضرت عثمان کی شہادت مدینہ ہی میں ہوئی، دوسرے شہروں میں یہ فتنے بعد میں پھیلے۔ جنگ جمل اور صفین حضرت عثمان کے قتل (کے قصاص) کی وجہ سے ہوئیں۔ نہروان میں ہونے والی لڑائی تحکیم کے سبب صفین میں ہوئی۔ اس زمانے میں جو بھی لڑائی ہوئی وہ کسی نہ کسی اعتبار سے اسی وجہ سے ہوئی۔ 2

عراق کے فتنے

جس طرح پیغمبر نے حضرت عثمان کے قتل کے فتنے کو مدینے میں رونما ہونے کی خبر دی اسی طرح آپ نے عراق میں یا عراقیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والے فتنوں کا اشارہ بھی کر دیا۔ آپ ﷺ نے مشرق 3 کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

((اَلْفِتْنَةُ مِنْ هَاهُنَا)) 4 ''فتنہ اس طرف سے ہوگا۔''

حافظ ابنِ حجر اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

ابتدائی فتنوں کا منبع مشرق کی جانب ہی تھا۔ یہ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ کی وجہ سے

---

1 شرح صحیح مسلم ۱۸/۷۔۸۔ 2 فتح الباری: ۱۳/ ۱۶۔

3 مشرق کی جانب سے مراد عراق ہے۔ (دیکھیے صحیح مسلم، الفتن، الفتنة من المشرق من حیث یطلع قرنا الشیطان) عراق میں بہت سے فتنوں نے جنم لیا۔ ان میں سے چند فتنے یہ ہیں: حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں فتنہ قبر پرستی کی ابتداء، فتنہ ارتداد، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت، جنگ جمل، جنگ صفین، خارجیوں کا ظہور، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قتل، سانحہ کربلا، مختار ثقفی، مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالملک بن مروان کے درمیان خونی معرکے، جبریہ وقدریہ اور معتزلہ کے فتنے، خدائی دعویدار، سقوط بغداد (۶۵۶ھ)، اللہ تعالیٰ کا پتلا بنا کر جلایا گیا، جدید اسلحہ کی تباہی کے ساتھ ساتھ حرب خلیج (اس میں ۴۱ روز تک عراق پر بمباری ہوتی رہی، دس لاکھ مسلح افواج کو ہلاک کر دیا گیا، ایک لاکھ قید کر لئے گئے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیے مرکز دعوۃ التوحید اسلام آباد کی شائع کردہ کتاب 'اٹھتے ہیں حجاب آخر' از زاہد حسین مرزا) امریکی بمباری سے تباہ حال عراق آج بھی آئے دن کے دھماکوں سے لرز رہا ہے۔ ان خودکش اور دیگر دھماکوں میں یومیہ کئی افراد لقمہ اجل بن رہے ہیں۔ (مترجم)

4 صحیح بخاری، ح:۵۲۹۶؛ صحیح مسلم، ح: ۲۹۰۵۔

Marfat.com

ایسا ہوا تھا۔ شیطان اسے بہت پسند کرتا ہے اور اس (تفرقہ) کی وجہ سے بہت خوش ہوتا ہے۔ بدعات کا ظہور بھی اسی (پورب) کی طرف سے ہوا۔ 1

شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ

سب سے پہلا فتنہ، جس میں صحابہ رضی اللہ عنہم گرفتار ہوئے وہ حضرت عثمان بن عفان کے خلاف منافقین کا خروج تھا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ آپ خلافت سے دستبردار ہو جائیں، بعد ازآں انہوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو اس فتنے کی کچھ نشانیاں بتا دی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا:

((يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَإِنْ أَرَادُوْا عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ)) 2

''عثمان! شاید اللہ آپ کو ایک قمیص پہنائے گا اور لوگ اسے اتارنا چاہیں تو آپ اسے ان کے لئے مت اتارنا۔''

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کے بارے میں یہ خبر دی تھی — جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے — کہ انہیں شہادت نصیب ہوگی۔ یہاں آپ نے ان کی خلافت کی خبر دی ہے اور یہ کہ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو مطالبہ کریں گے کہ وہ اس خلافت سے دستبرداری کا اعلان کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ فرمایا کہ وہ اس پر لوگوں کی بات نہ مانیں۔ یہ سب غیب کی سچی خبریں ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہیں۔

مولانا عبدالرحمن مبارک پوری فرماتے ہیں:

مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اس خلافت سے آپ کو معزول کرنے کا قصد کریں تو تم ان کی خاطر خلافت سے دستبردار نہ ہونا کیونکہ تم حق پر ہو گے 3 اور وہ (مطالبہ کرنے والے) باطل

---

1 فتح الباری: ۱۳/ ۵۱۔ 2 جامع ترمذی، ح: ۳۷۰۵؛ مسند احمد، ح: ۲٤٦۳۹، البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (صحیح ترمذی، ح: ۲۹۲۳)۔

3 حضرت عثمان کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ((هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى)) (جامع ترمذی: ۳۷۰٤) ''یہ اس دن ہدایت پر ہوں گے۔'' معلوم ہوا کہ حضرت عثمان حق پر تھے اور ان کے قاتل فتنہ پرور اور باطل پر تھے۔ (مترجم)

Marfat.com

پر ہوں گے۔ حضرت عثمان کو جب گھر میں محصور کر دیا گیا تو اسی حدیث کی وجہ سے وہ خلافت سے دستبردار نہیں ہوئے۔ 1

آپ کی شہادت کے بعد یکے بعد دیگرے رونما ہونے والے ان فتنوں کی نشانیاں نبی ﷺ نے باریک بینی سے بیان فرمائی ہیں۔ گویا کہ آپ ﷺ انہیں دیکھ رہے تھے۔ ان فتنوں کی ابتداء جس فتنہ کبریٰ سے ہوتی ہے وہ معرکہ جمل وصفین کی شکل میں صحابہ کی باہمی لڑائی تھی۔ یہ واقعات آپ ﷺ کی وفات کے (تقریباً) تیس سال بعد وقوع پذیر ہوئے۔ ارشادِ نبوی ہے:

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ)) 2

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو ایسے گروہ آپس میں جنگ نہ کریں جن کا دعویٰ ایک ہی ہو۔''

ابن کثیر فرماتے ہیں:

ان دو گروہوں سے مراد جمل اور صفین والے لوگ ہیں وہ سب اسلام کا دعویٰ کرتے تھے۔ ان کا اختلاف بعض امورِ سلطنت نیز ان مصالح کی پاسداری سے متعلق تھا جن کا نفع امت اور رعایا کو حاصل ہونا تھا۔ یہ جنگ نہ کرنا زیادہ بہتر تھا۔ جمہور صحابہ کا یہی نقطہ نظر ہے۔ 3

ابن حجر فرماتے ہیں:

فرمانِ پیغمبر ((دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ)) سے مراد ہے کہ ان دونوں گروہوں کا دین ایک ہوگا کیونکہ دونوں جماعتیں اپنے آپ کو مسلمان کہتی تھیں یا اس سے مراد یہ ہے کہ ہر کسی کا دعویٰ یہ ہوگا کہ وہ حق پر ہے۔ 4

دونوں گروہوں کا دعویٰ ایک ہونا حق صرف ایک کے ساتھ ہونے میں مانع نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اس بات کو واضح کر دیا ہے۔ آپ نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ (معاملہ خلافت و امارت میں) حق اس جماعت کے ساتھ ہوگا جو اُس باغی گروہ (خوارج) سے جنگ کرے گی جو اُن دونوں مسلمانوں کے درمیان خروج کرے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

1 تحفة الاحوذی: ١٠/ ١٣٧۔ 2 صحیح بخاری، ح:٦٩٣٦۔
3 البداية والنهاية: ٦/ ٢١٤۔ 4 فتح الباری: ٦/ ٧١٣۔

Marfat.com

((تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ، يَقْتُلُهَا اَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ)) 1

''مسلمانوں کے باہمی اختلاف کے وقت ان میں سے ایک گروہ خروج کرے گا جسے دو گروہوں میں سے وہ جماعت قتل کرے گی جو حق کے زیادہ قریب ہوگی۔''

یہ حدیث حضرت علی اور ان کے ساتھیوں کے حق پر ہونے کی کھلی شہادت ہے کیونکہ انہوں نے معرکہ نہروان میں خارجی باغیوں سے جنگ کی تھی۔

قرطبی فرماتے ہیں:

اس حدیث میں علاماتِ نبوت میں سے ایک علامت موجود ہے۔ آپ نے اس واقعہ کے رونما ہونے سے پہلے ہی اس کی خبر دے دی تھی۔ 2

آپ ﷺ نے خوارج کے ظہور، ان کے اوصاف اور علامات کے بارے میں بتا دیا تھا، جب خویصرہ 3 (نامی شخص) آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ ﷺ پر غنائم کی تقسیم میں ناانصافی کا الزام لگایا تو آپ نے فرمایا:

((اِنَّ لَهُ اَصْحَابًا يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ... اٰيَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ، اِحْدٰى عَضُدَيْهِ مِثْلَ ثَدْيِ الْمَرْاَةِ اَوْمِثْلَ الْبَضْعَةِ تُدَرْدِرُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلٰى خَيْرِ فِرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ))

---

1 صحیح مسلم، ح: ١٠٦٥۔ 2 فتح الباری: ١٢/ ٣١٤۔

3 یہ بنو تمیم کا ایک شخص تھا جس نے غزوہ حنین کے مال غنیمت کی تقسیم کے سلسلے میں نبی اکرم ﷺ پر اعتراض کیا تھا۔ ذوالخویصرہ کی ذریت مسلمانوں کے دونوں گروہوں کو گمراہ اور کافر قرار دیتی تھی جبکہ اہل توحید، جن پر خوارج کی علامات کا انطباق کیا جاتا ہے، آپس میں لڑنے والے ان دونوں گروہوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کو اصحابِ رسول سمجھنے والے اور انہیں کافر سمجھنے والے (خارجی) ایک جیسے کیونکر ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ جنونی فرقہ پرستوں کو ہدایت دے۔ (مترجم)

Marfat.com

''اس جیسے کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں (بظاہر) حقیر سمجھو گے اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے مقابلے میں ناچیز سمجھو گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا، یہ لوگ دین سے اس طرح باہر نکل جائیں گے جیسے زوردار تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے......ان کی علامت ایک کالا شخص ہوگا، اس کا ایک بازو عورت کے سینے کی طرح ابھرا ہوا ہوگا یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا اور حرکت کر رہا ہوگا یہ لوگ مسلمانوں کے بہترین گروہ سے بغاوت کریں گے۔''

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی ابن ابو طالب نے ان (خوارج) سے جنگ کی تھی اس وقت میں آپ کے ساتھ تھا آپ نے اس شخص کو تلاش کروایا (جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گروہ کی علامت کے طور پر بتایا تھا) آخر وہ لایا گیا، میں نے اسے دیکھا تو اس کا پورا حلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ اوصاف کے مطابق تھا۔ [1]

امام نووی فرماتے ہیں:

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی واضح معجزات ہیں، آپ نے جو کچھ بتایا تھا وہ طلوع آفتاب کی طرح رونما ہوا، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ کے بعد باقی رہے گی، جھوٹے لوگوں کے پراپیگنڈہ کے برعکس انہیں قوت وشوکت حاصل ہوگی، یہ دو بڑے گروہوں میں بٹ جائیں گے، ایک باغی جماعت علمِ بغاوت بلند کرے گی، یہ باغی (خوارج) دین کے ایسے امور میں سختی کریں گے جہاں سختی نہیں ہے، وہ نماز اور تلاوت میں مبالغہ کریں گے، وہ اسلام کے حقوق پورے نہیں کریں گے، بلکہ اس سے نکل جائیں گے، وہ اہل حق سے اور اہل حق ان سے جنگ کریں گے یہ کہ ان میں ایک ایسا آدمی بھی ہوگا جس کا

---

[1] صحیح بخاری، ح: ٣٦١٠؛ صحیح مسلم، ح: ١٠٦٤۔

Marfat.com

بازدا ایسا ویسا ہوگا۔ یہ مختلف النوع سب معجزات واقع ہوئے۔ وللہ الحمد 1

پھر یہاں فتنے کی پہچان کے لئے ایک اور میزان حضرت عمار بن یاسر بھی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا کہ وہ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے جبکہ دیگر صحابہ ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے 2 آپ ﷺ ان (کے سر) سے غبار صاف کرنے لگے اور فرمایا:

((وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ))

"افسوس! عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی، جسے عمار جنت کی دعوت دے گا اور وہ اسے جہنم کی دعوت دے رہی ہوگی۔"

ابو سعید (خدری) نے بیان کیا کہ عمار کہتے تھے:

اعوذ باللہ من الفتن 3

"میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔"

اس حدیث کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں:

اس حدیث میں بیان کردہ رسول اللہ ﷺ کے واضح معجزے کے کئی پہلو ہیں، چند پہلو یہ ہیں:

عمار کی وفات قتل سے ہوگی، یہ کہ انہیں مسلمان قتل کریں گے، وہ قاتل بغاوت کرنے والے ہوں گے، صحابہ آپس میں لڑ پڑیں گے، وہ دو بڑے گروہوں میں بٹ جائیں گے، ایک گروہ باغی جبکہ دوسرا اس کے علاوہ ہوگا۔ یہ سب کچھ طلوع صبح کی طرح نمودار ہوا، اللہ کا درود

---

1 شرح صحیح مسلم: ۷/۱۶۶۔۱۶۷۔

2 مسجد کی تعمیر میں حصہ لینا بہت بڑا نیکی کا کام ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ہاتھوں سے اینٹیں ڈھونا معیوب نہیں بلکہ سعادت سمجھتے تھے، مسجد نبوی کی تعمیر میں بڑی بڑی اینٹیں اور پتھر استعمال ہوئے تھے جنہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ہاتھوں سے اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ اسلام کی پہلی شہیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا اور یاسر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عمار رضی اللہ عنہ باقی صحابہ کے مقابلے میں زیادہ جانفشانی سے کام لے رہے تھے۔ (مترجم)

3 صحیح بخاری، ح:۴۲۷؛ صحیح مسلم، ح:۵۱۹۲ الفاظ صحیح بخاری کے ہیں۔

Marfat.com

وسلام ہو اس کے رسول پر جو خواہش نفس سے نہیں بولتے بلکہ وہ تو وحی ہوتی ہے جو اُن کی طرف کی جاتی ہے۔ (1)

ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی متواتر احادیث ہیں کہ آپ نے فرمایا:

''عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی۔''

یہ آپ کی بیان کردہ غیبی خبر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی علامات میں سے ہے، یہ حدیث صحیح ترین احادیث میں سے ہے۔ (2)

۳۷ھ کو حضرت علی کے گروہ میں ہوتے ہوئے حضرت عمار رضی اللہ عنہ قتل کر دیے گئے جو کہ ابوالحسن علی رضی اللہ عنہ کے موقف کے صحیح ہونے کی ایک اور دلیل ہے۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت کی دلیل بھی ہے ورنہ وہ کون تھا جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اِطلاع دی کہ ان کی وفات کے بعد مسلمان دو گروہوں میں بٹ جائیں گے اور ان میں سے باغی گروہ عمار کو قتل کرے گا؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ اللہ کی وحی تھی جو مخفی ترین امر کو جانتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جمل (اونٹ) پر سوار ہو کر نکلنا

جن فتنوں کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ان میں سے ایک خبر آپ کی ایک زوجہ کے اونٹ پر سوار ہو کر نکلنے اور ان کے آس پاس بہت سے مسلمانوں کے جنگ کرنے سے متعلق ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَیَّتُکُنَّ صَاحِبَةُ الْجَمَلِ الْاَدْبَبِ، یُقْتَلُ حَوْلَهَا قَتْلَى كَثِيْرَةٌ، تَنْجُوْ بَعْدَ مَاكَادَتْ)) (3)

''تم میں سے زیادہ بالوں والے اونٹ والی کون ہے؟ اس کے اردگرد بہت سے لوگ قتل ہوں گے، اس کے بعد وہ نجات پا جائے گی۔''

---

(1) شرح صحیح مسلم: ۸/ ۴۰۔ (2) الاستیعاب: ۲/ ۴۸۱۔

(3) المصنف لابن ابی شیبة، ح: ۳۷۷۸۵، ہیثمی مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں: اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ ۷/ ۴۷۴۔

Marfat.com

آپ ﷺ کی بتائی ہوئی یہ خبر اس وقت سچ ثابت ہوئی جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنگِ جمل سے پہلے بصرہ کی جانب روانہ ہوئیں۔ جب وہ بنی عامر کے چشموں پر پہنچیں تو کتے بھونکنے لگے، وہ دریافت فرماتی ہیں:

یہ کون سا چشمہ ہے؟

لوگوں نے جواب دیا: یہ حواب کا چشمہ ہے۔

فرماتی ہیں: مَیں واپس لوٹ رہی ہوں۔

اس پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

بلکہ آگے بڑھیں، جب مسلمان آپ کو دیکھیں گے تو اللہ عزوجل ان میں صلح کروا دے گا۔

فرمانے لگیں: مجھے ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

((كَيْفَ بِإِحْدَاكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ)) [1]

"وہ کیسا منظر ہوگا جب تم میں سے کسی ایک پر حواب کے کتے بھونکیں گے۔"

نبی ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ آپ کی وفات کے پچیس سال بعد سچ ثابت ہوا۔ آپ کی یہ خبر آپ کی صداقت اور آپ کی نبوت کی کھلی دلیل ہے۔

اس فتنے سے اگرچہ اکثر لوگ متاثر ہوئے مگر پھر بھی بعض لوگ وہ تھے جنہیں اس فتنے نے کوئی گزند نہیں پہنچایا اور نہ وہ اس میں شریک ہی ہوئے تھے۔ جیسے حضرت محمد بن مسلمہ ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لوگوں میں سے جسے جسے فتنہ پہنچا سوائے محمد بن مسلمہ کے مجھے اس پر (نقصان کا) خوف ہے، مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو (محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں) یہ فرماتے ہوئے سنا:

---

[1] مسند احمد، ح: ۲۳۷۳۳؛ مستدرك حاكم: ۳/ ۱۲۹۔ امام حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے جبکہ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ البدایۃ والنہایۃ میں فرماتے ہیں: اس کی سند صحیحین کی شرط پر ہے۔ لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا۔ ۶/ ۲۱۲۔

Marfat.com

((لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ)) ❶

''آپ کو فتنہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔''

جب اس فتنے نے سر اٹھایا تو محمد بن مسلمہ کے بارے میں نبی ﷺ کی خبر سچ ثابت ہوئی وہ اس فتنے سے کنارہ کش رہے، انہوں نے اپنی (لوہے کی) تلوار توڑ لی اور لکڑی کی تلوار بنالی۔ ❷

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو دو بڑی جماعتوں میں صلح کا سبب بنے

جس طرح آپ ﷺ نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے والے فتنوں کی خبر دی ہے اسی طرح آپ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر مسلمانوں کی صلح اور اتفاق کی خبر بھی دی ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِبْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ)) ❸

''میرا یہ بیٹا سید ہے اور یقیناً اس کے ذریعے اللہ مسلمانوں کی دو جماعتوں ❹

---

❶ سنن ابو داود، ح: ٤٦٦٣، الالبانی نے اس حدیث کو مشکوۃ المصابیح (ح: ٦٢٣٣) میں صحیح قرار دیا ہے۔ ❷ العبر للذھبی: ١/ ٩۔ ❸ صحیح بخاری، ح: ٧١٠٩۔

❹ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ جمل وصفین میں باہم برسرپیکار ہونے والی جماعتیں مسلمانوں کی ہی جماعتیں تھیں اور ان کی لڑائی کفر اور اسلام کی لڑائی نہ تھی کیونکہ ان دونوں جماعتوں کو نبی اکرم ﷺ نے ((فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ)) (مسلمانوں کی دو جماعتیں) کہا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: گناہ کرنے والا گناہ سے کافر نہیں ہوتا ہاں اگر شرک کرے تو کافر ہو جائے گا۔ نبی ﷺ نے (ابوذر رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ((اِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ)) ''تو ایسا آدمی ہے جس میں جاہلیت کی بو آتی ہے۔'' (آپ ﷺ نے انہیں کافر نہیں کہا، انہوں نے ایک آدمی کو ان کی ماں کے سیاہ فام ہونے کی عار دلائی تھی) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا﴾ (٤٩/الحجرات: ٩) ''اگر ایمانداروں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کروا دو۔'' اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس گناہ کبیرہ یعنی قتل و غارت کے ارتکاب کے باوجود انہیں مومن ہی کہا۔ (بخاری، الایمان، المعاصی من امر الجاھلیۃ) تو ثابت ہوا کہ مسلمانوں کی باہمی لڑائی کے باوجود اُن کی اسلامی اخوت ختم نہیں ہوتی۔ (مترجم)

Marfat.com

میں صلح کرادے گا۔''

جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا۔ ۴۰ھ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے، اس سال کو عام الجماعۃ کا نام دیا گیا کیونکہ اس میں مسلمان ایک طویل علیحدگی اور اختلاف کے بعد ایک خلیفہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) پر جمع ہو گئے تھے۔

ابن حجر فرماتے ہیں:

اس واقعہ میں بہت سی حکمتیں ہیں:

اس میں نبوت کی ایک نشانی اور حضرت حسن بن علی کی منقبت پائی جاتی ہے۔ انہوں نے حکومت چھوڑ دی، عددی قلت، کمزوری اور کسی اور سبب سے نہیں بلکہ اللہ سے اجر کے شوق ورغبت، مسلمانوں کو خون ریزی سے بچانے، حکمِ دین کی پاسداری اور مصلحتِ امت کی وجہ سے ایسا کیا۔[1]

ان سب امور سے نبی ﷺ کی نبوت پر یکے بعد دیگرے کئی شہادتیں ملیں۔ اللہ نے آپ کو ان غیبی خبروں کے لئے منتخب کیا۔ یہ تمام خبریں سچ ثابت ہوئیں کیونکہ آپ ﷺ کی صفت یہ ہے۔

ارانا الھدی بعد العمی فقلوبنا
به موقنات ان ما قال واقع

''ہم گمراہ تھے، آپ نے ہمیں راہِ ہدایت دکھائی، ہمارے دلوں کو یقین ہے
کہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ ہو کر ہی رہے گا۔''

❀❀.....❀.....❀❀

---

[1] فتح الباری: ۱۳/ ۷۱۔

Marfat.com

ھ۔ فتوحات امتِ محمدیہ۔ محمدی پیش گوئیاں

وہ غیوب جو نبی ﷺ کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہیں اور ان کی آپ ﷺ نے خبر دی ہے جیسے اشاعت اسلام، تمام ادیان پر اس کا غلبہ اور اس کا چار دانگ عالم میں پہنچ جانا، یہ ایسا غیبی امر ہے کہ جس میں گمان اور تخمینے کا کوئی عمل دخل نہیں، یہ یا تو کسی مدعی کی جھوٹی خبر ہے یا سچی خبر ہے جو مستقبل کے حالات وواقعات اور خبروں کو جاننے والے اللہ نے آپ کی طرف وحی کی۔

قرآن وسنت میں اس (صداقت) کے بہت سے شواہد ہیں، ان شواہد میں سے ایک یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾﴾ [1]

”وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث کیا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔“

اللہ نے آپ کو سچا کر دکھایا، آپ کا حکم غالب آیا، نور پورا ہوا اور دین عظیم بن گیا۔

آپ ﷺ نے اپنی امت کی حکومت وسلطنت کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاِنَّ اُمَّتِيْ سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِيْ مِنْهَا وَاُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ)) [2]

”اللہ نے مجھے زمین لپیٹ کر دکھائی تو میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھ لیا، میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین کو میرے لئے سمیٹ کر دکھایا گیا، اور مجھے دو خزانے سرخ اور سفید دیے گئے۔“

---

[1] ۹/التوبۃ:۳۳۔ [2] صحیح مسلم، ح:۲۸۸۹۔

Marfat.com

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس حدیث میں بہت سے واضح معجزات ہیں، یہ سب الحمد للہ اسی طرح واقع ہو چکے ہیں جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی...... دونوں خزانوں سے سونے چاندی کے خزانے یعنی قیصر و کسریٰ اور عراق و شام کے خزانے مراد ہیں۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اس امت کی حکومت زیادہ تر (مدینے سے) مشرق و مغرب کی طرف پھیلے گی، اور اسی طرح ہوا، البتہ مشرق و مغرب کی بہ نسبت جنوب و شمال کی طرف [1] کم پھیلی ہے۔ [2]

اللہ نے آپ کو خبر دی ہے کہ آپ کا دین پھیل جائے گا اور آپ کے پیروکاروں اور امت کی آپ کے بعد قیصر و کسریٰ اور دیگر ملکوں پر سرداری قائم ہو جائے گی۔

اس عظیم خبر جیسی بلکہ اس سے بھی عظیم تر خبر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ آپ کا دین دور دراز علاقوں میں پہنچ جائے گا۔ آپ کا ارشاد ہے:

((لَيَبْلُغَنَّ هٰذَا الْأَمْرُ مَا بَلَغَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَلَا يَتْرُكُ اللّٰهُ بَيْتَ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ هٰذَا الدِّيْنَ، بِعِزِّ عَزِيْزٍ أَوْ بِذُلِّ ذَلِيْلٍ، عِزًّا يُعِزُّ اللّٰهُ بِهِ الْإِسْلَامَ وَ ذُلًّا يُذِلُّ اللّٰهُ بِهِ الْكُفْرَ))

''یہ دین وہاں وہاں تک ضرور پہنچے گا جہاں جہاں رات دن پہنچتے ہیں۔ اللہ شہر اور دیہات کے ہر ہر گھر میں اس دین کو داخل کر دے گا، معزز کی عزت کے ساتھ یا ذلیل کی ذلت کے ساتھ یعنی ایسی عزت کہ جس کے ذریعے اللہ اسلام کو عزت دے گا اور ایسی ذلت کہ جس سے اللہ کفر کو ذلیل کرے گا۔''

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اس غیبی خبر کے سچ ثابت ہونے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس خبر کا وقوع میں نے اپنے خاندان میں دیکھا ہے، جس نے اسلام قبول کیا اسے خیر و

---

[1] امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیش گوئی فرمائی تھی وہ حرف بحرف ثابت ہو رہی ہے کیونکہ مسلمانوں کی حدودِ سلطنت بحر طنجہ کے آخری حصے، جہاں مملکت مغرب ختم ہوتی ہے، سے لے کر مشرق کے آخری حصے یعنی خراسان اور ماوراء النہر کی حدود ختم ہوتی ہیں، تک جا پہنچتی ہیں، جس میں ہند، سندھ اور چین کے اکثر و بیشتر علاقے آ گئے ہیں۔ (مترجم)

[2] شرح النووی علی صحیح مسلم: ۱۳/ ۱۸۔

Marfat.com

شرف اور عزت ملی اور ان میں سے جو کافر تھا اسے ذلت وحقارت کا سامنا کرنا پڑا اور اس پر جزیہ عائد کر دیا گیا۔ [1]

یہاں ہم چندان فتوحات کا تذکرہ کرتے ہیں جن کی نبی ﷺ نے خوشخبری سنائی تھی اور وہ آپ کی زندگی میں یا آپ کی وفات کے بعد رونما ہوئیں، یہ آپ کی نبوت ورسالت کی دلیل تھیں۔

غزوہ بدر کی فتح

آپ ﷺ نے بدر کی عظیم فتح کی پیش گوئی کی، اور یہ وہ وقت تھا جب مکہ میں مسلمان طرح طرح کے مظالم کی چکی میں پس رہے تھے اور انہیں عبرتناک اور بدترین تکالیف دی جاتی تھیں، اسی آزمائش وابتلاء کے دوران نبی ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

﴿ أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ﴿٤٤﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ﴿٤٦﴾ ﴾ [2]

"(قریشیو!) کیا تمہارے کافر اُن کفار سے کچھ بہتر ہیں؟ یا تمہارے لئے اگلی کتابوں میں چھٹکارا لکھا ہوا ہے؟ یا یہ کہتے ہیں کہ ہم غلبہ پانے والی جماعت ہیں۔ عنقریب اس جماعت کو شکست دی جائے گی اور پیٹھ دے کر بھاگے گی۔ بلکہ قیامت کی گھڑی ان کے وعدے کا وقت ہے اور قیامت بڑی سخت اور کڑوی چیز ہے۔"

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (اپنے دل میں) کہا:

یہ کون سا لشکر ہے جسے ہزیمت ہوگی؟ کون سا جتھا مغلوب ہوگا؟ جب غزوہ بدر ہوا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ زرہ پہنے جھپٹتے ہیں اور یہ آیت تلاوت کرتے ہیں: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾ تو اُس دن مجھے اس آیت کی تفسیر کا علم ہوا۔ [3]

---

[1] مسند احمد، ح: ١٦٥٠٩۔ [2] ٥٤/القمر: ٤٣۔٤٦۔
[3] جامع البیان (تفسیر الطبری): ٢٢/٦٠٢۔

Marfat.com

یہ آیت ہجرت سے کئی سال قبل نازل ہوئی تھی، جو غزوہ بدر، اس میں مشرکین کے دھتکارے جانے، ان کی شکست اور اُن کی جمعیت کے ٹوٹ جانے کی خبر دیتی ہے۔

معرکہ بدر سے کچھ دیر پہلے نبی ﷺ نے دیکھا کہ اللہ کے ان سے کئے ہوئے قدیم وعدے کے پورا ہونے کا وقت قریب آ چکا ہے۔ آپ خیمے میں جا کر اپنے رب سے دعا اور سرگوشی کرنے لگے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُنْشِدُكَ عَھْدَكَ وَ وَعْدَكَ اَللّٰھُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْیَوْمِ))

''اللہ! مَیں تیرے عہد اور وعدے کا واسطہ دے کر فریاد کرتا ہوں، اللہ! اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے گی۔'' [1]

پھر رسول اللہ ﷺ جھونپڑی سے نکلے اور آپ یہ آیات پڑھ رہے تھے:

﴿سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُھُمْ وَ السَّاعَةُ اَدْھٰی وَ اَمَرُّ ۝﴾ [2]

''جماعت (مشرکین) جلد ہی شکست کھا کر اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گی اور قیامت کے دن کا ان سے وعدہ ہے اور قیامت کا دن بڑا ہی بھیانک اور تلخ ہوگا۔'' [3]

اسی طرح ہوا، ان (مشرکین) کے جتھوں نے شکست کھائی اور منہ موڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اللہ نے اپنے نبی سے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔''

فتح مبین

نبی ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ مسجد الحرام میں حاضری دے رہے ہیں اور (بیت

---

[1] اس روایت میں ہے کہ آپ کی اس دعا کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا: حسبك يا رسول الله فقد الحت على ربك ''بس کیجیے اللہ کے رسول! آپ نے اپنے رب کے حضور دعا کی حد کر دی ہے۔'' (مترجم)

[2] ٥٤/ القمر: ٤٥۔٤٦۔ [3] صحیح بخاری، ح: ٢٩١٥۔

Marfat.com

اللہ کا) طواف کر رہے ہیں، آپ نے اپنے صحابہ کو اُس کی اطلاع دی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے سوچا کہ یہ اسی سال ہوگا، لہٰذا اُنہوں نے بیت اللہ الحرام کی حرمت و تعظیم کی خاطر نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تیاری کر لی، قریش نے انہیں بیت اللہ سے روک دیا، معاملہ صلح حدیبیہ پر منتج ہوا، جس کے مطابق مسلمانوں کو واپس مدینہ لوٹنا پڑا نیز یہ کہ وہ آئندہ سال عمرہ کریں گے۔ صحابہ نے سمجھا کہ جن شرائط پر صلح ہوئی ہے وہ ان کے لئے نقصان دہ ہیں۔ بعض نے ان شرائط کو اپنے لئے کمزوری قرار دیا، عمر بن خطاب (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرتے ہیں:

اللہ کے رسول! کیا ہم حق پر اور وہ (مشرکین) باطل پر نہیں؟

آپ نے فرمایا: کیوں نہیں!

عمر عرض کرتے ہیں: کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں جائیں گے؟

آپ نے فرمایا: کیوں نہیں!

عرض کرتے ہیں: پھر ہم اپنے دین کے بارے میں کیوں دبیں؟ کیا ہم (مدینے) واپس چلے جائیں گے جبکہ اللہ نے ہمارے اور ان کے درمیان ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا؟

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((یَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَلَنْ یُّضَیِّعَنِی اللّٰہُ اَبَدًا...))

''ابن خطاب! مَیں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔'' [1]

اس موقع پر سورۃ الفتح نازل ہوئی تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت عمر کو مکمل سورت سنائی۔

حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عرض کرتے ہیں: اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کیا یہ فتح ہے؟

آپ نے فرمایا: ((نَعَمْ)) (ہاں) [2]

---

[1] بعض روایات میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ((اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَلَسْتُ اَعْصِیْہِ وَھُوَ نَاصِرِیْ)) (بخاری: ۲۷۳۱، ۲۷۳۲) ''مَیں اللہ کا رسول ہوں، اس کی حکم عدولی نہیں کر سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔'' (مترجم)

[2] بخاری، ح: ۳۱۸۲، ٤٨٤٤؛ مسلم، ح: ۱۷۸۵۔

Marfat.com

اسی پر اللہ نے سورۃ الفتح کی آیات نازل کیں۔

اللہ نے اپنے رسول کو ﴿ اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ﴾[1] کا ارشاد سچ کر دکھایا، جب نبی اور ان کے صحابہ بیت اللہ کا طواف کئے بغیر واپس پلٹے تو اس آیت نے ان کی ڈھارس بندھائی، آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدۡ اُنۡزِلَتۡ عَلَیَّ اٰیَةٌ هِیَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنۡیَا جَمِیۡعًا))[2]

''مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔''

مسلمانوں نے جس عظیم فتح کا مشاہدہ صلح حدیبیہ میں کیا، اس کا مفہوم واضح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

یہاں فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے کیونکہ وہ مسلمانوں کے لئے فتح مبین (واضح فتح) کی ابتدا تھی، کیونکہ فتح کے نتیجے میں امن قائم ہوا اور جنگ ختم ہوگئی، جو اِسلام میں داخل ہونے اور مدینہ پہنچنے سے ڈرتا تھا اس وجہ سے اسے ہمت ہوئی، جیسا کہ خالد بن ولید، عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) اور دیگر لوگ تھے۔ پھر یکے بعد دیگرے کئی اسباب بنتے رہے حتی کہ فتح مکمل ہوگئی......

امام زہری فرماتے ہیں:

اسلام میں صلح حدیبیہ سے پہلے اس سے بڑی فتح نہ تھی، اس وقت کافر جنگ کرتے تھے، جب سب لوگ امن میں آ گئے، انہوں نے باہم گفت وشنید کی، وہ بات چیت اور بحث و مباحثہ میں مشغول ہوئے، جسے اسلام کی کوئی بات سمجھ آ جاتی تو وہ جلد اسے قبول کر لیتا۔ ان (صلح کے) دو سالوں میں اتنے لوگ اسلام میں داخل ہوئے جتنے (آج تک) اس سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ تھے۔

ابن ہشام فرماتے ہیں:

اس کی دلیل یہ ہے کہ حدیبیہ میں آپ ﷺ کے ساتھ ۱۴۰۰ لوگ تھے، دو سال کے بعد جب آپ فتح مکہ کے لئے نکلے تو ان کی تعداد دس ہزار تھی۔[3]

---

[1] ٤٨/الفتح:١۔ [2] مسلم، ح:١٧٨٦۔

[3] فتح الباری: ٥٠٦/٧، اور دیکھیے سیرة ابن هشام: ٣٢١/٢۔

Marfat.com

اس سے قبل کہ نبی ﷺ کے صحابہ کے لیے فتح عظیم کے وہ پہلو ظاہر ہوں جو ابھی بعید تھے، نبی ﷺ نے مدینہ واپس پلٹنے کا عزم کرلیا، آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ قربانی کے جانور ذبح کریں اور مدینہ واپس چلے جائیں [1] مگر انہیں بیت اللہ کی حاضری، کہ جس سے نبی ﷺ کے خواب کی تعبیر ظاہر ہونا تھی، کے بغیر واپس جانا اچھا نہ لگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں:

کیا آپ ہم سے یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟

آپ نے فرمایا:

((بَلٰی، فَاَخْبَرْتُكَ اِنَّا نَاْتِيْهِ الْعَامَ؟))

''ٹھیک ہے لیکن کیا میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ ہم اسی سال بیت اللہ حاضری دیں گے؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں کہ نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَاِنَّكَ اٰتِيْهِ وَ مَطُوْفٌ بِهِ)) [2]

''پھر اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ تم (ایک نہ ایک دن) بیت اللہ ضرور حاضری دو گے اور اس کا طواف کرو گے۔''

قرآن کی آیات نازل ہوئیں جن سے نبی ﷺ کے خواب کی صداقت کی تائید ہوئی اور آپ کو خواب میں جو اللہ کی وحی آئی تھی اس کے حتمی وقوع کی خبر دی گئی:

﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ﴾ [3]

''یقیناً اللہ نے اپنے رسول کو واقعی خواب سچا دکھایا کہ ان شاء اللہ تم یقیناً

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے عمرہ کرنے کا ارادہ کرلیا ہو مگر اسے عمرہ کرنے سے جبراً روک دیا گیا ہو تو وہ قربانی تو ضرور کرے مگر وہ عمرہ کی قضا کرنے کا پابند نہیں رہے گا۔ (مترجم)

[2] بخاری، ح: ۲۷۳۱، ۲۷۳۲۔ [3] ۴۸/الفتح: ۲۷۔

Marfat.com

پورے امن وامان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو گے، سر منڈواتے ہوئے اور سر کے بال کترواتے ہوئے (سکون کے ساتھ) نڈر ہو کر۔"

یہ خبر آئندہ سال عمرة القضاء [1] میں سچ ثابت ہوگئی، امام قرطبی اس آیت اور اس جیسی دیگر آیات کے بارے میں فرماتے ہیں:

یہ سب غیبی خبریں ہیں جن سے صرف رب العالمین ہی واقف ہے، یا جنہیں رب العالمین بتادے، تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس کی خبر دی تھی تاکہ وہ آپ کی صداقت کی دلیل بن جائے۔ [2]

صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کی درخت کے پاس جو پُرخلوص بیعت کی تھی اس پر انہیں اللہ کی خوشنودی، قریبی فتح، بہ کثرت غنیمتیں اور خیبر کی فتح حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾ ﴾ [3]

---

[1] ذوالقعدہ ۷ھ میں صلح حدیبیہ کی پابندی کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ عمرہ ادا کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے، ان کے پاس ایک تلوار (جو نیام میں تھی) کے علاوہ کوئی ہتھیار نہیں تھا، صلح کی شرائط میں یہ بات بھی تھی کہ مکہ کا کوئی فرد مسلمانوں کے ساتھ ادائیگی عمرہ کے لئے نہیں نکلے گا اور ان میں سے اگر کوئی مکہ میں رہنا چاہے تو آپ اسے نہیں روکیں گے، نیز انہیں تین دن کے بعد واپس مدینہ جانا پڑے گا۔ جب آپ ﷺ مکہ شہر میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے سے یہ رجز پڑھتے ہوئے گزرے: کافرو! راستہ دو، ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ، ہم تم سے جنگ کریں گے اور ایسی کاری ضرب لگائیں گے کہ سر تن سے جدا ہو جائیں گے اور دوست دوست کو بھول جائے گا، عمرة القضاء میں نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کے ذریعے طاقت کے اظہار کا حکم دیا تھا کہ مشرکین کی غلط فہمی دُور ہو جائے، کتب احادیث وسیرت میں عمرة القضاء کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ اس عمرہ کو عمرة القضاء اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عمرہ اس قضاء یعنی فیصلے کے مطابق کیا گیا جو کہ آپ نے کفار کے ساتھ حدیبیہ میں کیا تھا۔ (مترجم)

[2] الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی): ۱/۱۰۵۔ [3] ۴۸/الفتح: ۱۸۔۲۰۔

Marfat.com

''یقیناً اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے آپ کی بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل کیا اور انہیں قریب کی فتح عنایت کی اور بہت سی غنیمتیں جنہیں وہ حاصل کریں گے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اللہ نے تم سے بہت ساری غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے پس یہ تو تمہیں جلدی ہی عطا کر دی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیے تاکہ مومنوں کے لئے یہ ایک نشانی ہو جائے اور (تاکہ) وہ تمہیں سیدھی راہ چلائے۔''

اللہ نے درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں سے کئی غیبی امور کا وعدہ کیا ہے، ان میں ایک قریبی فتح اور اس سے حاصل ہونے والی کثیر غنیمتوں کا (ان الفاظ میں کیا گیا) وعدہ ہے:

﴿وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا. وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ [1]

''اور انہیں قریب کی فتح عنایت کی نیز بہت سی غنیمتیں جنہیں وہ حاصل کریں گے اور اللہ غالب، حکمت والا ہے۔''

طبری (مفسر و مورخ) فرماتے ہیں:

ان لوگوں کو، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی درخت کے نیچے بیعت کی تھی، اللہ نے انہیں اپنی رضا کے ذریعے تکریم بخشنے، ان پر سکینت نازل کرنے اور انہیں ثواب دینے کے ساتھ قریبی فتح عطا کی، اس کے ساتھ ساتھ بہت سی غنائم خیبر کے یہود کے اموال سے حاصل ہوئیں، اللہ نے یہ سب کچھ بیعتِ رضوان کرنے والوں کے لئے مختص کر دیا۔ [2]

فتح خیبر

فتح خیبر [3] کی پیش گوئی کسی آسان اور جلد حاصل ہونے والے معاملے کی خبر نہ تھی، بلکہ یہ بڑی مشکل سے ہی حاصل ہو سکتی تھی، خیبر میں بڑے ہی مضبوط قلعے تھے، ان میں دس

---

[1] ٤٨/الفتح: ١٨-١٩۔ [2] جامع البیان: ١١/٣٤٧۔

[3] خیبر ریگستان کے درمیان ایک زرعی خطہ ہے، جو مدینہ منورہ کے شمال میں ١٦٥ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ غزوہ ٧ھ کو ہوا۔ (مترجم)

Marfat.com

ہزار بہادر جنگجو تھے، جو کہ فتح خیبر کے لیے آنے والے مسلمانوں کی سات گنا تعداد کے برابر تھے [1] لیکن یہ اللہ کا وعدہ تھا۔ (جو پورا ہو کر رہا۔)

ابھی خیبر کے قلعے افق پر ظاہر نہیں ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے (اللہ اکبر کہہ کر) فرمایا:

((خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ ﴿فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ﴾)) [2]

''برباد ہوا خیبر، جب ہم کسی قوم کے ہاں اترتے ہیں تو وہ دن ان لوگوں کے لیے بہت برا ہوتا ہے جنہیں متنبہ کیا گیا تھا۔'' [3]

حضرت انس فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی۔ [4]

ابوالقاسم اصبہانی فرماتے ہیں:

اس میں (آپ ﷺ کی) نبوت کی دلیل موجود ہے، جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ آپ ﷺ کے ان کے میدان میں اترنے کے بعد خیبر برباد ہوا۔ [5]

آپ ﷺ نے فتح خیبر کی خبر کی طرح وہاں سے یہود کی جلاوطنی کی بھی خبر دی ہے، جس کا ظہور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوا۔ بعض اہلِ خیبر نے حضرت عبداللہ بن عمر کے خلاف سرکشی کی، حضرت عمر نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہود کو ان کی جائیداد پر عامل بنایا اور فرمایا:

((نُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ))

''ہم تمہیں وہاں ٹھہراتے ہیں جہاں اللہ نے تمہیں برقرار رکھا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر وہاں اپنے مال کی طرف نکلے تو انہیں رات کے وقت مارا پیٹا گیا، ان کے بازو اور ٹانگیں توڑ دی گئیں، ان (یہود) کے علاوہ ہمارا وہاں کوئی دشمن نہیں، وہ ہمارے دشمن ہیں اور ہمیں انہیں پر شک ہے، لہٰذا میں انہیں جلاوطن کرنا ہی مناسب جانتا ہوں۔ جب حضرت عمر نے ان کی جلاوطنی کا تہیہ کر لیا تو بنی ابوالحقیق (یہودی خاندان) کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا:

---

[1] مسلمانوں کی تعداد تقریباً پندرہ سو تھی۔ (مترجم) [2] ۳۷/الصّٰفّٰت: ۱۷۷۔

[3] صحیح بخاری، ح: ٤١٩٧؛ صحیح مسلم، ح: ۳۳٦۱۔

[4] مسلم: ۳۳٦۱۔ [5] دلائل النبوۃ: ۳/ ۹۵۲۔

Marfat.com

امیر المؤمنین! آپ ہمیں کیوں نکالنا چاہتے ہیں؟ جبکہ ہمیں محمد (ﷺ) نے یہاں رہنے کی اجازت دی اور ہم سے جائیداد کا معاملہ بھی کیا اور ہمیں یہاں رہنے دینے کی شرط بھی آپ نے لگائی تھی اور ہم سے یہ طے کیا!

حضرت عمر فرماتے ہیں: تمہارا کیا خیال ہے کہ میں رسول اللہ کا اہم فرمان بھول گیا ہوں:

((كَيْفَ بِكَ اِذَا اَخْرَجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْ بِكَ قُلُوْصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ))

''تمہارا کیا حال ہوگا جب تم خیبر سے نکالے جاؤ گے اور تمہارے اونٹ تمہیں راتوں رات لئے پھریں گے؟''

اس نے کہا: یہ ابو القاسم (ﷺ) کی طرف سے مذاق تھا۔

آپ نے فرمایا: اللہ کے دشمن تو نے جھوٹ بولا ہے۔

حضرت عمر نے انہیں شہر بدر کر دیا اور ان کے پھلوں کی کچھ نقد قیمت، کچھ مال اونٹ اور دیگر ساز و سامان یعنی پالان اور رسیوں کی صورت میں ادا کر دی۔ [1]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

آپ ﷺ نے ان کے خیبر سے اخراج کی طرف اشارہ کر دیا اور یہ آپ کی غیبی امور کی پیش گوئی تھی۔ [2]

خیبر کے علاوہ دیگر فتوحات

بیعت رضوان والوں سے اللہ نے فتح خیبر کا ہی وعدہ نہیں کیا تھا، بلکہ اس کے علاوہ بھی انہیں بشارتیں دیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان مضبوط ممالک کی خوشخبری دی تھی، جنہیں وہ اس سے قبل فتح کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ ان ممالک کے تعین میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا اس سے مراد طائف ہے یا مکہ؟ ان دونوں کا فتح کرنا مسلمانوں پر مشکل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝۲۱﴾ [3]

---

[1] بخاری، ح: ۲۷۳۰۔ [2] فتح الباری: ۵/۳۸۷۔ [3] ۴۸/الفتح: ۲۱۔

Marfat.com

''اور دیگر وہ جن پر تم قدرت نہیں رکھتے تھے، وہ اللہ ہی کی قدرت میں تھیں اور اللہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے۔''

طبری اور بعض دیگر مفسرین نے اسے ترجیح دی ہے کہ اس آیت کریمہ میں فتح مکہ کی بشارت ہے، یہی وہ زمین کا ٹکڑا ہے جس کا مسلمانوں نے قصد کیا تھا مگر انہیں اس سلسلے میں طاقت نہ ملی۔ طبری فرماتے ہیں: اللہ کا ارشاد ﴿وَّ اُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا﴾ سے مراد اس کے علاوہ (یعنی خیبر کے علاوہ) ہے۔ مسلمانوں نے اسی کا سوچا تھا اور اسی کا قصد کیا تھا، مگر اس میں انہیں کامیابی نہ ملی۔ مکہ اور اہلیانِ مکہ کی یہی حالت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ اور مومنوں کو اِطلاع دی کہ اس نے مکہ اور اس کے باسیوں کو گھیر لیا ہے وہ اسے مومنوں کے ہاتھوں فتح کروانے والا ہے۔ [1]

فتح مکہ کے ساتھ اس کی فتح کا وہ وعدہ سچ ثابت ہوا، جو اس سے قبل اللہ نے اپنے پیغمبر سے ہجرت کے دن اس وقت کیا تھا جب آپ جحفہ کے قریب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے ہمدردی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ﴾ [2]

''جس (رب) نے آپ پر قرآن (کے احکام) کو فرض کیا ہے وہ آپ کو بازگشت کی جگہ لوٹا دے گا۔''

قرطبی فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے سورۃ (القصص) کا اختتام اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو یہ بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ انہیں مکہ اس حال میں لوٹائے گا کہ وہ اپنے دشمنوں پر غالب ہوں گے۔

حضرت جابر بن عبداللہ، ابن عباس، مجاہد اور دیگر مفسرین کا یہی فرمان ہے۔ [3]

نبی ﷺ نے جب اس دنیا کو چھوڑا تو آپ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے دین اور امت کے بارے میں جو وعدے کئے تھے ان میں سے بعض کو آپ نے خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا

---

[1] جامع البیان: ۱۱/ ۳۵۰۔ [2] ۲۸/القصص: ۸۵۔
[3] الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی): ۱۳/ ۲۴۸۔

Marfat.com

تاہم وہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے خلفاء اور تابعین کے زمانے میں وقوع پذیر ہوئے۔

بنو حنیفہ سے جنگ

ان سچی خبروں میں سے قرآن کی بیان کردہ ایک وہ خبر ہے، نہ نکلنے والے اعراب سے کئے گئے وعدے سے متعلق ہے۔ اللہ نے ان کے خلوص وایمان کا امتحان لیتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِیْعُوْا یُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۶﴾﴾ [1]

”جو گنوار پیچھے رہ گئے تھے ان سے فرما دیجیے کہ تم ایک سخت جنگجو قوم کے (ساتھ لڑائی کے) لئے بلائے جاؤ گے۔ ان سے تم جنگ کرتے رہو گے یا وہ اسلام لے آئیں گے۔ اگر تم حکم مانو گے تو اللہ تمہیں اچھا بدلہ دے گا اور اگر منہ پھیر لو گے، جیسے پہلی دفعہ پھیرا تھا، تو وہ تمہیں بری تکلیف کی سزا دے گا۔“

سخت جنگجو قوم، جس سے جنگ کرنے کے لئے پیچھے رہنے والے اعراب کو بلایا جائے گا، کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول کے مطابق یہ ہوازن اور ثقیف یا فارس (ایران) اور روم کے لوگ ہیں۔ جبکہ واحدی نے جمہور مفسرین سے نقل کیا ہے کہ یہ بنو حنیفہ ہیں جس کی دلیل رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

واللہ! ہم آیت ﴿سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ﴾ پڑھا کرتے تھے، مگر ہم جانتے نہ تھے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر نے ہمیں بنو حنیفہ سے جنگ کی دعوت دی تو تب ہمیں معلوم ہوا کہ اس سے مراد تو وہ (بنو حنیفہ) ہیں۔ [2]

یہ وعدہ ایک اور غیب تھا، جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو مطلع کیا۔ آپ کو سخت جنگجو قوم پر غلبہ اور کامیابی کی خوشخبری سنائی گئی۔ اعراب کو اُن لوگوں سے جنگ کرنے کی دعوت دی گئی اور یہ سب کچھ مرتدوں یعنی مسیلمہ کذاب کے پیروکاروں کے خلاف جنگ میں رونما ہوا۔

---

[1] ۴۸/الفتح:۱۶۔ [2] ایضاً: ۱۶/۲۳۱۔

Marfat.com

یمن، شام اور عراق کی فتوحات

جو بشارتیں نبی ﷺ کو دی گئیں اور آپ کی وفات کے بعد ظاہر ہوئیں، ان میں سے یمن، شام اور عراق کا فتح ہونا نیز ان علاقوں میں مسلمانوں کے آباد ہو جانے کی اطلاع ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((يُفْتَحُ الْيَمَنُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبِسُّوْنَ، فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، وَتُفْتَحُ الشَّامُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبِسُّوْنَ، فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَيُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبِسُّوْنَ، فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ)) [1]

"یمن فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور انہیں جو اُن کی بات مان جائیں گے، سوار کر کے مدینہ سے (واپس یمن) لے جائیں گے، کاش! انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر تھا، اور عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو تیز دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جو اُن کی بات مانیں گے اور اپنے ساتھ (عراق واپس) لے جائیں گے کاش! انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر تھا۔" [2]

نووی فرماتے ہیں:

علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے کئی معجزات ہیں:

۱۔ آپ نے ان ممالک کی فتح کی خبر دی، ۲۔ یہ کہ لوگ اپنے اہل و عیال کے ہمراہ وہاں جا بسیں گے اور مدینہ چھوڑ دیں گے، ۳۔ اور یہ ممالک اس ترتیب سے فتح ہوں گے:

---

[1] بخاری: ۱۸۷۵؛ مسلم، الحج، ترغیب الناس فی المدینة عند فتح الامصار۔
[2] اس حدیث سے مدینہ طیبہ کی عظمت بھی واضح ہوتی ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

یمن، پھر شام اور پھر عراق۔ اللہ کے فضل و کرم سے یہ سب اسی طرح ہوا، جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ [1]

امام ابن حجر ان نبوی خبروں کے واقع ہونے کی تائید میں ابن عبدالبر اور دیگر ائمہ کا قول نقل کرتے ہیں:

نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں یمن فتح ہوا، شام اس کے بعد اور عراق اس کے بعد فتح ہوا۔ اس حدیث میں علامات نبوت میں سے ایک علامت پائی جاتی ہے۔ نبی ﷺ نے جیسے اطلاع دی، اسی ترتیب سے یہ سب کچھ ہوا۔

ممالک کی وسعت اور خوشحالی کی بنا پر لوگ ان میں پھیل گئے۔ اگر وہ مدینہ میں سکونت رکھنے پر اکتفا کرتے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر ہوتا۔ [2]

ایران کے قصر ابیض (وائٹ پیلس) کے خزانے

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو ایران کے فتح ہونے کی بھی خوشخبری سنائی تھی۔ آپ نے فرمایا:

((لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَنْزَ اٰلِ كِسْرَى الَّذِيْ فِي الْأَبْيَضِ)) [3]

"مسلمانوں کا ایک گروہ اہل کسریٰ کے قصر ابیض (سفید محل) کے خزانے کو ضرور کھولے گا۔"

---

[1] شرح مسلم: ۱۵۹/۹۔ [2] فتح الباری: ۱۱۰/۴۔

اس حدیث کی شرح میں مولانا داؤد راز رحمہ اللہ لکھتے ہیں: آنحضرت ﷺ کی بشارت بالکل صحیح ثابت ہوئی، مدینہ ایک مدت تک ایران، عرب، مصر اور شام توران کا پایہ تخت رہا اور خلفائے راشدین نے مدینہ میں رہ کر دُور دُور اطراف عالم میں حکومت کی، پھر بنو امیہ نے اپنا پایہ تخت شام کو قرار دیا اور عباسیہ کے وقت میں بغداد اسلام کی راجدھانی قرار پایا۔ آخری خلیفہ معتصم باللہ ہوا اور اس کے زوال سے اسلامی خلافت مٹ گئی، مسلمان گروہ گروہ تقسیم ہو کر ہر جگہ مغلوب ہو گئے، اب تک یہی حال ہے کہ عربوں کی ایک بڑی تعداد ہے، ان کی حکومتیں ہیں، باہمی اتحاد نہ ہونے کا نتیجہ ہے کہ قبلہ اول مسجد اقصیٰ پر یہود قابض ہیں۔ انا لله وانا اليه رٰجعون۔ اللهم انصر الاسلام والمسلمين واخذل الكفرة والفجرة واليهود والملحدين (آمين)

[3] مسلم: ۲۹۱۹۔

Marfat.com

یہ وعدہ حضرت عمر بن خطاب کے زمانے میں پورا ہو گیا۔ اس محل کو صحابہ نے فتح کر لیا [1] اس قصرِ ابیض کو (مسلمانوں میں سے) جس نے سب سے پہلے دیکھا وہ ضرار بن خطاب تھے، اس موقع پر صحابہ اللہ اکبر پکارنے لگے اور وہ کہتے تھے:

هذا ما وعدنا الله ورسوله [2]

''یہ ہے وہ وعدہ جو ہم سے اللہ اور اس کے رسول [3] نے کیا تھا۔''

مصر کی فتح

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مصر کی خبر دی ہے۔ آپ نے مصر والوں سے حسن سلوک کی ہدایت کی۔ یہ ہدایت ام اسماعیل حضرت ہاجر (ہاجرہ) کی تکریم کی وجہ سے تھی، ان کا تعلق مصر سے تھا۔ آپ نے اہل مصر کے اسلام میں داخل ہونے اور اپنے (مسلمان) بھائیوں کے ساتھ مل کر دین کو مضبوط کرنے کی خبر بھی دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عنقریب تم مصر فتح کر لو گے...... جب تم اسے فتح کر لو، تو وہاں کے باسیوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ انہیں امان حاصل ہے اور ان سے قرابت (رشتہ داری) ہے۔''

ابن حبان کی ایک روایت میں ہے:

''ان کے بارے میں بھلائی کی نصیحت قبول کرو، وہ تمہارے لئے قوت ہیں

---

[1] ۲۱ھ کو ایرانی نہاوند میں جمع ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ کوفی فوجوں کے ساتھ، جبکہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بصری فوجوں کے ساتھ روانہ ہو جائیں۔ سب کا امیر نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو بنا دیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ شہید ہو جائیں تو امیر حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما ہوں اور اگر وہ شہید ہو جائیں تو پھر فلاں اور فلاں امیر ہوں گے۔ حتی کہ آپ نے سات آدمیوں کا نام لیا جن میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا نام بھی تھا۔ مسلمان ایرانی سپاہ کے خلاف بہادرانہ لڑے۔ ایرانیوں کا سپاہ سالار فیرزان میدان جنگ سے بھاگ گیا، جس کا حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے تعاقب کر کے ہمدان کی گھاٹی، جسے بعد میں ثنیۃ العسل (شہد کی گھاٹی) کا نام دیا گیا، کے پاس قتل کر دیا۔ البدایۃ والنہایۃ میں بھی معرکہ نہاوند کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ اس معرکے میں تیس ہزار مشرکین کو زنجیروں میں باندھ دیا گیا جو بعد از آں خندق میں گر پڑے اور جو لوگ میدان کارزار میں مارے گئے ان کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے زیادہ ہے۔ (مترجم)

[2] دیکھیے البداية والنهاية ٨ / ٦٤۔ [3] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ اور رسول کا وعدہ کہا کیونکہ رسول تو اللہ کی وحی اور اس کے حکم کے مطابق خبر دیتا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

اور اللہ کے حکم سے تمہارے دشمن کے لئے ایک پیغام بھی ہیں۔"

نبی ﷺ نے ابوذر کی طرف دیکھ کر فرمایا:

"جب تم وہاں (مصر میں) دیکھو کہ دو آدمی ایک اینٹ کے برابر جگہ کی خاطر جھگڑا کر رہے ہیں تو وہاں سے نکل جانا۔"

یہ خبر آپ کے خلفائے راشدین کے زمانے میں سچ ثابت ہوئی۔ ابوذر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے مصر فتح کیا اور وہاں سکونت اختیار کی۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَیں نے عبدالرحمن بن شرحبیل بن حسنہ اور ان کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ برابر جگہ کی بنا پر جھگڑتے دیکھا تو مَیں مصر سے نکل گیا۔ [1]

امام نووی فرماتے ہیں:

اس میں رسول اللہ ﷺ کا واضح معجزہ ہے، ایک خبر تو یہ ہے کہ آپ نے بتایا کہ آپ کی امت کو آپ کے بعد قوت وشوکت ملے گی، وہ عجمیوں اور بڑے بڑے جابروں پر غالب آ جائیں گے۔ ایک اور خبر یہ ہے کہ وہ مصر فتح کریں گے، ایک یہ خبر بھی آپ نے دی کہ دو آدمی اینٹ برابر جگہ سے متعلق تنازعہ کریں گے، یہ سب کچھ واقع ہو گیا۔ وللہ الحمد [2]

تین نسلوں تک مسلسل فتوحات

نبی ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ جو فتوحات صحابہ اور ان کے بعد کے لوگوں کے ہاتھوں ہوں گی وہ آپ ﷺ کے بعد تین نسلوں تک بغیر کسی توقف کے مسلسل جاری رہیں گی۔ صحیحین میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ، فَيَقُوْلُوْنَ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُمْ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟

---

[1] صحیح مسلم، ح: ٢٥٤٣؛ صحیح ابن حبان، الموارد، ح: ٢٣١٥۔

[2] شرح مسلم: ١٦/٩٧۔

Marfat.com

فَيَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُمْ : نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ)) [1]

''ایک زمانہ آئے گا کہ اہل اسلام کی جماعتیں جہاد کریں گی تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے کوئی صحابی بھی ہیں؟ وہ کہیں گے کہ ہاں! موجود ہیں۔ تب ان کی فتح ہوگی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعتیں جہاد کریں گی اور اس موقع پر یہ پوچھا جائے گا کہ کیا یہاں رسول اللہ ﷺ کے صحابی کی صحبت اٹھانے والے (تابعی) بھی موجود ہیں؟ جواب ہوگا کہ ہاں! موجود ہیں، اور ان کے ذریعہ فتح ہوگی۔ اس کے بعد ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعتیں جہاد کریں گی اور اس وقت سوال اٹھے گا کہ کیا یہاں کوئی بزرگ ایسے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے شاگردوں میں سے کسی بزرگ کی صحبت میں رہے ہوں؟ جواب ہوگا کہ ہاں! ہیں، تو اُن کی فتح ہوگی۔'' [2]

امام نووی فرماتے ہیں:

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے معجزات اور صحابہ و تابعین و تبع تابعین کی عظمت کا بیان ہے۔ [3]

فتح قسطنطنیہ (روم)

نبی ﷺ کی پیش گوئیاں عہد صحابہ کی فتوحات عراق، شام اور مصر تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ آپ کی پیش گوئیاں دور دراز کے ممالک اور مضبوط قلعوں کی فتح تک پھیلی ہوئی ہیں۔

آپ ﷺ سلطنت روم کے دارالحکومت قسطنطنیہ کی فتح کے بارے میں فرماتے ہیں:

---

[1] صحیح بخاری، ح: ٣٦٤٩؛ صحیح مسلم، ح: ٢٥٣٢، الفاظ صحیح بخاری کے ہیں۔

[2] خیر القرون کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: لوگوں (امتیوں) کا بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے۔ پھر ان لوگوں کا جو اِس کے بعد آئیں گے۔ (بخاری: ٣٦٥١)۔

[3] شرح صحیح مسلم: ١٦/ ٨٣۔

Marfat.com

''تم قسطنطنیہ کو ضرور فتح کرو گے۔ اس (لشکر) کا امیر بھی بہت خوب اور وہ لشکر بھی بہت خوب ہوگا۔''

حدیث کے راوی عبداللہ بن بشر خثعمی فرماتے ہیں:

مجھے مَسلمہ بن عبدالملک نے بلایا، انہوں نے مجھ سے پوچھا، جس پر مَیں نے انہیں حدیث بیان کی تو انہوں نے قسطنطنیہ کی جنگ میں شرکت کی۔ [1]

مَسلمہ کو اِس خبر کے سچ ہونے کا پورا پورا یقین تھا، اسی لئے انہوں نے شرف پانے کا ارادہ کیا، انہوں نے قسطنطنیہ کے معرکے میں شرکت کی، لیکن اللہ نے اسے بنوعثمان کے نوجوان محمد الفاتح رحمۃ اللہ علیہ کے لئے چھپا کر رکھا تھا، تو ان کا اسے فتح کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ایک اور دلیل ہے۔

فتوحات کی عجیب وغریب خبروں کے آگے گردنیں جھک جاتی ہیں، ان میں سے اکثر و بیشتر خبریں مسلمانوں کے مشکل وقت میں دی گئیں حالانکہ ظاہری حالات وواقعات ان کے خلاف تھے۔ ظاہری صورت حال کے برعکس ان کا شائبہ تک نہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے حالات میں اطلاع دی، جبکہ صحابہ سخت آزمائش اور مشقت کی چکی میں پس رہے تھے۔ آپ نے ایسے امور کی اطلاع دی، جنہیں کوئی خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

امن وامان کا دور دورہ

ان خبروں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے پاس آئے جنہیں مکہ کی وادی بطحاء میں آگ اور لوہے کے ذریعے سے تکلیف پہنچائی جارہی تھی، ان میں خباب بن ارتّ رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو آپ کی طرف بڑھ کر شکوہ کرنے لگے:

''آپ ہمارے لئے مدد طلب کیوں نہیں فرماتے، ہمارے لئے اللہ سے دعا کیوں نہیں مانگتے۔'' (ہم کافروں کی ایذا ہی سے تنگ آچکے ہیں۔)

---

[1] مسند احمد، ح: ۱۸۷۸، ابن عبدالبر نے اس کی اسناد کو الاستیعاب: (۱/ ۲۵۰) میں حسن کہا ہے، مستدرك حاكم: ٤/ ٤٦٨، حاکم فرماتے ہیں: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه۔ ووافقه الذهبي۔

Marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ایمان لانے کی پاداش میں) تم سے پہلی امتوں کے لوگوں کے لئے گڑھا کھودا جاتا اور انہیں اس میں ڈال دیا جاتا۔ پھر ان کے سر پر آرا رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے، پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتے۔ لوہے کے کنگھے ان کے گوشت میں دھنسا کر ان کی ہڈیوں اور پٹھوں پر پھیرے جاتے پھر بھی وہ اپنا ایمان نہ چھوڑتے۔" [1]

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہکا بکا کر دینے والی عظیم خوشخبری سنائی، آپ نے فرمایا:

((وَاللّٰهِ لَيَتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ)) [2]

"اللہ کی قسم! یہ امر (اسلام) ضرور کمال کو پہنچے گا اور ایک زمانہ آئے گا کہ ایک سوار مقام صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا (لیکن راستوں کے پُرامن ہونے کی وجہ سے) اسے اللہ کے سوا اور کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ یا صرف بھیڑیے کا خوف ہوگا کہ کہیں اس کی بکریوں کو نہ کھا جائے، لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دین کے کمال کو پہنچنے، اپنے صحابہ کے مامون ہونے کی خبر ایسے وقت میں دی تھی جب وہ لوگ قریش کی پکڑ اور سزا کے خوف سے اپنے دین کے اعلان واظہار کی جرأت بھی نہ کر پاتے تھے۔

مدینہ منورہ میں بھی مسلمانوں پر خوف کے سائے منڈلا رہے تھے، ابی بن کعب بیان کرتے ہیں، سنیے:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مدینہ آئے اور انصار نے انہیں جگہ دی۔ عرب والوں نے ان پر ایک ہی کمان سے تیر اندازی کی (قریش مدینے والوں کے بھی دشمن بن گئے) وہ (اہل مدینہ) مسلح ہو کر رات گزارتے تھے اور صبح بھی اسلحے میں ہی کرتے۔

---

[1] بخاری، ح: ٣٦١٢۔ [2] ایک صنعاء تو یمن میں ہے۔ اس صنعاء اور حضر موت (یمن) کے درمیان تقریباً پانچ دن کی مسافت ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ صنعاء سے شام کا صنعاء مراد ہو۔ اس صنعاء اور حضر موت کے درمیان مسافت اور بھی زیادہ ہے۔ لیکن پہلی بات ہی راجح ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

ان لوگوں نے پوچھا:

کیا ہم بے خوف وخطر حالت امن میں رات گزاریں گے کہ اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہوگا؟ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ﴾ [1]

''اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے، وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں ضرور ہی جانشین بنائے گا، جس طرح ان لوگوں کو جانشین بنایا جو اُن سے پہلے تھے اور ان کے لئے ان کے اس دین کو ضرور ہی اقتدار دے گا جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے اور ہر صورت میں انہیں ان کے خوف کے بعد امن دے گا۔''

جیسے اللہ نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا، اللہ نے ان کے خوف کے بعد انہیں امن عطا کیا، انہیں علاقے کی سیادت وقیادت عطا کی، ان کی کمزوری کے بعد انہیں خلافتِ ارضی عطا کی اور زمین کے مشارق ومغارب میں ان کا دین مضبوط کر دیا۔

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ نے یہ کام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے ذریعے کیا، انہیں زمین کی حکومت وخلافت عطا کی۔ بڑے بڑے قوی اور متکبر بادشاہوں کو مسلمانوں کی غلبے والی تلوار کے تحت ان کے آگے جھکا دیا، اللہ نے انہیں کفار کی زمینوں، گھروں اور اموال کا وارث بنا دیا۔ ﴿وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ﴾ [2] ''یہ اللہ کا وعدہ ہے، اللہ وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔'' [3]

---

[1] ۲۴/النور:۵۵۔

[2] ۳۹/الزمر:۲۰۔

[3] الاعلام بما فی دین النصاری: ۱/۳۳۸۔

Marfat.com

مال و دولت کی ریل پیل

مشکل مراحل میں سے ایک وہ مرحلہ ہے جس کی وجہ سے صحابہ بہت مشقت میں تھے، عدی بن حاتم نبی ﷺ کے پاس آئے، وہ آپ کے پاس ہی تھے کہ ایک آدمی آیا، اس نے فقر و فاقہ کی شکایت کی، پھر ایک اور شخص آیا، اس نے راستوں کی بدامنی کی شکایت کی۔ نبی ﷺ نے عدی کی طرف دیکھا اور فرمایا: کیا تجھے یہ چیز اسلام سے روک دے گی کہ تم میرے اردگرد بھوک اور مشقت دیکھتے ہو اور یہ کہ تم لوگوں کو دیکھتے ہو کہ وہ ہماری عداوت پر سب اکٹھے ہو گئے ہیں۔ [1]

پھر نبی ﷺ نے اچانک ایک خبر دی، جس نے عدی کو ہکا بکا کر دیا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

عدی! تم نے مقامِ حیرہ دیکھا ہے؟ (یہ کوفہ کے پاس ایک بستی ہے۔)

مَیں نے عرض کیا: مَیں نے دیکھا تو نہیں، البتہ اس کا نام مَیں نے سنا ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

اگر تمہاری زندگی کچھ اور لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ہودج میں ایک عورت اکیلی حیرہ سے سفر کرے گی اور (مکہ پہنچ کر) کعبہ کا طواف کرے گی اور اللہ کے علاوہ اسے کسی کا بھی خوف نہ ہوگا۔ مَیں نے (حیرت سے) اپنے دل میں کہا، پھر قبیلہ طے کے ان ڈاکوؤں کا کیا ہوگا جنہوں نے شہروں کو تباہ کر دیا، فساد کی آگ سلگا رکھی ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

اگر تم کچھ اور دنوں تک زندہ رہے تو کسریٰ کے خزانے (تم پر) کھولے جائیں گے۔

مَیں (تعجب سے) بول پڑا کسریٰ بن ہرمز (شاہِ ایران)"

نبی ﷺ نے باوثوق طور پر اپنے کمزور ہونے اور صحابہ کے فقر و فاقہ کے باوجود فرمایا:

((كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ

---

[1] حدیث کا یہ حصہ مستدرك حاكم (٤/ ٥٦٤) کا ہے۔

Marfat.com

اَحَدًا یَقْبَلُهُ مِنْهُ))

''(ہاں) کسریٰ بن ہرمز، اور اگر تم کچھ دنوں تک اور زندہ رہے تو یہ بھی دیکھو گے کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں سونا چاندی بھر کر نکلے گا۔ اسے کسی ایسے آدمی کی تلاش ہوگی جو (اس کی زکوٰۃ) قبول کرلے لیکن اسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اسے قبول کرلے۔''

ان تین خبروں کی اس زمانے کے حالات میں تصدیق کرنا غیر مومن کے لئے ممکن نہ تھا، چونکہ یہ نبوت کے دلائل ہیں اور وحی کی خبریں ہیں جنہیں جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ عدی فرماتے ہیں:

''میں نے ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک اکیلی عورت کو تو خود دیکھ لیا کہ حیرہ سے سفر کے لئے نکلی اور (مکہ پہنچ کر) اس نے کعبہ کا طواف کیا اور اسے اللہ کے سوا اور کسی (ڈاکو وغیرہ) کا (راستے میں) خوف نہیں تھا اور ان مجاہدین کی جماعت میں تو میں خود شریک تھا جس نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے اور اگر تم لوگ کچھ دنوں اور زندہ رہے تو وہ بھی دیکھ لو گے جو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنا ہاتھ (زکوٰۃ کے سونے چاندی سے) بھر کر نکلے گا۔ (لیکن اسے لینے والا کوئی نہیں ملے گا۔) [1]

عدی رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا، تیسری پیش گوئی خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں پوری ہوگئی۔ [2]

آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی اس کی مانند ہے:

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَسِیْرَ الرَّاکِبُ بَیْنَ الْعِرَاقِ وَمَکَّةَ، لَا یَخَافُ اِلَّا ضَلَالَ الطَّرِیْقِ)) [3]

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ ایک سوار عراق اور مکہ کے درمیان سفر کرے گا، اسے راستہ بھول جانے کے علاوہ کوئی خوف نہیں ہوگا۔''

یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو نبوتِ محمد ﷺ کا ثبوت ہیں۔

---

[1] بخاری، ح:۳۵۹۵۔ [2] عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں مسلمانوں کے پاس مال و دولت کی اس قدر فراوانی ہوگئی تھی کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ تھا۔ (مترجم) [3] مسند احمد، ح: ۸۶۱۵، ہیثمی فرماتے ہیں: اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں، مجمع الزوائد: ۷/۶۳۹۔

Marfat.com

قیصر و کسریٰ، حبشیوں اور تاتاریوں سے متعلق پیش گوئیاں

مسلمانوں کے استیصال کے ارادے سے جب تمام احزاب مدینہ روانہ ہوئے، نبی ﷺ نے مدینہ کے اردگرد خندق کھودنے کا حکم دے دیا، خندق کی کھدائی کے دوران ایک چٹان کھدائی میں رکاوٹ بن گئی، رسول اللہ ﷺ اٹھے اور آپ نے کدال پکڑی اور اپنی چادر کو خندق کی ایک طرف رکھ دیا اور یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑮﴾ [1]

"اور تیرے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ خوب سننے والے اور خوب جاننے والا ہے۔"

اس پر ایک تہائی پتھر ٹوٹ کر علیحدہ ہو گیا، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر یہ منظر دیکھ رہے تھے، رسول اللہ ﷺ کے ضرب لگانے سے ایک چمک نکلی۔ پھر آپ نے دوسری اور تیسری ضرب لگائی تو اسی طرح ہوا۔ سلمان رضی اللہ عنہ آپ کی طرف آگے بڑھ کر عرض کرنے لگے:

اللہ کے رسول! مَیں نے دیکھا کہ جب آپ ضرب لگا رہے تھے تو آپ کی ہر ضرب پر چمک پیدا ہوتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا:

سلمان! آپ نے یہ دیکھا ہے؟

وہ عرض کرتے ہیں:

جی ہاں اللہ کے رسول ﷺ اس ہستی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔

آپ نے فرمایا:

جب مَیں نے پہلی ضرب لگائی تو کسریٰ کے شہر اور گردونواح کے شہر اور دیگر کئی شہر میرے سامنے کر دیے گئے، حتی کہ مَیں نے انہیں خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آپ کے پاس موجود صحابہ عرض کرنے لگے:

---

[1] ٦/الانعام:١١٥۔

Marfat.com

اللہ کے رسول ﷺ! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ان شہروں کو ہمارے لئے فتح کر دے ......تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی دعا کی۔ پھر مَیں نے دوسری ضرب لگائی تو قیصر کے شہر اور ان کے اردگرد کے شہر میرے سامنے کردیے گئے حتی کہ مَیں نے انہیں خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ انہیں ہمارے لئے فتح کر دے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی (بھی) دعا کی۔ پھر مَیں نے تیسری ضرب لگائی تو حبشہ کے شہر اور اس کے اردگرد کی بستیاں میرے سامنے کر دی گئیں، یہاں تک کہ مَیں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس سے قبل کہ صحابہ آپ سے ان شہروں کی فتح کی دعا کی درخواست کرتے نبی ﷺ نے جلدی سے فرما دیا:

((دَعُوا الْحَبَشَةَ مَا وَدَعُوكُمْ وَاتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوكُمْ)) [1]

''حبشیوں سے تعرض نہ کرو جب تک کہ وہ تمہارے درپے نہ ہوں اور ترکوں کو بھی چھوڑے رہو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رہیں۔'' [2]

اللہ نے اپنے نبی کو حبشیوں اور ترکوں کی خبروں اور ان کی جنگوں سے مسلمانوں کو ملنے والی سزا سے متعلق آگاہی دی۔ آپ نے ان سے جنگ کرنے کو ناپسند کیا اور ان سے اجتناب کرنے کی تلقین فرمائی، جہاں تک حبشہ والوں کا تعلق ہے تو وہ آخری زمانے میں کعبہ کو منہدم کر دیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] نسائی، الجهاد، غزوة الترك والحبشة، ح: ٣١٧٨؛ ابوداود، الملاحم، فی النهی عن تهييج الترك والحبشة، ح: ٤٣٠٢، البانی نے صحیح النسائی (ح: ٢٩٧٦) میں اسے حسن قرار دیا ہے۔

[2] مسلمانوں کی جمعیت اگر مجتمع نہ ہو تو یہی حکم ہے، بصورت دیگر ارشاد الٰہی ﴿قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً﴾ (٩/التوبة:٣٦) پر عمل لازم ہے اور بعض احادیث میں ترکوں سے جنگ کی پیش گوئیاں بھی کی گئیں ہیں۔ (دیکھیے بخاری، ح: ٢٩٢٩؛ مسلم، ح: ٢٩١٢؛ ابوداود، ح: ٤٣٠٣_٤٣٠٤) کتب تاریخ میں بھی ترکوں سے مسلمانوں کی جنگ کا تذکرہ ملتا ہے۔ (مثلاً دیکھیے البداية والنهاية ٦/٣٠٣_٣٠٤) صحابہ کے زمانے کے آخر میں ترکوں سے جنگ ہوئی اور انہوں نے خان اعظم سے جنگ کی اور بہت بڑی شکست دی۔ (مترجم)

Marfat.com

((يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ)) 1

''کعبہ کو پتلی پنڈلیوں والا حبشی تباہ کرے گا۔'' 2

اور ترکوں میں سے تاتاری بھی ہوئے ہیں جنہوں نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور ۶۵۸ھ میں بیس لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کو قتل کیا۔ ابن کثیر فرماتے ہیں:

اور اس سال (۶۴۳ھ) میں خلیفہ کی فوج کے درمیان اور تاتاریوں — اللہ ان پر لعنت کرے — کے درمیان بہت بڑا معرکہ ہوا اور مسلمانوں نے انہیں عظیم شکست دی اور ان کی جمعیت کو پریشان اور منتشر کر دیا اور وہ ان کے آگے شکست کھا گئے، مگر مسلمانوں نے تاتاریوں کے تباہ کن فریب کے خوف اور آپ ﷺ کے فرمان ((وَاتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوكُمْ)) پر عمل کرتے ہوئے ان کا تعاقب نہ کیا۔ 3

بعض اہل علم نے ترکوں سے جنگ نہ کرنے کے حکم نبوی کا سبب بھی بیان کیا ہے، وہ یہ ہے کہ حبشہ و دیگر ممالک کے درمیان اور مسلمانوں کے درمیان طویل جنگلات اور بے آب و گیاہ چٹیل میدان حائل ہیں، لہٰذا آپ نے مسلمانوں کو زیادہ تھکن اور بڑی مشقت کے پیش نظر ان (دشمنوں) کے گھروں میں داخل ہونے کا مکلف نہیں ٹھہرایا، ترکوں کا معاملہ یہ ہے کہ وہ سخت جنگجو قوم ہے، ان کا علاقہ ٹھنڈا ہے، اور عرب جو اسلام کا لشکر تھے، گرم علاقوں سے تھے، لہٰذا انہیں ان شہروں میں داخلے کا پابند نہیں کیا گیا، انہی دو وجوہات کی بنا پر ان کا خصوصیت

---

1 بخاری، ح:۱۵۹۱؛ مسلم، ح:۲۹۰۹، ۱۵۹۶۔

2 ایک اور ارشاد نبوی ہے: ((كَأَنِّي بِهِ أَسْوَدُ أَفْحَجُ يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا)) (بخاری، الحج، هدم الكعبة، ح: ۱۵۹۵) ''گویا میری نظروں کے سامنے وہ پتلی ٹانگوں والا سیاہ آدمی ہے جو اس (کعبہ) کے ایک ایک پتھر کو اکھاڑ پھینکے گا'' اس روایت کی وضاحت میں مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ لکھتے ہیں: حدیث میں افحج کا لفظ ہے۔ اور افحج وہ ہے جو اکڑتا ہوا چلے یا چلتے میں اس کے دونوں پنجے تو نزدیک رہیں اور دونوں ایڑیوں میں فاصلہ رہے۔ وہ حبشی مردود جو قیامت کے قریب کعبہ ڈھائے گا وہ اسی شکل کا ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس کی آنکھیں نیلی، ناک پھیلی ہوئی ہوگی، پیٹ بڑا ہوگا۔ اس کے ساتھ اور لوگ ہوں گے، وہ کعبہ کا ایک ایک پتھر اکھاڑ ڈالیں گے اور سمندر میں لے جا کر پھینک دیں گے۔ یہ قیامت کے بالکل نزدیک ہوگا۔ (شرح صحیح بخاری: ۲/ ۵۹۸) بیت اللہ جب دنیا میں نہیں رہے گا تو دنیا بھی ختم کر دی جائے گی اور قیامت قائم ہو جائے گی۔ (مترجم)

3 البدایہ والنہایۃ: ۱۳/ ۱۶۸۔

Marfat.com

سے تذکرہ کیا۔ [1]

اب ہم ان پر چڑھائی کریں گے

جب غزوۂ احزاب ختم ہوا اور کفار کے تمام گروہ پشت دے کر پلٹے، ان کے بھاگنے کے گرد و غبار بیٹھنے سے پہلے ہی نبی ﷺ نے ایک ایسی خبر دی کہ اگر آپ کو اللہ نہ بتاتا تو آپ اس پر مطلع نہ ہو سکتے تھے، آپ نے فرمایا:

((اَلْآنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا، نَحْنُ نَسِيْرُ اِلَيْهِمْ)) [2]

"اب ہم ان سے جنگ کریں گے، وہ ہم پر چڑھائی نہیں کریں گے بلکہ ہم ہی ان پر لشکر کشی کریں گے۔"

اور اسی طرح ہوا، جنگ احزاب آخری جنگ تھی جو قریش نے نبی ﷺ کے خلاف لڑی، اس کے بعد مسلمانوں نے ان (قریش) سے جنگ کی اور انہوں نے اللہ کی مدد اور قدرت سے مکہ فتح کر لیا، یہ بات نبی ﷺ کو کس نے بتائی تھی، یہ ہزاروں لوگ، جو مدینہ میں آناً فاناً آ گئے تھے، اس ناکام حملے کے بعد کبھی مدینہ پر چڑھائی نہیں کریں گے؟ یہ خبر دینے والا یقیناً اللہ رب العالمین تھا۔

ابن حجر آپ ﷺ کے فرمان ((اَلْآنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا، نَحْنُ نَسِيْرُ اِلَيْهِمْ)) کے بارے میں فرماتے ہیں:

اس فرمان میں نبوت کی ایک نشانی پائی جاتی ہے۔ آپ نے آئندہ سال عمرہ کا ارادہ کیا، مگر قریش نے آپ ﷺ کو بیت اللہ سے روک دیا، جس کے نتیجے میں ان کے درمیان صلح (حدیبیہ) کا معاہدہ ہوا لیکن قریش نے یہ معاہدہ توڑ دیا جو فتح مکہ کا سبب بنا، تو جیسا آپ ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ [3]

---

[1] عون المعبود: ١١/ ٢٧٦۔ [2] بخاري، ح: ٤١١٠۔
[3] فتح الباري: ٧/ ٤٦٨۔

Marfat.com

و۔ آخری زمانے اور قیامت کی پیش گوئیاں

قیامت سے قبل وقوع پذیر ہونے والے امور سے متعلق آپ ﷺ کا خبر دینا دلائلِ نبوت سے ہے۔

ہم انہیں یا ان میں سے بعض چیزوں کو اپنے دور میں دیکھ رہے ہیں اور یہ وہی ہیں جنہیں علماء نے قیامت کی علاماتِ صغریٰ کا نام دیا ہے اور یہ موجودہ زمانہ جسے ہم آج دیکھ رہے ہیں یہ غیبی امر تھا جس پر اللہ نے اپنے نبی کو مطلع کیا تا کہ اس کا وقوع آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کی شہادت قرار پائے۔ قیامت سے متعلقہ پیش گوئیوں میں سے چند آپ ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمائیں:

((مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَقِلَّ الْعِلْمُ، وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا، وَتَكْثُرَ النِّسَاءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ، حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ))[1]

''قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم کم ہو جائے گا، جہالت عام ہو جائے گی، زنا کھلے عام ہوگا، عورتیں زیادہ جبکہ مرد کم ہو جائیں گے، حتی کہ پچاس عورتوں کا سرپرست ایک ہی مرد ہوگا۔''

صحیحین کی ایک روایت میں اس سے زیادہ یہ بیان ہوا:

((وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا))[2]

''شراب (سرِعام) نوش کی جائے گی اور کھلے عام زنا ہوگا۔''

ایک اور روایت میں ہے:

((وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ، وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ))[3]

---

[1] بخاری، ح: (٧٩)؛ مسلم، ح: (٤٨٢٥)۔

[2] بخاری، ح (٨٠)، مسلم، ح (٢٦٧١)۔ [3] بخاری، ح: (١٠٣٦)۔

Marfat.com

''زلزلے کثرت سے آئیں گے اور اوقات سمٹ جائیں گے اور فتنے عام ہو جائیں گے اور ہرج یعنی قتل بہت زیادہ ہوگا۔''

ایک اور روایت میں ہے:

((يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ، وَيُلْقَى الشُّحُّ)) [1]

''وقت سمٹ جائے گا، عمل کم ہو جائے گا اور بخل چھا جائے گا۔''

یہ آٹھ نشانیاں قیامت سے پہلے رونما ہوں گی۔

پہلی علامت، لوگوں کی جہالت میں اضافہ اور شرعی علم کی کمی

جہالت کا عام ہو جانا اور لوگوں کے درمیان شرعی علم کا کم ہو جانا اور اس کی وجہ علماء کے دنیا سے اٹھ جانے اور جاہل سرغنوں کے منظر عام پر آنے سے ہوگی، جو بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا، فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا)) [2]

''اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ وہ اسے لوگوں سے چھین لے، بلکہ وہ علماء کو قبض (فوت) کر لینے کے ذریعے علم کو اٹھا لے گا، جب وہ کسی عالم کو نہ رہنے دے گا تو لوگ جہلاء کو سرپرست بنا لیں گے، ان سے سوالات پوچھے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، چنانچہ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

ابن بطال فرماتے ہیں:

اس حدیث میں قیامت کی جتنی علامات بیان ہوئی ہیں وہ ہم نے اپنی آنکھوں سے

---

[1] بخاری، ح: (۶۰۳۷)؛ مسلم، ح: (۱۵۷)۔

[2] بخاری، ح: (۱۰۰)؛ مسلم، ح: (۲۶۷۳)۔

Marfat.com

دیکھی ہیں، علم کم ہو گیا ہے اور جہالت کا دور دورہ ہے۔ [1]

ابن حجر نے ابنِ بطال کے قول کے بعد فرمایا:

جو ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ جس چیز کا انہوں نے مشاہدہ کیا وہ اس جہالت کی فراوانی کا مشاہدہ تھا، جس کے متضاد (یعنی علم) کا بھی وجود تھا، جبکہ (زیرِ بحث) حدیث سے مراد جہالت کا استحکام ہے حتی کہ جہالت کے مقابلے میں علم شاذ و نادر ہی ہوگا اور جہالت ہی جہالت رہ جائے گی، اہل علم کے ایک گروہ کا وجود اس حدیث کے مصداق میں رکاوٹ نہیں کیونکہ وہ (علماء) اس وقت ان (جہلاء) میں گمنام ہوں گے۔ [2]

ابن بطال اور پھر ابن حجر کے دور کا یہ حال تھا تو ہمارے دور میں یہ صورت حال زیادہ نمایاں ہے اور کسی عقلمند پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ علماء کے اٹھ جانے سے ہم کتنی آفات کا شکار ہیں، جبکہ (دوسری طرف) علم کے دعویداروں کا شور وغوغا ہے۔

دوسری علامت، شراب نوشی

دوسری علامت وہ ہے جس کی پیش گوئی آپ ﷺ نے کی ہے، وہ مسلمانوں میں شراب نوشی کا عام ہونا ہے۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کی خبر دی ہے جو اسے پئیں گے مگر اس کا نام تبدیل کر کے اسے حلال قرار دے لیں گے اور وہ لوگ اسے وہ شراب نہیں سمجھیں گے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَشْرَبُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ، يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا))

''میری امت کے بعض لوگ شراب پئیں گے اور اسے اس کے اصل نام کی بجائے کوئی اور نام دے دیں گے۔''

دارمی کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے:

((فَيَسْتَحِلُّونَهَا)) [3]

''وہ اسے حلال قرار دے لیں گے۔''

---

[1] فتح الباری: (۱۳/ ۱۸)۔ [2] ایضا: (۱۳/ ۱۸)۔

[3] نسائی، ح: (۵٦۵۸)؛ ابوداود، ح: (۳٦۸۸)؛ مسند احمد: (۱۷٦۰۷)؛ دارمی، ح: (۲۱۰۰) البانی نے اسے جامع الصحیح، (ح: ۹۵۸٤) میں صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

اس کی وضاحت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے بخاری نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

((لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَّ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ)) [1]

''میری امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو حلال قرار دیں گے۔''

افسوس کی بات ہے کہ بعض جاہل مسلمان اپنی غفلت اور جہالت کی وجہ سے ان محرمات میں سرکشی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ یہ سمجھ کر کہ یہ تو نشاط آور یا مخدرات (سُن کر دینے والی) یا روح افزا مشروبات ہیں حالانکہ یہ سب خمر (شراب) ہے، جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے اور اس کے پینے والے، بیچنے والے اور بنانے والے پر لعنت کی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے برسرِ منبر فرمایا:

''شراب کی حرمت نازل ہوئی ہے اور وہ پانچ اشیاء سے تیار کی جاتی ہے:
انگور، کھجور، شہد، گندم، اور جو، اور جو چیز عقل کو ماؤف کر دے وہ خمر ہے۔'' [2]

تمام نشہ آور اشیاء شراب کہلاتی ہیں۔

قرطبی فرماتے ہیں:

اس حدیث میں نبوت کے دلائل میں سے ایک دلیل بیان ہوئی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ان امور کے وقوع کی خبر دی۔ لہٰذا وہ، خصوصاً ان ادوار میں، واقع ہو گئے۔ [3]

تیسری علامت، کھلم کھلا بدکاری

مذکورہ بالا احادیث میں قیامت کی تیسری علامت لوگوں کا کھلم کھلا زنا کاری میں مبتلا ہونا ہے۔ اللہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ غیر مسلموں کے ہاں عام ہے اور یہ وہ برائی ہے جسے

---

[1] بخاری نے یقینی الفاظ کے ساتھ باب ماجاء فیمن یستحل الخمر ویسمیه بغیر اسمه میں معلق ذکر کیا ہے۔ [2] بخاری، ح: (۵۵۸۱)؛ مسلم، ح: (۳۰۳۲)۔
[3] ابن حجر نے اسے فتح الباری: (۱/ ۲۱۵) میں نقل کیا ہے۔

Marfat.com

طویل تاریخ انسانی میں تمام امتیں برا کہتی رہی ہیں، لیکن آج جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے اس کے مناظر عام دکھائے جا رہے ہیں اور بعض ممالک نے اس سلسلے میں قانون سازی کر لی ہے اور وہ اپنے قوانین کے ذریعے اس کی اجازت دے رہے ہیں بلکہ ان میں سے بعض لوگوں نے اسے تجارت اور آمدنی کی ایک قسم سمجھ لیا ہے۔

چوتھی علامت، کثرتِ قتل

چوتھی علامت جس کا نبی ﷺ نے تذکرہ فرمایا ہے وہ ہے فتنوں کی کثرت اور ان سے جنم لینے والی قتل و غارت۔ نبی ﷺ نے اسے وضاحت سے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیَأْتِیَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَدْرِی الْقَاتِلُ فِیْ أَیِّ شَیْءٍ قَتَلَ وَلَا یَدْرِی الْمَقْتُوْلُ عَلٰی أَیِّ شَیْءٍ قُتِلَ)) [1]

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ قاتل کو معلوم نہیں ہوگا کہ اس نے کس وجہ سے قتل کیا اور مقتول بھی نہیں جانتا ہوگا کہ وہ کس وجہ سے قتل ہوا۔"

جنگوں کی کثرت اور فتنے، جن میں لوگ قتل ہو جاتے ہیں، اس نبوی پیش گوئی کا مصداق ہیں۔ قاتل نہیں جانتا کہ وہ کسے قتل کر رہا ہے اور کیوں قتل کر رہا ہے [2] یہی صورت حال مقتول کے ساتھ ہے، اللہ ہمیں فتنوں سے محفوظ رکھے!

پانچویں علامت، قلّت مرداں اور کثرت نسواں

یہ صورتحال علاماتِ نبوت میں سے پانچویں علامت کی وضاحت کرتی ہے، وہ علامت نبی ﷺ کے اس فرمان میں بیان ہوئی ہے:

"عورتیں زیادہ اور مرد کم ہو جائیں گے حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا سرپرست ایک مرد ہوگا۔"

کیونکہ دوسروں کی بہ نسبت زیادہ تر مرد ہی جنگوں اور فتنوں کی آگ کا ایندھن بنتے ہیں۔

---

[1] مسلم، ح: (۲۹۰۸)۔

[2] کراچی شہر میں اس سے ملتی جلتی صورت حال آئے دن پیدا ہوتی رہتی ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

ابن حجر فرماتے ہیں:

''عورتوں کی کثرت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ فتنے زیادہ ہوجائیں گے اور مردوں کا قتل عام ہوجائے گا کیونکہ عورتوں کی بجائے مرد ہی جنگوں میں شریک ہوتے ہیں...... ظاہر یہ ہے کہ یہ ایک علامت ہے جو کسی اور سبب کی بنا پر نہ ہوگی بلکہ اللہ اپنی قدرت سے ایسی صورتحال پیدا کردے گا کہ مرد کم پیدا ہوں گے اور عورتیں زیادہ۔ [1]

بین الاقوامی مردم شماری کے اعداد وشمار اس پیش گوئی کی سچائی اور قیامت کے عنقریب واقع ہونے کی طرف اشارہ کررہے ہیں کیونکہ ۲۰۰۲ء میں اقوام متحدہ کی مردم شماری کے مطابق مردوں کا تناسب ۴۸ فیصد تھا اور امریکی محکمہ شماریات کی توقع ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ (USA) کے مردوں کی تعداد ۲۱۰۰ء تک (کم ہوکر) ۳۸ فیصد ہوجائے گی اور یہ اعداد وشمار اس بات کی توثیق کررہے ہیں کہ آپ ﷺ نے جس بات کی خبر دی ہے وہ پوری ہونے والی ہے۔

چھٹی علامت، وقت کی سرعت رفتاری

چھٹی علامت جو قیامت سے قبل وقوع پذیر ہوگی وہ اوقات کا سمٹ جانا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ)) [2]

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ علم قبض نہ کرلیا جائے، زلزلے زیادہ نہ ہوجائیں اور اوقات سمٹ نہ جائیں۔''

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ وَيُلْقَى الشُّحُّ)) [3]

''وقت سمٹ جائے گا، عمل کم ہوجائے گا اور بخل چھا جائے گا۔''

---

[1] فتح الباری: (۱/ ۱۷۹)۔ [2] بخاری، ح: (۱۰۳۶)۔

[3] بخاری، ح: (۶۰۲۷)؛ مسلم، ح: (۱۵۷)۔

Marfat.com

تورپشتی فرماتے ہیں:

اسے وقت میں برکت کی قلت پر محمول کیا جائے گا اور ہر جگہ سے اس کا فائدہ ختم ہو جائے گا یا یہ کہ ناگہانی آفات اور شدائد میں الجھنے اور بڑے بڑے فتنوں میں ان کے دلوں کے الجھے رہنے کی وجہ سے لوگوں کو خبر نہ گی کہ ان کے دن اور راتیں کیسے گزر گئیں۔ [1]

خطابی فرماتے ہیں:

اس کا معنی یہ ہے: انسانوں کی عمر کا عرصہ کم ہونا اور ان میں برکت کا اٹھ جانا...... اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دنوں اور راتوں کی مدت کا کم ہو جانا مراد ہے، اور یہ مفہوم اس روایت کی بنا پر ہے جس میں کہا گیا ہے:

''زمانہ (وقت) سمٹ جائے گا حتیٰ کہ سال مہینے کی طرح اور مہینہ ہفتے (week) کی طرح اور ہفتہ ایک دن کی طرح جبکہ دن ایک گھڑی کی طرح اور ایک گھڑی کھجور کی شاخ کے جلنے کے وقت کے برابر ہوگی۔'' [2]

اس طرح علماء نے اس حدیث کو تین معنوں پر محمول کیا ہے: لوگوں کی عمر کا کم ہونا یا برکت کا اٹھ جانا یا حقیقی طور پر اوقات کا سمٹ جانا۔

اس حدیث کے پہلے دونوں معانی تو بہت سے لوگوں کے مشاہدے میں ہیں، خاص طور پر وقت سے برکت کا اٹھ جانا کیونکہ سال گزر چکا ہوتا ہے اور ہم میں سے کوئی یہ سمجھتا ہے کہ مہینہ گزرا ہے، اور مہینہ گزر چکا ہوتا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ایک ہفتہ ہی گزرا ہے۔

تیسرا معنی یہ ہے کہ وقت ہی حقیقتاً سمٹ جائے گا، شاید یہ قیامت کے بالکل قریب ہو، جب اللہ کے پیدا کردہ نظامِ کائنات میں بہت سا خلل آجائے گا مثلاً سورج مغرب سے طلوع ہوگا، درندے گفتگو کریں گے وغیرہ کوئی الٰہی امور جو ہمارے روزمرہ کے مشاہدے سے خارج ہیں۔

ساتویں علامت، زلزلوں کی کثرت

ساتویں علامت جس کی نبی ﷺ نے پیش گوئی فرمائی ہے وہ زلزلوں کی کثرت اور

---

[1] تحفة الاحوذي: (٦/ ٥١٤)۔ [2] عون المعبود: (١١/ ٢٢٢)۔

Marfat.com

اُن کے درمیان اوقات کا سمٹ جانا ہے، آج کے دور میں زلزلوں کی کثرت سے آدمی حیران اور پریشان ہو جاتا ہے، اور یہ زلزلے آئے دن بڑھتے چلے جارہے ہیں حتیٰ کہ کوئی مہینہ ایسا نہیں گزرتا کہ دنیا کے کسی نہ کسی مقام پر زلزلوں کے جھٹکے نہ محسوس کیے جاتے ہوں۔ چودہ صدیاں قبل اس واقع ہونے والے غیبی امر کی کس نے خبر دی؟ اس اللہ نے جو علام الغیوب ہے۔

آٹھویں علامت، بخل میں اضافہ

قیامت کی علامتوں میں آٹھویں علامت جو دلائل نبوت میں سے ایک دلیل ہے وہ آپ ﷺ کا اس بات کی خبر دینا ہے:

((وَ يُلْقَى الشُّحُّ))

''لوگوں میں کنجوسی بڑھ جائے گی۔''

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

اس سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کے مختلف احوال کے مطابق ان کے دلوں میں بخل سرایت کر جائے گا، یہاں تک کہ عالم اپنے علم میں بخل سے کام لے گا اور تعلیم اور فتویٰ ترک کر دے گا، کاریگر اپنے ہنر کے سلسلے میں بخل سے کام لے گا حتیٰ دیگر لوگوں کو سکھانا چھوڑ دے گا اور مالدار اپنے مال میں بخل کرے گا یہاں تک کہ تنگ دست ہلاک ہو جائے گا۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ بخل کی بنیاد پڑ جائے گی [1] کیونکہ بخل ہر دور میں موجود رہا ہے۔ [2]

یہ سب کچھ اس زمانے کے لوگوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

نویں علامت، سرزمین عرب میں چراگاہوں اور دریاؤں کا ظہور

امام مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيْضَ حَتّٰى يَخْرُجَ

---

[1] بلکہ بخل کا زیادہ ہونا اور اس کی شدت مراد ہے۔ (مترجم)

[2] فتح الباری: (۱۳/ ۲۰)۔

Marfat.com

الرَّجُلُ بِزَكَاةِ مَالِهِ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتّٰى تَعُوْدَ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَاَنْهَارًا)) 1

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک مال کی کثرت نہ ہو جائے اور یہاں تک کہ ایک آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ لے کر نکلے گا تو وہ کسی کو نہیں نہ پائے گا جو اُس سے زکوٰۃ لے اور یہاں تک کہ سرزمین عرب دوبارہ چراگاہوں اور نہروں والی زمین میں تبدیل نہ ہو جائے۔''

کثرت مال کے متعلق تو گزشتہ سطور میں بات ہو چکی ہے اب ہم اس پہلو پر گفتگو کریں گے کہ سرزمین عرب (قیامت سے پہلے) پھر سے چراگاہوں اور نہروں والی زمین بن جائے گی۔ یہ نبوی بشارت دو پہلوؤں پر مشتمل ہے؛ ان میں سے پہلی تو یہ کہ جزیرہ عرب پہلے پانی کی فراوانی والا اور سرسبز وشاداب خطہ تھا۔ اور دوسری یہ کہ وہ قیامت سے قبل دوبارہ اسی طرح ہو جائے گا۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ آج کل جزیرہ عرب میں نہریں نہیں ہیں اور اس کی سرزمین میں سبز علاقے کم ہیں جبکہ یہ حدیث بتا رہی ہے کہ یہ پہلے سرسبز تھا اور اس جزیرے کی موجودہ حالت بدل کر پہلی صورت پر آ جائے گی۔ 2

جب قرآن نے اللہ کے نبی ہود کی قوم عاد، جو جزیرۂ عرب کے جنوب میں صحرائے ربع الخالی کے قریب آباد تھی، کے متعلق گفتگو کی تو انہیں اپنا احسان یاد دلاتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿١٣٣﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٣٤﴾﴾ 3

''اور اس سے ڈرو جس نے تمہیں ان چیزوں سے مدد دی جنہیں تم جانتے ہو۔ اس نے تمہیں مویشیوں، بیٹوں، باغات اور چشموں سے مدد دی۔''

---

1 مسلم، ح: (١٥٧)۔

2 دریں صورت یہ خبر بھی بہت بڑا معجزہ ہے۔ نہروں سے اگر جدید نظام آبپاشی اور حجاز میں بچھائی جانے والی پانی کی پائپ لائنیں مراد لی جائیں تو یہ خبر کسی معجزے سے کم نہیں۔ (مترجم)

3 ٢٦/الشعراء: ١٣٢۔١٣٤۔

Marfat.com

ان آیات میں اللہ نے بیان کیا ہے کہ ان کے آج کل کے لق و دق صحراء کسی دور میں نہروں اور فراوانی والے باغات سے مالا مال تھے۔

پرانے شہروں میں سے فقط قوم عاد کے شہر ہی ایسے نہ تھے جنہیں صحراء کی ریت کے ذرات نے دفن کیا ہے بلکہ اور بھی ایسے بہت سے شہر تھے جو گزشتہ دور میں آباد اور سرسبز وشاداب تھے جنہیں ریت کے ٹیلوں نے دبا دیا تھا مثلاً جزیرہ عرب کے جنوب میں جدید دریافت شدہ شہروں مثلاً الفا اور اوبار کے کھنڈرات۔

صاف ظاہر ہے کہ اس طرز کے شہر لق و دق بے آب و گیاہ صحراؤں میں نہیں بنائے جاتے بلکہ وافر پانیوں والے سرسبز خطوں میں بنائے جاتے ہیں۔

جیالوجی اور آثار قدیمہ کے ماہرین کی تحقیقات میں بھی اس حدیث میں بیان کردہ انکشاف کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ پورے یقین سے یہ بات کہتے ہیں کہ ۲۰ ہزار سال قبل جزیرہ عرب کا علاقہ وافر پانیوں والا خطہ تھا اور سرسبز وشاداب درختوں اور جھاڑیوں سے ڈھکا ہوا تھا اور اس میں بہت سے ایسے حیوانات تھے جو عموماً چراگاہوں اور جنگلوں میں پائے جاتے ہیں اور اس بات کی گواہی ان کے ان آثار سے ملتی ہے جو آج کل دریافت ہو رہے ہیں، مزید برآں اس نبوی پیش گوئی کی سچائی کی توثیق ڈاکٹر ہال ماکلور نے ربع الخالی کے موضوع پر اپنے ڈاکٹریٹ (Ph.D) کے مقالے میں ذکر کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ آج سے اٹھارہ ہزار سال قبل بارشوں کے ادوار میں اس صحرائی خطے کو پانی کی جھیلوں نے ڈھانپ رکھا تھا۔[1]

مشہور جرمن جیالوجسٹ پروفیسر فرائڈ کرونڑ نے بھی سعودی عرب کی ملک عبدالعزیز یونیورسٹی میں منعقدہ سائنسی کانفرنس میں مذکورہ موقف سے اتفاق کیا ہے۔ اور اس نے مزید یہ بھی کہا کہ جزیرۂ عرب کا اسی حالت میں لوٹ آنا اس کے ہاں مشہور مسئلہ ہے اور یہ علمی حقائق میں سے ایک حقیقت ہے اور ممکن ہے کہ ایسا ہو بھی جائے۔ اس نے کہا کہ یہ ایک حقیقت ہے جس سے کوئی مفر نہیں۔

اور جب اسے نبی ﷺ کی اس پیشگوئی کی خبر دی گئی کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

---

[1] مجلہ الاعجاز العلمی شمارہ نمبر ٦، ص:٣٣۔

Marfat.com

((وَ حَتّٰى تَعُوْدَ أَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَأَنْهَارًا)) تو اس نے تعجب کیا اور کہا:

یہ پیشگوئی تو اوپر سے وحی کے بغیر ممکن نہیں یعنی یہ اللہ کے پاس سے ہے اور اس نے یہ بھی کہا:

مَیں اعتقاد رکھتا ہوں کہ اگر آپ ان سب چیزوں کو جمع کریں اور ان تمام مسائل کو بھی جو قرآن کریم میں تفصیلاً بیان ہوئے ہیں اور وہ مسائل جو زمین، زمین کی تکوین اور سائنس سے متعلق ہیں تو لازماً آپ کو اس حقیقت کے اقرار پر آمادہ کر دیں گے کہ قرآن میں پیش کردہ مسائل کثیر ذرائع کے مطابق صحیح ہیں اور آج کل کی علمی (سائنسی) تحقیقات کے ذریعے ان کی توثیق ممکن ہے اور اس حد تک ممکن ہے کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن سادہ آدمی کے لیے آسان سی سائنسی کتاب ہے اور اس میں ایسے بیان شدہ مسائل، جنہیں اس وقت ثابت کرنا ممکن نہ تھا، آج جدید سائنسی وسائل کی بنا پر آپ کے لئے ممکن ہو گیا ہے کہ ان کے ذریعے سے چودہ صدیاں قبل بیان کردہ محمد (ﷺ) کے فرمان کو ثابت کر دیں۔ [1]

بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہم جزیرۂ عرب کی فضائی تصویر کا بھی یہاں ذکر کر دیں جو ہم تک اخبارات کے ذریعے پہنچی ہے۔ ان تصویروں کی روشنی میں (جیالوجی کے) سکالرز نے انکشاف کیا ہے کہ جزیرہ عرب زیر زمین پانی کی نہر کے اوپر تیر رہا ہے، وہ کویت کی جانب سے مشرقی جزیرہ سے مغربی جزیرہ تک کی لمبائی میں ہے۔ فضائی تصویروں نے اس بات کو بھی واضح کیا ہے کہ کویت کے شمال مغرب کا وسیع وعریض رقبہ اس عظیم نہر کے ڈیلٹا کی نشان دہی کرتا ہے۔

تو محمد ﷺ کو ہزاروں سال پہلے کے جزیرۂ عرب کی اس حالت کی کس نے خبر دی؟ اور کس نے آپ کو بتایا کہ جزیرہ عرب آئندہ ایام میں پہلے جیسا ہو جائے گا؟ یہ اللہ کی وحی ہے جو آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتی ہے۔

دسویں علامت، حلال و حرام میں فرق نہ کرنا

قیامت کی دیگر نشانیوں، جن کے بارے میں نبی ﷺ نے بتایا کہ قیامت سے پہلے

---

[1] إنه الحق هيئة الا عجاز العلمي رابطه العالم الاسلامي، ص: ٣۔

Marfat.com

رونما ہوں گی اور انہیں آج ہم لوگوں کی زندگی میں پھیلتی ہوئی دیکھ رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ)) [1]

''لوگوں پر ایسا وقت بھی آئے گا کہ آدمی یہ پروا نہیں کرے گا کہ جو کچھ وہ لے رہا ہے آیا وہ حلال ہے یا حرام؟''

ابن التین فرماتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کے فتنے سے بچنے کے لیے اس بات کی خبر دی ہے اور یہ خبر آپ کی نبوت کے دلائل میں سے ہے، آپ نے ایسے امور کی خبر دی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں نہ تھے۔ اور اس خبر میں مذمت کا سبب دونوں امور کو برابر قرار دینا ہے ورنہ حلال طریقے سے مال حاصل کرنا فی نفسہ مذموم نہیں خواہ وہ کسی بھی صورت میں ہو۔ [2]

آج کل مسلمان سود کے عام ہو جانے اور اس کے اقتصادی زندگی میں مختلف صورتوں میں داخل ہو جانے کی بنا پر آزمائش میں ہیں، یہاں تک کہ جو لوگ اس سے دور رہتے ہیں وہ بھی اس کے دھوئیں سے محفوظ نہیں ہیں اور ہمارے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سچ ثابت ہو رہا ہے:

((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَأْكُلُونَ الرِّبَا، فَمَنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهِ))

''لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ وہ سود کھائیں گے اور جو کوئی اسے نہ کھائے گا اس پر (بھی) اس کا غبار پڑے گا۔'' [3]

سندھی اس آفت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وہ وقت ہمارا یہی وقت ہے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن معجزہ ہے۔ [4]

اور یہ وبا ہمارے دور میں زیادہ واضح اور آشکار ہے، آج کل سودی بنک لوگوں کے

---

[1] بخاری، ح: (۲۰۵۹)۔ [2] فتح الباری: (۴/ ۳۴۷)۔
[3] نسائی، ح: (۴۳۷۹)؛ ابوداود، ح: (۲۸۹۳)؛ ابن ماجہ، ح: (۲۲۷۸)۔
[4] حاشیہ سندھی بر سنن نسائی: (۷/۲۴۳)۔

Marfat.com

سرمائے کا محفوظ مقام بن گئے، اور لوگ اپنے مال کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے رکھتے ہیں بلکہ ان کے ذریعے اپنی تنخواہیں اور اپنے حقوق وصول کرتے ہیں اور ان کے ذریعے سے ہی اپنے ساز و سامان وغیرہ کی قیمت ادا کرتے ہیں۔ إِنَّا لِلّٰه وَإِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْن۔

گیارھویں علامت، صرف واقف لوگوں کو سلام کرنا

امام احمد نے ایک اور بات بھی روایت کی ہے اور نبی ﷺ نے اس صورتحال کے متعلق خبر دی ہے کہ وہ آخری زمانے میں رونما ہوگی اور یہ چیز ہمارے اس دور میں بہت زیادہ ہو رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی سب مسلمانوں کو سلام کہنے کی بجائے صرف اپنے جاننے والوں کو سلام کہے گا [1] چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُّسَلِّمَ الرَّجُلُ عَلَى الرَّجُلِ، لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلَّا لِلْمَعْرِفَةِ)) [2]

''قیامت کی علامتوں میں سے ہے کہ آدمی کسی آدمی کو سلام کہے گا تو وہ محض جان پہچان کی بنا پر ہی سلام کہے گا۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تَسْلِيمُ الْخَاصَّةِ وَفُشُوُّ التِّجَارَةِ، حَتّٰى تُعِيْنَ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا عَلَى التِّجَارَةِ وَقَطْعُ الْأَرْحَامِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ، وَكِتْمَانُ شَهَادَةِ الْحَقِّ وَظُهُوْرُ الْقَلَمِ)) [3]

''بیشک قیامت سے پہلے یہ امور ہوں گے: خاص لوگوں کو سلام کہنا اور تجارت

---

[1] شریعت کا حکم یہ ہے کہ اسے بھی سلام کیا جائے جسے آپ پہچانتے ہیں جسے نہیں پہچانتے اسے بھی سلام کریں جبکہ ہمارے صورتحال یہ ہے کہ سلام کہنا بہت کم ہو گیا ہے بلکہ اردو زبان میں علیک سلیک کے الفاظ جان پہچان کے لئے استعمال ہونے لگے ہیں۔ (مترجم)

[2] مسند احمد، ح: (۳۸۳۸) شیخ احمد شاکر نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

[3] مسند احمد، ح: (۳۸٦۰)، الادب المفرد للبخاری، ح: (۱۰٤۹)، صححه الحاکم: (٤/ ۱۱۰)۔

Marfat.com

کا اس قدر پھیل جانا کہ بیوی تجارت میں اپنے خاوند کی معاونت کرے گی، قطع رحمی کرنا، جھوٹی گواہی دینا، سچی گواہی چھپالینا اور قلم کا استعمال بڑھ جانا۔''

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کاموں کے متعلق خبر دینا جو اکثر لوگ کر رہے ہیں مثلاً مسلمانوں کا ان لوگوں کو چھوڑ کر جن سے ذاتی تعارف نہیں، محض اپنے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں کو سلام کہنا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل میں سے ہے کیونکہ یہ غیبی امر کی خبر ہے جسے سوائے اللہ کے، یا اس کے جسے اللہ خود مطلع کر دے، اور کوئی نہیں جان سکتا۔

بارھویں علامت، قطع رحمی، شہادتِ زور اور کتمانِ حق

گزشتہ حدیث دیگر علامات پر بھی مشتمل ہے جو انسانی دنیا میں وقوع پذیر ہو رہی ہیں خاص طور پر قطع رحمی، جھوٹی شہادت اور کتمان حق۔

تیرھویں علامت، تجارت میں شوہر کے ساتھ بیوی کی شرکت

اس حدیث نے ایک عجیب صورت حال سے بھی پردہ اٹھایا ہے، وہ ہے تجارت کا بڑھ جانا اور عورت کا اپنے شوہر کی تجارت میں شریک ہونا اور یہ صورتحال ہمارے اس دور میں بہت زیادہ ہے اور اس سے بھی زیادہ عجیب خبر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور القلم کی خبر دی ہے۔

چودھویں علامت، کتابت و طباعت میں اضافہ

((وَظُهُورُ الْقَلَمِ)) یعنی لوگوں کا کتابت سیکھنا[1] اور یہ صورت حال ہمارے اس زمانے میں مکمل طور وقوع پذیر ہے، کیونکہ عالم انسانیت میں ناخواندگی کی شرح تناسب کم ہو رہی ہے اور یہ (ناخواندگی) زوال کے راستے پر گامزن ہے یہ خاص طور پر تعلیم کے ذرائع کی آسان دستیابی اور وسائل رابطہ کی ترقی کی وجہ سے ہے۔

سوال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ صدیاں قبل کس طرح جان لیا کہ لوگوں میں قلم استعمال کرنے کا رجحان بڑھ جائے گا؟ جبکہ جس دور میں آپ نے اس بات کی پیشگوئی فرمائی تھی اس دور میں کاتبین کی تعداد بمشکل ایک ہزار سے متجاوز ہوگی۔ یہ پیشگوئی بھی نبوت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔

---

[1] کتابت کے جدید ذرائع بھی اسی میں داخل ہیں جیسے کمپوزنگ، فوٹو کاپی، سکینگ، پرنٹنگ پریس وغیرہ۔ (مترجم)

Marfat.com

پندرھویں علامت، مساجد کے بارے میں فخر و مباہات

علاماتِ قیامت سے متعلق نبوت کے براہین میں سے آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے:

((مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ)) [1]

''قیامت کی علامات میں سے ہے کہ لوگ مساجد کے بارے میں فخر و مباہات کا اظہار کریں گے۔''

انس فرماتے ہیں:

وہ ان کی بنا پر فخر کریں گے اور پھر انہیں بہت ہی کم آباد کریں گے۔

ابن عباس نے جب اس حدیثِ نبوی کی توثیق کی تو فرمایا:

تم انہیں رنگ و روغن سے سجاؤ گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنی عبادت گاہوں کو سجایا۔ [2]

ابن رسلان فرماتے ہیں:

اس حدیث میں روشن معجزے کا تذکرہ ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اپنے بعد پیدا ہونے والی صورتحال کی خبر دی ہے اور اس وقت قاہرہ، شام اور بیت المقدس میں بادشاہوں کی طرف سے رنگ و روغن اور بیل بوٹوں سے آراستہ بہت سی مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ [3] جن کی چمک دمک پر فخر (بھی) کیا جاتا ہے۔

سولہویں علامت، فلک بوس عمارات

ان عجیب اور آفتاب نیمروز کی طرح روشن پیشگوئیوں میں سے ایک پیش گوئی لوگوں کا

---

[1] البانی نے السلسلة الصحيحة(٦٤٧) میں اسے صحیح کہا ہے۔ البانی نے اسے صحیح ابوداود، (ح: ٤٣٢) میں اسے صحیح کہا ہے۔ نسائی، ح: (٦٨٩)۔ ابوداود، ح (٤٤٩)؛ ابن ماجه، ح: (٧٣٩)۔ [2] بخاری، الصلوٰة بنيان المساجد قبل، ح: ٤٤٦۔

[3] عون المعبود: (٢/ ٨٤)۔

برصغیر پاک و ہند کی بیشتر مساجد ایسی ہیں جن میں یہ نقش و نگار اور مینا کاری کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے نمازیوں کی توجہ بٹ جاتی ہے۔ بعض مساجد تو وہ ہیں جو سیاحوں کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہیں۔ بہت سے لوگ وہاں سیر و تفریح کی غرض سے ہی جاتے ہیں۔ جیسے فیصل مسجد اسلام آباد، بادشاہی مسجد لاہور، شاہ جہان مسجد ٹھٹھہ، مسجد بیت المکرم ڈھاکہ وغیرہ۔ (مترجم)

Marfat.com

بلند وبالا عمارتیں بنانے میں مقابلہ بازی سے متعلق ہے اور آپ ﷺ نے یہ پیش گوئی اس دور میں کی جب اتنی بلند وبالا عمارتوں کی تعمیر سے لوگ واقف نہ تھے۔

چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ جب جبرائیل نے نبی ﷺ سے قیامت کی علامات کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ)) [1]

''لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی اور تو برہنہ پا، برہنہ جسم، فقراء اور بکریوں کے چرواہوں کو دیکھے گا کہ وہ بلند وبالا عمارتیں بنانے میں مقابلہ بازی کریں گے۔''

نووی فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فقر وفاقہ اور بدحالی کا شکار رہنے والے دیہاتیوں اور خانہ بدوشوں کے ہاں دولت عام ہو جائے گی اور وہ بلند وبالا مکانات بنانے میں مقابلہ کریں گے۔ [2]

ہمارے دور میں یہ پیش گوئی ثابت ہو گئی ہے۔ اس زمانے میں علمی ترقی ہوئی ہے اور مال ودولت کی فراوانی ہو چکی ہے اور بلند وبالا محلات اور پلازے۔ بفضل اللہ۔ تعمیر ہو چکے ہیں اور اس معاملے میں لوگوں میں فخر ومباہات در آئے ہیں، اور اللہ نے ۔اپنے فضل وکرم سے۔ فقر وفاقہ کی شکایت کرنے والے ممالک کو دولت سے مالا مال کر دیا ہے اور اب وہ اللہ کے فضل سے دنیا کے امیر ترین ممالک میں شامل ہو گئے ہیں اور اس کے باشندے دیگر امیروں کے مقابلے میں بلند وبالا پلازے بنا رہے ہیں۔ اور یہ اس پیش گوئی کا، جو آپ ﷺ نے فرمائی تھی، مصداق ہیں۔

سترھویں علامت، جدید ذرائع آمد ورفت

ایک پیش گوئی جو زبانِ نبوت سے بیان ہوئی کہ وہ قیامت سے پہلے واقع ہو گی اور ہمارے اس دور میں وہ پوری ہوئی ہے وہ ہے، لوگوں کا جانوروں کی سواریوں سے بے نیاز ہو جانا اور ان کے بجائے جدید ٹیکنالوجی سے تیار شدہ گاڑیوں، جہازوں وغیرہ ذرائع آمد ورفت

---

[1] مسلم، ح: (٨)۔ [2] شرح صحیح مسلم: (١/ ١٥٩)۔

Marfat.com

کو استعمال کرنا، اس جدید صورتحال کے متعلق قرآن نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے:

﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَيَخْلُقُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ﴾ 1

''اور گھوڑے، خچر اور گدھے اس لیے پیدا کیے، تاکہ تم ان پر سواری کرو اور (وہ تمہارے لیے) زینت بھی ہیں اور وہ کچھ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے۔''

جب اللہ نے یہ جدید وسائل پیدا کئے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کی یہ پیش گوئی پوری ہوگئی:

((وَلَتُتْرَكُنَّ الْقِلَاصَ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا)) 2

''تم جوان اونٹنیوں کو چھوڑ دو گے لہٰذا اُن پر سواری نہ کی جائے گی۔''

نبی ﷺ نے ایک اور حدیث میں ان سواریوں کی چند صفات بھی ذکر کی ہیں جنہیں لوگ استعمال میں لائیں گے اور چند منکرات بھی جو اُن کے ساتھ ہوں گی۔ آپ نے فرمایا:

((سَيَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ اُمَّتِيْ رِجَالٌ يَرْكَبُوْنَ عَلَى السُّرُوْجِ كَاَشْبَاهِ الرِّحَالِ، يَنْزِلُوْنَ عَلٰى اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ وَنِسَاءُ هُمْ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ عَلٰى رُؤُسِهِنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْعِجَافِ)) 3

''عنقریب میری اُمت کے آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو نرم و ملائم زینوں پر سوار ہوں گے، شکل وصورت میں پلانوں جیسے، وہ مسجد کے دروازوں پر سواریوں سے اتریں گے، ان کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی، ان کے سروں کے بال دبلے پتلے بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔''

اٹھارھویں علامت، بری عادات اور کفار کی نقالی

نبی ﷺ نے قیامت سے قبل بہت سی ایسی ناگوار عادات کی خبر دی جو آپ ﷺ کی امت میں پیدا ہوں گی۔ ان میں سے بہت سی عادتیں ہم آج کے مسلمانوں میں دیکھ رہے

---

1 ١٦/النحل: ٨۔ 2 مسلم، ح: (٢٥٥)۔

3 مسند احمد، ح: (٧٠٤٣)۔

Marfat.com

ہیں۔ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم بعض مسلمان ملکوں میں کچھ لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ سوگ کی تقریبات میں اور قبروں پر یا مساجد کے دروازوں پر قرآن پڑھتے ہیں اور اس سے ان کی غرض اجر وثواب نہیں بلکہ رُپے پیسے اینٹھنا یا شہرت ہوتی ہے بلکہ ان میں سے بعض تو فقط اتنا ہی قرآن پڑھتے ہیں جتنا رپیہ ملتا ہے۔ یہ صورت حال مصداق ہے اس پیش گوئی کا جو نبی ﷺ نے بیان یوں فرمائی:

((مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ بِهٖ فَإِنَّهٗ سَيَجِيْءُ اَقْوَامٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَسْئَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ)) [1]

''جو کوئی قرآن پڑھے تو چاہیے کہ وہ اس کے طفیل اللہ سے سوال کرے کیونکہ ایسی اقوام آئیں گی جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے سوال کریں گی۔''

اور بیہقی کی روایت میں ہے:

((فَاِنَّ الْقُرْاٰنَ يَتَعَلَّمُهٗ ثَلَاثَةٌ: رَجُلٌ يُبَاهِيْ بِهٖ وَرَجُلٌ يَسْتَاْكِلُ بِهٖ وَرَجُلٌ يَقْرَأُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) [2]

''قرآن کو تین طرح کے آدمی پڑھتے ہیں: ایک تو وہ جو فخر ومباہات کے لیے پڑھتا ہے، دوسرا آدمی لوگوں سے (مال) کھانے کے لیے پڑھتا ہے۔ تیسرا آدمی اللہ عزوجل کی خوشنودی کی خاطر پڑھتا ہے۔''

مسلمانوں کے بہت سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے حالات پر گہری نظر رکھنے والے آدمی کو یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے کہ وہ اپنے لباس، وضع قطع، عادات واطوار اور رسوم و رواج میں حتی کہ بال کٹوانے (کے انداز) میں بھی دوسری اقوام (کفار) کی نقالی کر رہے ہیں۔ان کے بارے میں نبی ﷺ کا یہ قول سچ ثابت ہوا ہے:

((لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعاً بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ)) قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ الْيَهُوْدُ

---

[1] ترمذی، ح: (٢٩١٨)؛ احمد، ح: (١٩٣٨٤)۔

[2] بیہقی، شعب الایمان: (٢٦٣٠)۔

Marfat.com

وَالنَّصارٰی؟ قَالَ ((فَمَنْ؟))

''تم پہلے لوگوں کے طور طریقے اختیار کرلو گے، بالشت برابر بالشت کے اور بازو برابر بازو کے، یہاں تک کہ اگر وہ سانڈھے کے بل میں گھسے تو تم بھی ان کے پیچھے گھس جاؤ گے۔ ہم نے کہا: اللہ کے رسول، یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا: اور کون؟''

نووی فرماتے ہیں:

سَنَن سین اور نون کے فتحہ (زبر) کے ساتھ ہے۔ اور اس سے مراد راستہ ہے۔ بالشت، بازو اور سانڈھے کے بل کی تمثیل بیان کرنے سے مقصود کفار کے ساتھ شدید مطابقت کو ظاہر کرنا ہے اور موافقت سے مراد کفر میں موافقت نہیں بلکہ گناہوں اور انحرافات میں موافقت ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا واضح معجزہ بیان ہوا ہے۔ کیونکہ واقعتاً وہی ہو رہا ہے جس کی آپ ﷺ نے خبر دی تھی۔ [2]

انیسویں علامت، عورتوں کی عریانی

یہ جو مسلمان خواتین میں بناؤ سنگار کا اظہار، چادروں اور ملبوسات سے بے نیازی اور بے حجابی عام ہو رہی ہے اور ان کے لباس پردے کی بجائے (مردوں کو) بہکانے اور پھسلانے کی صورت اختیار کر چکے ہیں، یہ بھی نبی ﷺ کی بیان کردہ پیشگوئی کی سچائی کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ۔ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا)) [3]

''دوزخیوں کی دو قسمیں میں نے ابھی تک انہیں دیکھا نہیں، ایک تو وہ قوم جس

---

[1] بخاری، ح: (۷۳۲۰)؛ مسلم، ح: (۲۶۶۹)۔

[2] شرح مسلم، (۱۶/ ۲۱۹۔۲۲۰)۔ [3] مسلم، ح: (۲۱۲۸)۔

Marfat.com

کے ہاتھوں میں بیلوں کی دموں جیسے کوڑے ہیں جن سے وہ لوگوں کو مارتے ہیں۔ اور ایسی عورتیں جو عریاں ہیں لوگوں کی طرف مائل ہونے اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے والی ہیں ان کے سروں کے بال بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ نہ وہ جنت میں داخل ہوں گی، اور ہی اس کی خوشبو نہ سونگھ سکیں گی اور اس کی خوشبو تو اتنی اتنی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے۔"

نووی کے مطابق آپ ﷺ کے قول ((رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ)) کا معنی یہ ہے کہ وہ سر پر لپیٹی جانے والی چیزوں سے اپنے سروں کو اونٹوں کی کوہانوں کی طرح بنائیں گی۔

نووی فرماتے ہیں:

یہ حدیث نبوت کے معجزات میں سے ہے، کیونکہ جیسا آپ ﷺ نے بیان فرمایا تھا اسی طرح ہو چکا ہے چنانچہ اصحاب السیاط سے مراد تھانیدار کے ماتحت پولیس اہلکار ہیں، جبکہ کَاسِیَات کی مختلف صورتیں ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ عورت اپنی خوبصورتی دکھانے کے لیے اپنے بدن کا کچھ حصہ کھول دے۔ چنانچہ ایسی عورتیں جو اِس قدر باریک لباس پہنیں کہ اس کے نیچے والے اعضاء نظر آئیں، وہ کَاسِیَات عَارِیَاتٌ ہوں گی یعنی ظاہراً لباس میں ملبوس لیکن حقیقتاً ننگی۔ [1]

اگر نووی کے دور میں یہ کچھ تھا تو آج کل ہمارے زمانے میں یہ اس سے بھی زیادہ نمایاں ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

بیسویں علامت، امانت کا ضائع ہونا

جو چیزیں قبل از قیامت وقوع پذیر ہوں گی ان میں سے لوگوں کے درمیان امانت کا ضیاع بھی ہے اور اس چیز کی نبی ﷺ نے اس وقت خبر دی جب ان کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (جس طرح کی باتیں کر رہے تھے) اسی طرح فرماتے چلے گئے۔

---

[1] شرح مسلم: ۱۷/ ۱۹۰، فیض القدیر للمناوی: (۴/ ۲۰۸)۔

Marfat.com

یہ دیکھ کر بعض لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے اس کی بات کو ناپسندیدگی سے سنا ہے اور بعض نے کہا کہ آپ ﷺ نے سنا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنی بات مکمل کر لی اور پھر فرمایا:

قیامت کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟

اس نے کہا: میں یہیں ہوں اللہ کے رسول ﷺ!

آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ)) قَالَ۔ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قال: ((إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ)) [1]

''جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کر۔'' اس نے پوچھا: امانت کے ضیاع سے مراد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب عہدے نا اہل لوگوں کے سپرد کر دیے جائیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔''

ابن بطال اس علامت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے سربراہانِ حکومت کو اپنے بندوں پر امین بنایا ہے اور ان پر واجب کر دیا ہے کہ وہ لوگوں کی خیر خواہی کریں، لہٰذا اُنہیں چاہیے کہ وہ دیندار لوگوں کو حکومتی مناصب پر فائز کریں، اگر انہوں نے بے دین لوگوں کو مناصب پر فائز کر دیا تو انہوں نے اس امانت کو ضائع کر دیا جو اللہ نے انہیں عطا کی تھی۔ [2]

آخری زمانے میں امانت کا ضیاع یہی ہے کہ عہدے ان لوگوں کے سپرد نہ کیے جائیں جو اُن کے اہل ہیں بلکہ جان پہچان اور مال و دولت والوں کے سپرد کیے جائیں تاکہ دیگر لوگوں کی خوشنودی حاصل ہو سکے۔ اور یہ امانت لوگوں میں تسلسل کے ساتھ کم ہوتی جائے گی حتیٰ کہ ایک ایسا دور آ جائے گا کہ انتخاب کا معیار بدل جائے گا اور امانت اٹھا لی جائے گی تو لوگ آپس میں بیع و شراء کریں گے اور ان میں شاید کوئی ایک بھی ایسا نہ ہوگا کہ دیانت داری برتے چنانچہ کہا جائے گا کہ فلاں فیصلے میں کوئی دیانتدار آدمی ہے۔ اور کسی آدمی کے متعلق کہا

---

[1] بخاري، ح: (٦٤٩٦)۔ [2] فتح الباري: (١١/ ٣٤٢)۔

Marfat.com

جائے گا کہ واہ وہ کتنا عقل مند ہے اور کس قدر ذہین ہے اور وہ کتنا طاقتور ہے! حالانکہ اس انسان کے دل میں رائی برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ [1]

اکیسویں علامت، امتِ مسلمہ کی حالتِ زار

ملتِ اسلامی مسلسل تفرقہ بازی اور کمزوری کا شکار ہو رہی ہے اور اس کے ممالک، قریب اور دور والوں کی عام چراگاہ بنتے جا رہے ہیں اور انہیں یہ بات کام نہیں دے رہی کہ ان کی آبادی سوا ارب سے بھی تجاوز کر رہی ہے۔ وہ سیلاب کی جھاگ کی طرح بے وزن ہیں، ان کے بارے میں یہ حدیثِ نبوی سچ ثابت ہوئی ہے:

((يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا)) فَقَالَ قَائِلٌ۔ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: ((بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ، وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللّٰهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ)) فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: ((حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ)) [2]

”قریب ہے کہ قومیں تم پر اس طرح پل پڑیں جس طرح بھوکے کھانے کے دسترخوان پر پل پڑتے ہیں، ایک کہنے والے نے کہا: اللہ کے رسول! کیا ہماری قلتِ تعداد کی وجہ سے ایسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم اس دور میں بہت بڑی تعداد میں ہو گے لیکن سیلاب کی جھاگ کی طرح بے وزن، اور اللہ تمہارے دشمن کے دل سے تمہارا رعب وجلال نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں وہن پیدا کردے گا۔ ایک کہنے والے نے کہا: اللہ کے رسول! وَھَن کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: مال وزر سے محبت اور موت سے نفرت۔“

اس طرح یہ تمام پیشگوئیاں اس کی طرف سے ہیں جو بغیر وحی کے نہیں بولتا اور یہ

---

[1] بخاری، ح: (٧٠٨٦)۔

[2] ابوداود، ح: (٣٧٤٥)؛ احمد، ح: (٢١٣٦٣)۔

Marfat.com

آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کے دلائل میں سے ایک اور دلیل ہے۔اس طرح نبی ﷺ ان واقعات اور حوادث کی صدیوں پہلے خبر دینا اور پھران کا اسی طرح وقوع پذیر ہونا جس طرح کہ آپ ﷺ نے خبر دی تھی یہ آپ کی نبوت کی سچی دلیل اور برہانِ حق ہے۔

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ کے حسی معجزات

خرقِ عادت افعال بھی نبوت کے عظیم دلائل میں سے ہیں جو اللہ نے اپنے انبیاء کو عطا کئے اور دیگر تمام لوگ یہ افعال کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ یہ افعال اللہ کی طرف سے ان کی تکریم اور حمایت کا ذریعہ ہوتے ہیں، اور اللہ کے اس بندے کے حق میں اس کی رضامندی اور تائید وحمایت کی دلیل ہوتے ہیں جسے اللہ نبوت ورسالت سے نوازتا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ اللہ اپنی مدد اور توفیق سے ایسے آدمی کی حمایت کرے جو اُس پر جھوٹ باندھتا ہو یا اس کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرتا ہو۔

نبی یوشع بن نون کے لیے سورج کو غروب ہونے سے روک دینا

انبیاء ورسل کو دیے جانے والے معجزات میں سے ایک معجزہ اللہ کے نبی یوشع بن نون کے لئے اللہ کا سورج کو غروب ہونے سے روک دینا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ... فَأَدْنٰى لِلْقَرْيَةِ حِيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: أَنْتِ مَأْمُوْرَةٌ وَأَنَا مَأْمُوْرٌ، اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيَّ شَيْئًا، فَحُبِسَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) [1]

''انبیاء میں سے ایک نبی جہاد کے لیے نکلا......اور نمازِ عصر یا عصر کے قریب بستی کے نزدیک پہنچا تو اس نے سورج سے کہا: تُو بھی مامور (اللہ کے حکم کا پابند) ہے اور مَیں بھی مامور ہوں، اے اللہ! اسے گھڑی بھر روک دے! وہ رک گیا یہاں تک کہ اللہ نے اسے فتح عطا کردی۔''

اللہ نے نبی یوشع کی دعا کی قبولیت اور ان کی تکریم کی خاطر سورج کی رفتار کے متعلق اپنا طریقِ کار تبدیل کردیا۔

اسی طرح اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی بھی مدد کی، جب انہوں نے سمندر پر لاٹھی ماری تو اللہ نے اسے شق کردیا اور اس میں ہموار راستے بن گئے جن پر بنی اسرائیل آرام وسکون سے چلتے تھے۔

---

[1] بخاری، ح: ٣١٢٤؛ مسلم، ح: ١٧٤٧۔

Marfat.com

اسی طرح اللہ نے اپنے نبی اور آخری رسول کی مدد کی اور ان کے ہاتھ سے روشن معجزات صادر کیے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

آپ ﷺ اپنی نبوت پر دلالت کرنے والی علامات لوگوں کے پاس لاتے تھے۔ آپ کے معجزات کی تعداد ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ [1]

موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے معجزات ذکر کرنے کے بعد ابنِ قیم جوزیہ فرماتے ہیں:

ان دونوں پیغمبروں کے معجزات کے منقطع ہونے، ان پر صدیاں بیت جانے اور ان کی امتوں کے دنیا میں منتشر ہو جانے کے باوجود، ان کے معجزات کی یہ شان ہے تو محمد ﷺ کی نبوت کے متعلق کیا خیال ہے، جن کے معجزات کی تعداد ہزار سے بھی متجاوز ہے اور آپ کا دور بھی قریب ہے اور ان کے بیان کرنے والے مخلوق میں سب سے زیادہ سچے اور نیک ہیں اور یہ معجزات صدیوں سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔ [2]

اللہ نے اپنے رسول محمد ﷺ کی معجزات سے مدد کی اور مشرکین مکہ نے بہت سے معجزات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا لیکن وہ ایمان نہ لائے اور نہ حق کے سامنے سرنگوں ہوئے بلکہ وہ تکبر اور عناد کی وجہ سے مزید معجزات کا مطالبہ کرتے چلے گئے:

﴿وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنبُوعًا ﴿٩٠﴾ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ﴿٩١﴾ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ﴿٩٢﴾ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٣﴾﴾ [3]

''اور انہوں نے کہا کہ ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تو ہمارے لیے زمین سے پانی کا چشمہ نہ جاری کر دے، یا تیرا کھجوروں اور انگوروں کا

---

[1] الجواب الصحیح: ١/ ٣٩٩۔ [2] اغاثة اللهفان: ٢/ ٣٤٧۔

[3] ١٧/ بنی اسرائیل: ٩٠۔٩٣۔

Marfat.com

کوئی باغ ہو اور تُو اس کے درمیان میں نہریں نہ جاری کر دے یا جس طرح کہ تُو کہا کرتا ہے ہم پر آسمان کے ٹکڑے نہ گرا دے۔ یا تُو اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لے آئے۔ یا جب تک تیرا سونے کا گھر نہ ہو یا تُو آسمان پر نہ چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھنے کو بھی نہ مانیں گے جب تک کہ تُو کوئی کتاب نہ لے آئے جسے ہم پڑھیں۔ کہہ دیجیے! میرا پروردگار پاک ہے، مَیں تو صرف انسان رسول ہوں۔"

شقِ قمر

اللہ نے قریش پر اپنی حجت قائم کرنے کے لیے اپنے نبی ﷺ کو اِسی جنس کا معجزہ عطا کیا جس کا وہ آپ کو لاجواب کرنے کے لئے آپ سے مطالبہ کر رہے تھے اور وہ تھا چاند کا (دو حصوں میں) پھٹ جانا۔ یہ ایک عظیم واقعہ تھا جو عزیز اور حکیم ذات کی قدرت کے بغیر واقع نہیں ہو سکتا تھا۔

چنانچہ بخاری و مسلم اور دیگر محدثین نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِرْقَتَيْنِ: فِرْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ، وَفِرْقَةٌ دُوْنَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِشْهَدُوْا)) [1]

"رسول اللہ ﷺ کے دور میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر رہا اور دوسرا نیچے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گواہ بن جاؤ!"

خطابی فرماتے ہیں:

"چاند کا دو ٹکڑے ہونا ایک ایسا عظیم معجزہ ہے کہ دیگر انبیاء کے معجزات اس کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس دنیا کے تمام قدرتی مادوں سے آسمانوں کے اوپر کی بادشاہت میں وقوع پذیر ہوا۔ جہاں تک کسی طریقے سے بھی رسائی ممکن نہیں لہٰذا یہ ایک نمایاں معجزہ (نبوتِ محمدی کی)

---

[1] بخاری، ح: ٤٨٤؛ مسلم، ح: ٢٨٠٠۔

Marfat.com

دلیل بن گیا۔'' [1]

شقِ قمر کے واقعہ کی بہت سی روایات ذکر کرنے کے بعد ابنِ کثیر فرماتے ہیں:

یہ واقعہ صحابہ کی اس جماعت سے ان کی اسناد سے مروی ہے اور اس واقعہ کی شہرت اس کی اسناد سے بھی بے نیاز کر دیتی ہے اور پھر یہ واقعہ کتاب عزیز (قرآنِ مجید) میں بھی مذکور ہے...... اور چاند اپنے شق ہونے کے اثنا میں آسمان سے زائل نہیں ہوا تھا بلکہ وہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا، ایک حصہ جبلِ حرا کی مشرقی جانب جبکہ دوسرا حصہ دوسری (مغربی) جانب چلا گیا اور جبلِ حرا اُن کے درمیان رہا، دونوں ٹکڑے آسمان پر ہی رہے اور اہلِ مکہ اسے دیکھ رہے تھے اور ان میں سے بہت سے لوگ اپنی جہالت کی بنا پر یہ گمان کرنے لگے کہ یہ تو ہماری آنکھوں پر جادو کیے جانے کے باعث ہے چنانچہ انہوں نے باہر سے آنے والے مسافروں سے پوچھا تو اُنہوں نے انہیں اسی طرح کے مشاہدے کی خبر دی جو وہ کر چکے تھے۔ لہٰذا اُنہوں نے اس واقعہ کا صحیح ہونا معلوم کر کے اس پر یقین کر لیا۔ [2]

اس واقعہ کو اللہ نے یوں بیان کیا ہے:

﴿ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ ﴾ [3]

''قیامت قریب آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا اور اگر وہ (کفار) کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک ہمیشہ کا جادو ہے اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی اور ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔''

دیکھیے انہوں نے شقِ قمر کے بارے میں اپنی رویت کو نہیں جھٹلایا اور نہ انہیں اس روشن معجزے کے مقابلے میں کوئی بہانہ ملا، سوائے اس کے کہ وہ اللہ کے نبی ﷺ پر بہتان لگائیں کہ آپ نے جادو کر دیا ہے۔

اس سائنسی اور علمی دَور میں یہ عظیم معجزہ مزید نمایاں اور روشن ہو گیا ہے۔ چنانچہ امریکی فضائی ایجنسی ناسا نے انٹرنیٹ کی سکرین پر اپنی ویب سائٹ پر چاند کی تصویر نشر کی، جس میں

---

[1] دیکھیے فتح الباری: ٧/ ٢٢٤۔

[2] البدایة والنهایة: ٨/ ٥٦٤۔ [3] ٥٤/ القمر: ١۔٣۔

Marfat.com

ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک لمبی لکیر موجود ہے اور سائنسدان بڑے یقین سے یہ بات کہتے ہیں کہ یہ لکیر قدیم دور میں چاند کے پھٹنے کی وجہ سے ہے۔ (اللہ نے سچ فرمایا:)

﴿سَنُرِیۡہِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَ فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَہُمۡ اَنَّہُ الۡحَقُّ ؕ اَوَ لَمۡ یَکۡفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ ﴿۵۳﴾﴾ [1]

''عنقریب ہم انہیں اطرافِ عالم میں بھی اور خود اُن کی ذات میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یقیناً وہ (پیغمبر، قرآن) حق ہے۔ کیا آپ کو یہ کافی نہیں کہ آپ کا رب ہر چیز پر گواہ ہے۔''

درختوں کا نبی ﷺ کی اطاعت کرنا

خرقِ عادت افعال میں سے ایک وہ معجزہ بھی ہے جو اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو عطا کیا اور وہ ہے جمادات کا آپ کے حکم کی فرماں برداری کرنا، حالانکہ ان کے بارے میں تکوینی دستور اس کے برخلاف ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ کے پاس بنو عامر (قبیلہ) سے تعلق رکھنے والا ایک آدمی آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا:

((اَلَا اُرِیْكَ اٰیَةً؟))

''کیا مَیں تجھے (نبوت کا) کوئی معجزہ نہ دکھاؤں؟''

اس نے کہا: ضرور دکھائیے!

آپ نے ایک کھجور کے درخت کی طرف دیکھا تو عامری شخص نبی ﷺ سے کہنے لگا: اس درخت کو بلائیے!

آپ نے اسے بلایا تو وہ تھرکتا ہوا آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا:

واپس چلا جا! تو وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔

عامری شخص (اپنی قوم کے پاس جا کر) کہنے لگا:

آل بنو عامر! مَیں نے آج تک اس سے بڑا جادوگر آدمی نہیں دیکھا۔

---

[1] ٤١/ حم السجدة: ٥٣۔

Marfat.com

ابن حبان کی روایت میں ہے کہ عامری نے کہا:

وَاللّٰهِ لَا أُكَذِّبُكَ بِشَيْءٍ تَقُوْلُهُ اَبَدًا۔

''اللہ کی قسم! مَیں آپ کی کہی ہوئی بات کو کبھی نہ جھٹلاؤں گا۔''

پھر اس نے کہا: آلِ عامر بن صعصعہ! اللہ کی قسم! مَیں اس کی کہی ہوئی بات کبھی نہ جھٹلاؤں گا۔''[1]

کھجور کے درخت کا اپنی جگہ سے حرکت کرنا اور اس کا جانا اور آنا آپ ﷺ کی سچائی اور نبوت کی ناقابلِ تردید روشن دلیل اور لاجواب معجزہ ہے۔

اس معجزے جیسا ایک اور معجزہ امام مسلم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

ہم لوگ رسول ﷺ کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے حتیٰ کہ ہم ایک کھلی وادی میں جا پہنچے، رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے چل پڑے تو مَیں پانی کا لوٹا بھر کر آپ کے پیچھے چل پڑا، رسول اللہ ﷺ نے (اِدھر اُدھر) دیکھا لیکن پردہ کے لیے کوئی چیز نظر نہ آئی۔ وادی کے کنارے دو درخت آپ نے اچانک دیکھے، آپ ان میں سے ایک کی طرف چل پڑے اور اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو پکڑ کر فرمایا:

((اِنْقَادِيْ اِلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ))

''اللہ کے حکم سے میری فرمانبرداری کر!''

وہ آپ کے پیچھے نکیل والے اونٹ کی طرح چل پڑا حتیٰ کہ آپ دوسرے درخت کے پاس گئے اور اس کی ایک شاخ پکڑ کر فرمایا:

((اِنْقَادِيْ اِلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ))

''اللہ کے حکم سے میرا تابع فرمان بن جا!''

وہ بھی اسی طرح آپ کے پیچھے چل پڑا یہاں تک کہ آپ ان دونوں کو لے کر اُن دونوں کے درمیان برابر کی مسافت پر چلے گئے اور ان دونوں کو اکٹھا کر کے فرمایا:

---

[1] احمد، ح:۱۹۵٤؛ ابن حبان: ۲۱۱۱۔

Marfat.com

اللہ کے حکم سے میرے اوپر باہم مل جاؤ! چنانچہ وہ مل گئے۔

پھر جابر حدیث مکمل کرتے ہیں اور نبی ﷺ کے قضائے حاجت سے فارغ ہونے اوران درختوں کے اپنی حالت پر لوٹ آنے کا قصہ بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی طرف آتے دیکھا اور وہ دونوں درخت جدا ہو گئے اور اپنے تنوں پر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ (1)

امام احمد فرماتے ہیں:

اس حدیث میں نبی ﷺ کی نبوت کے کئی دلائل ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

دو درختوں کا اپنی جگہوں سے اکھڑنا، پھر جمع ہونا اور پھر جدا ہونا۔ (2)

اللہ نے مکہ کی وادیوں میں مشکلات کے دور میں اسی نوعیت کے معجزے سے اپنے حبیب ﷺ کے دل کو مضبوط کیا۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ بہت غمگین تھے۔ آپ کا چہرہ خون آلود تھا، آپ کو بعض اہلِ مکّہ نے مارا تھا۔ انہوں نے آپ کی خیریت پوچھی تو آپ نے فرمایا:

ان اہل مکہ نے میرے ساتھ یہ کچھ کیا ہے۔

جبریل نے عرض کی: اگر آپ پسند کریں تو مَیں آپ کو کوئی نشانی دکھاؤں؟

آپ نے فرمایا: ہاں، دکھاؤ۔

انہوں نے وادی کے پیچھے والے درخت کی طرف دیکھا اور کہا: اس درخت کو بلایئے! آپ نے اسے بلایا تو وہ چلتا ہوا آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

جبریل نے کہا: اب اسے واپس جانے کا حکم دیجیے! آپ نے اسے واپس جانے کا حکم دیا تو وہ واپس پلٹ کر اپنی جگہ پر چلا گیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((حَسْبِيْ)) ''مجھے (اتنا ہی) کافی ہے۔'' (3)

یہ معجزہ بھی آپ ﷺ کی نبوت کی ایک اور دلیل ہے۔

---

(1) مسلم، ح: ۳۰۱۲۔ (2) دلائل النبوة از ابو القاسم اصبهانی: ۱/ ۵٦۔
(3) ابن ماجة، ح:۴۰۲۸؛ البانی نے صحیح ابن ماجة: (۳۲۷۰) میں اسے صحیح کہا ہے۔

Marfat.com

آپ کے ہاتھوں میں کنکریوں کا تسبیح پڑھنا

انبیاء کے معجزات میں سے ایک معجزہ وہ ہے جو داؤد علیہ السلام کو دیا گیا تھا جب اللہ کی طرف رجوع کرنے والے یہ نبی جب اللہ کی تسبیح بیان کرتے تو اُن کی معیت میں پہاڑ اور پرندے بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح شروع کر دیتے:

﴿وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ ﴾ [1]

''اور ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کو بھی مسخر کر دیا، وہ ان کے ساتھ تسبیح بیان کرتے تھے، اور ہم ایسا کرنے والے تھے۔''

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ ﴾ [2]

''اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے فضل عطا کیا، پہاڑو تم بھی ان کے ساتھ تسبیح بیان کرو! اور پرندوں کو بھی (یہی حکم دیا) اور اُن کے لیے لوہا نرم کر دیا۔''

اس عظیم معجزے کی طرح اللہ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تقویت عطا کی کہ ان کے سامنے جمادات نے اللہ کی تسبیح بیان کی اور آپ کی نبوت و رسالت کی شہادت دی۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُوْكَلُ [3]

''ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے جب وہ کھایا جا رہا ہوتا تھا۔'' یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَیں ایک حلقے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا اور آپ کے ہاتھ میں کنکریاں تھیں جو آپ کے ہاتھ میں تسبیح بیان کر رہی تھیں اور ہم میں ابوبکر، عمر، عثمان اور علی بھی موجود تھے اور حلقہ میں موجود تمام لوگ ان کی تسبیح سن رہے تھے۔ پھر آپ نے وہ کنکریاں ابوبکر کے ہاتھ میں تھما دیں تو وہ ابوبکر کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنے لگیں اور ان کی تسبیح کی آواز کو حلقہ میں موجود تمام لوگوں

---

[1] ۲۱/الانبیاء: ۷۹۔ [2] ۳۴/سبا: ۱۰۔

[3] بخاری، ح: ۳۵۷۹۔

Marfat.com

نے سنا، پھر ابوبکر نے وہ کنکریاں نبی ﷺ کے ہاتھ میں دے دیں تو وہ آپ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنے لگیں پھر نبی ﷺ نے وہ کنکریاں عمر کے ہاتھ میں تھما دیں تو وہ ان کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنے لگیں اور ان کی تسبیح کی آواز کو حلقہ میں موجود سب لوگوں نے سنا، پھر آپ نے وہ کنکریاں عثمان بن عفان کے ہاتھ میں دے دیں تو وہ ان کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنے لگیں پھر آپ نے وہ ہمارے ہاتھوں میں دیں تو انہوں نے ہم میں سے کسی کے ہاتھ میں تسبیح نہ پڑھی۔ [1]

آپ کے اس معجزے اور آپ کے بھائی اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے معجزے کے درمیان ابنِ کثیر موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ چھوٹی چھوٹی پتھریلی کنکریوں سے تسبیح کا صدور، جن میں ہوا گزرنے کی جگہ بھی نہیں ہوتی، زیادہ تعجب انگیز ہے بہ نسبت پہاڑوں کی تسبیح کے کیونکہ ان میں غاریں بھی ہوتی ہیں اور خالی کونے بھی ہوتے ہیں اور عموماً اس طرح کی جگہوں میں بلند آواز (ہر طرف) ٹکراتی ہے تو گونج پیدا ہوتی ہے...... لیکن بغیر تسبیح کے کیونکہ تسبیح کی آواز سے پہاڑوں کا گونج اٹھنا داؤد علیہ السلام کا معجزہ ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان کی ہتھیلیوں میں پتھریلی کنکریاں کا تسبیح پڑھنا زیادہ تعجب انگیز ہے۔ [2]

شاعر نے یہ کہتے ہوئے سچ بیان کیا کہ ؎

لَئِنْ سَبَّحَتْ صُمُّ الْجِبَالِ مُجِيْبَةً
لِدَاوٗدَ أَوْ لَانَ الْحَدِيْدُ الْمُصَفَّحُ
فَاِنَّ الصَّخُوْرَ الصَّمَّ لَانَتْ بِكَفِّهٖ
وَإِنَّ الْحَصٰى فِيْ كَفِّهٖ لَيُسَبِّحُ

''اگر حضرت داؤد کی تسبیح کے جواب میں مضبوط پہاڑ تسبیح بیان کرتے تھے یا ٹھوس لوہا ان کے لیے نرم ہو جاتا تھا تو آپ کی ہتھیلی پر ٹھوس چٹانیں نرم ہو جاتی

---

[1] طبرانی فی الاوسط، ح: ١٢٤٤؛ البزار، ح: ٤٠٤٠۔ ہیثمی فرماتے ہیں کہ علامات نبوت کے سلسلے میں اس سے اچھی اسانید بھی ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے۔ مجمع الزوائد: ٥/ ٣٢٧۔ البانی نے کتاب 'السنۃ' کی تخریج میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ح: ١١٤٦۔

[2] البداية والنهاية: ٦/ ٢٨٦۔

Marfat.com

تھیں اور کنکریاں ان کی ہتھیلی میں تسبیح بیان کرتی تھیں۔''

جمادات کا آپ کو سلام کرنا

آپ ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ایک معجزہ آپ کے سامنے جمادات کا بولنا بھی ہے۔ جمادات اصلاً عقل اور بولنے کی صلاحیت نہیں رکھتے لیکن جب اللہ انہیں آپ کی رسالت کی تصدیق کے لئے بولنے کی طاقت دے دے تو وہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنے نبی کے دعوئے نبوت پر راضی ہے، اور ان کی اس بات کی تصدیق ہے کہ انہیں اللہ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔

آپ ﷺ کو اُن کی نبوت سے قبل اس نوع کی نشانی دکھائی گئی کہ ایک پتھر آپ کو سلام کہا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((إِنِّيْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ، إِنِّيْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ)) [1]

''مَیں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو میری بعثت سے قبل مجھے سلام کہتا تھا، مَیں اسے اب بھی پہچانتا ہوں۔''

نووی فرماتے ہیں:

اس میں رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے۔ [2]

اور آپ کی بعثت کے بعد صحابہ نے اس طرح کے معجزے کا نظارہ بھی کیا تھا۔ علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ فَخَرَجَ فِيْ بَعْضِ نَوَاحِيْهَا، فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ شَجَرٌ وَلَا جَبَلٌ اِلَّا قَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ [3]

---

[1] مسلم، ح: ۲۲۷۷۔ [2] شرح النووی علی صحیح مسلم: ۱۵/ ۳۶۔

[3] ترمذی، ح: ۳۶۲۶؛ حاکم: ۲/ ۶۷۷۔ وصححه ووافقه الذهبی؛ ابو یعلی، ح: ۵۶۶۲ وصححه الالبانی لغیر هذا الاسناد فی صحیح الترغیب، ح: ۱۲۰۹۔

Marfat.com

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھے، آپ کسی نواحی آبادی کی طرف نکلے تو جو بھی درخت یا پہاڑ سامنے آیا، اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو!''

یہ آیات اور معجزات آپ ﷺ پر سلام اور آپ کے اور آپ کے صحابہ کے سامنے تسبیح پر بس نہیں ہوئے بلکہ اللہ نے انہیں آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کی گواہی دینے کے لیے بولنے کی صلاحیت بھی بخشی۔

کیکر کے درخت کی گواہی

ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے کہ ایک اعرابی سامنے آیا جب وہ آپ کے قریب ہوا تو آپ نے اس سے پوچھا:

تُو کہاں جارہا ہے؟

اس نے جواب دیا کہ میں اپنے گھر جارہا ہوں۔

آپ نے فرمایا: کیا تُو بھلائی چاہتا ہے؟

اس نے پوچھا: وہ کیا بھلائی ہے؟

آپ نے فرمایا:

تُو ((لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)) کی گواہی دے دے!

اعرابی نے کہا: آپ کی اس دعوت (کی سچائی) پر کون شہادت دے گا؟

آپ نے درخت کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: یہ کیکر کا درخت۔

وہ درخت وادی کے کنارے پر تھا، آپ نے اسے بلایا تو وہ زمین کو چیرتا ہوا آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اس سے تین مرتبہ اس کلمے کی شہادت طلب کی تو اس نے تینوں مرتبہ آپ کے بولے ہوئے الفاظ پڑھ کر شہادت دی۔ اس کے بعد وہ واپس اپنے اُگنے کی جگہ پر لوٹ گیا۔ اور وہ اعرابی آپ سے یہ کہتا ہوا واپس اپنی قوم کی طرف چلا گیا کہ اگر وہ میرے پیچھے لگ گئے تو میں ان سب کو لے کر حاضر ہوں گا ورنہ میں واپس آ کر آپ

Marfat.com

کے ساتھ ہوں گا۔ [1]

کھجور کے تنے کا بلک بلک کر رونا

نبی ﷺ کو عطا کیے گئے خوارقِ عادات افعال میں سے عظیم تر خرقِ عادت فعل کھجور کے اس تنے کا بلک بلک کر رونا ہے جس پر آپ جمعہ کا خطبہ دیا کرتے تھے۔ یہ ایک مشہور قصہ ہے جس کا نبی ﷺ کے بہت سے صحابہ نے مشاہدہ کیا۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اس تنے کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

نبی ﷺ ایک درخت یا کھجور کے تنے پر جمعۃ المبارک کے دن خطبہ دیتے تھے، ایک انصاری عورت نے عرض کیا:

اللہ کے رسول! ہم آپ کے لیے منبر نہ بنادیں؟

آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو بنادو۔

چنانچہ لوگوں نے منبر بنوادیا۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ اس منبر کی طرف تشریف لے گئے۔ تو کھجور کا وہ تنا اس طرح بلکنے لگا جس طرح کوئی بچہ بلکتا ہے۔ پھر نبی ﷺ منبر پر سے اترے اور اسے اپنے سینے سے لگایا اور اسے رونے والے بچے کو دلاسہ دینے کی طرح دلاسہ دینے لگے۔ جابر فرماتے ہیں:

وہ اس بنا پر رودیا کہ وہ اپنے پاس اللہ کا ذکر سنتا تھا۔ [2] (اب اس سے محروم ہو گیا تھا۔)

ابن حجر فرماتے ہیں:

کھجور کے تنے کا رونا اور چاند کا پھٹنا مستفیض اسناد سے نقل کیا گیا ہے اور ائمہ حدیث میں سے جو کوئی اس کی اسناد کے طرق سے آگاہ ہے اسے یقینی علم کا فائدہ دیتا ہے۔ [3]

بیہقی فرماتے ہیں:

تنے کے رونے کا قصہ ان ظاہری امور میں سے ہے جسے بعد والوں نے اپنے سے

---

[1] دارمی، ح:١٦۔ ابن حبان نے (ح:٥١٩) اور البانی نے مشکوۃ المصابیح (ح: ٥٨٦٨) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

[2] بخاری، ح: ٣٥٨٤۔ [3] فتح الباری: ٦/ ٦٨٥۔

Marfat.com

پہلے والوں سے اخذ کیا ہے اور خصوصی طور پر اس سے متعلقہ روایات کو بیان کرنا محض تکلف ہے۔ [1] یعنی اس قصے کی شہرت اور اس کے خاص و عام کو معلوم ہونے کی وجہ سے۔

شافعی فرماتے ہیں:

اللہ نے کسی نبی کو اتنے معجزات نہیں دیے جتنے حضرت محمد کو دیے ہیں۔

عمرو بن سواد نے ان سے کہا: عیسیٰ کو فوت شدہ کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا گیا تھا!

آپ نے فرمایا: حضرت محمد کو تنے کے رونے کی سنائی دینے والی آواز کا معجزہ دیا گیا تو یہ معجزہ اس سے بڑا ہے۔ [2]

ابن کثیر فرماتے ہیں:

انہوں نے یہ بات (کہ یہ اس سے بڑا ہے) اس لیے کہی کہ کھجور کے تنے میں زندگی نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود جب آپ اسے چھوڑ کر منبر کی طرف گئے تو اسے شعور اور وجد حاصل ہو گیا اور وہ رویا اور حاملہ اونٹنی کی طرح بلبلایا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف اتر کر آئے اور اسے سینے سے لگا لیا...... [3]

❀❀.....❀.....❀❀

[1] فتح الباری: ٦/ ٦٩٨۔ [2] فتح الباری: ٦/ ٦٩٨۔
[3] دیکھیے البدایة والنهاية: ٦/ ٢٧٦۔

Marfat.com

نبی ﷺ کی برکت سے ماکولات ومشروبات اور وضو کے پانی میں اضافہ

عاداتِ انسانی کے برعکس خرقِ عادت معجزات انبیاء کی نبوت کی شہادت دیتے ہیں، اللہ ان کے ہاتھوں میں ایسی برکت رکھ دیتا ہے جس سے لوگ نفع اٹھاتے ہیں، اللہ نے مسیح (علیہ السلام) کا یہ قول بیان کیا ہے:

﴿ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۙ﴿۳۰﴾ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۪﴿۳۱﴾ ﴾[1]

''اس نے کہا: مَیں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے، اور مَیں جہاں رہوں اس نے مجھے بابرکت کیا ہے اور جب تک مَیں زندہ رہوں اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔''

ہمارے نبی ﷺ بھی مبارک نبی تھے اور ان کے ہاتھوں پر اللہ نے جو برکت رکھی تھی وہ آپ کی نبوت ورسالت کی ناقابل تردید برہان اور روشن دلیل ہے۔ اور اس سلسلے میں بہت سی احادیث اور روایات منقول ہیں اور جو ایسی برکات کے بارے میں ہیں جو اللہ نے اپنے نبی ﷺ کے ہاتھ پر رکھی تھیں اور ان کی برکت سے (اشیاء کی) قلیل مقدار زیادہ مقدار میں تبدیل ہو جاتی تھی۔ اور وہ ہم تک ایسی احادیث صحیح اسناد سے پہنچی ہیں جو حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔

نووی فرماتے ہیں:

اس طرح کی اخبارِ آحاد اتنی کثرت سے ہیں کہ ان کی مجموعی تعداد حد تواتر سے بھی متجاوز ہے اور وہ اخبارِ آحاد جس چیز کے بیان کرنے میں مشترک ہیں اس سے قطعی علم حاصل ہو گیا اور وہ ہے آپ ﷺ کو عطا کئے جانے والے خرق عادت اُمور جیسے کھانے کی تھوڑی مقدار کا زیادہ مقدار میں تبدیل ہو جانا، پانی کا پھوٹنا اور زیادہ ہو جانا، کھانے کا تسبیح پڑھنا اور

---

[1] ۱۹/ مریم: ۳۰۔۳۱۔

Marfat.com

کھجور کے تنے کا بلک بلک کر رونا وغیرہ...... [1]

کھجوروں کا زیادہ ہو جانا

اس طرح کی بہت سی احادیث جو اپنے معنی و مفہوم کے اعتبار سے متواتر ہیں، ان میں سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت بھی ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

میرے والد فوت ہو گئے اور ان پر قرض تھا، مَیں نے ان کے قرض خواہوں کو پیش کش کی کہ وہ قرضے کے بدلے کھجوریں لے لیں وہ جتنی بھی ہوں، لیکن وہ نہ مانے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ کھجوروں کی مقدار اتنی نہیں کہ ان کا قرض پورا ہو سکے۔

جابر فرماتے ہیں:

مَیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو یہ بات سنائی، تو آپ نے فرمایا:

جب آپ ان کھجوروں کو اُتار کر کھجوریں خشک کرنے کی جگہ پر رکھ دیں تو مجھے اطلاع کر دینا۔ جابر فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ابو بکر اور عمر بھی تھے، آپ ڈھیر کے پاس بیٹھ گئے اور برکت کی دعا کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اپنے قرض خواہوں کو بلائیں اور انہیں پورا پورا دیتے جائیں۔

جابر فرماتے ہیں:

مَیں نے کوئی ایسا شخص نہ چھوڑا جس کا میرے باپ پر قرض ہو اور مَیں نے اسے پورا پورا نہ دیا ہو۔ پھر بھی تیرہ وسق (تقریباً ۵۰ من) کھجوریں بچ گئیں...... وہ فرماتے ہیں:

مَیں مغرب کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور آپ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ہنس دیے اور فرمایا:

ابو بکر اور عمر کے پاس جاؤ اور انہیں (اس بات کی) خبر دو۔

(اس پر) انہوں نے فرمایا: ہمیں یقین تھا کہ جب آپ نے ایسا کیا ہے تو ایسا ہو کر رہے گا۔ [2]

---

[1] شرح نووی علی صحیح مسلم: ۱۳/ ۲۱۵۔

[2] بخاری، ح: ۲۷۰۹؛ مسلم، ح: ۲۰۳۹۔

Marfat.com

ابوبکر اور عمر کو امید تھی کہ یہ کھجور، تھوڑی ہونے کے باوجود، قرض ادا کر دے گی کیونکہ انہیں نبی ﷺ کی برکت پر یقین تھا۔

ابن حجر فرماتے ہیں:

اس میں نبوت کی واضح علامت موجود ہے کیونکہ قلیل مقدار اتنی کثیر ہو گئی کہ سارا قرض ادا ہو گیا اور کھجوریں پھر بھی بچ گئیں۔ [1]

صاع بھر آٹے اور چند کلو گوشت کا ہزار آدمیوں کے لئے کافی ہو جانا

اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز برکت جابر نے غزوہ خندق کے موقع پر دیکھی، انہوں نے نبی ﷺ کو شدید بھوک کی حالت میں دیکھا۔ فرماتے ہیں:

مَیں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہا:

کیا آپ کے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو شدید بھوک کی حالت میں دیکھا ہے۔

جابر فرماتے ہیں کہ اس نے چمڑے کی بوری سے ایک صاع (اڑھائی کلو) جو نکال کر میرے سامنے رکھ دیے اور ہمارے گھر بکری کا ایک پٹھورا تھا، جسے مَیں نے ذبح کر دیا......

پھر مَیں رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹنے لگا تو بیگم نے کہا:

مجھے اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے رفقاء کے سامنے شرمسار نہ کرنا۔

وہ اس وجہ سے ڈر گئی کہ اگر آپ سب کو بلا لیں گے اور کھانا پورا نہ ہو سکے گا تو وہ عورتوں کے ہاں رسوا ہو جائے گی کہ وہ آپ کو اور دیگر لوگوں کو کھانا نہ کھلا سکی۔

جابر فرماتے ہیں:

مَیں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے کان میں یہ بات کہی کہ اللہ کے رسول! ہم نے ایک پٹھورا ذبح کیا ہے اور ہمارے پاس ایک صاع جَو تھے جنہیں مَیں نے پیس لیا ہے۔ لہٰذا آپ اپنے چند رفقاء سمیت تشریف لے آئیں۔

---

[1] فتح الباری: ٦/ ٦٨٨۔

Marfat.com

جابر فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے صدا لگادی کہ اہلِ خندق! جابر نے تمہارے لیے کھانا پکایا ہے لہٰذا آؤ اُن کے ہاں چلیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جابر سے فرمایا:

جب تک مَیں نہ آؤں اس وقت تک ہنڈیا چولہے سے نہ اتارنا اور نہ روٹیاں پکانا شروع کرنا۔

جابر فرماتے ہیں:

مَیں جلدی سے گھر پہنچا اور رسول اللہ ﷺ بھی سب لوگوں کے آگے آگے چلتے ہوئے گھر تشریف لے آئے۔ مَیں اپنی بیوی کے ہاں پہنچا تو اس نے مجھے سخت سست کہنا شروع کر دیا۔ اس نے جابر کو اِس بنا پر ملامت کی کہ تھوڑے سے کھانے کے لئے اتنی بڑی تعداد کو انہوں نے بلا لیا تھا۔ اس کے خیال میں جابر نے اس کی بات اللہ کے رسول تک نہیں پہنچائی جبکہ جابر کا کہنا تھا کہ تُو نے مجھے جو کچھ کہا تھا وہ مَیں نے کر دیا تھا۔

جابر فرماتے ہیں:

مَیں نے آٹا آپ کے سامنے رکھا تو آپ نے اس میں لعاب ڈالا اور برکت کی دعا کی، پھر آپ ہماری ہنڈیا کی طرف آئے اور اس میں بھی اپنا لعاب ڈالا اور برکت کی دعا کی، پھر میری بیوی سے فرمایا:

اب کسی روٹیاں پکانے والی کو بلاؤ جو تمہارے ساتھ روٹیاں پکائے اور اپنی ہنڈیا کے نیچے آگ دہکاؤ اور اسے چولہے سے نہ اتارنا۔

جابر فرماتے ہیں:

وہ لوگ ہزار کی تعداد میں تھے۔ مَیں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ انہوں نے (جی بھر کر) کھانا کھایا اور باقی بھی بچا ہوا تھا...... اور ہماری ہنڈیا برابر اسی طرح جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا جس سے روٹیاں پکائی جا رہی تھیں اسی طرح (بغیر کسی کمی کے) پڑا ہوا تھا۔ [1]

نبی ﷺ نے ہزار آدمیوں کو وہ کھانا کھلا دیا جو چند آدمیوں کے لیے بھی کافی نہ تھا۔

---

[1] بخاری، ح: ٤١٠٢؛ مسلم، ح: ٢٠٢٩۔ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

Marfat.com

نووی فرماتے ہیں:

جابر کے کھانے سے متعلق حدیث میں فوائد کی کئی اقسام ہیں اور قواعد سے متعلق کئی جملے ہیں۔ ان میں سے ایک تو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے نشانات میں سے ایک روشن نشان اور واضح دلیل ہے، اور یہ حدیث علاماتِ نبوت کے دو نشانات پر مشتمل ہے ایک تو کم مقدار کھانے کا زیادہ ہونا اور دوسرا اس بات کا آپ ﷺ کو علم ہو جانا کہ یہ تھوڑا سا کھانا، جو عام طور پر تقریباً پانچ آدمیوں کے لئے کافی ہوسکتا ہے، ہزار سے زیادہ آدمیوں کے لئے کافی ہو جائے گا۔ آپ نے جابر کے گھر پہنچنے سے پہلے ہی ایک ہزار صحابہ کو بلا لیا حالانکہ آپ کو معلوم بھی تھا کہ جابر کا کھانا ایک صاع جو اور ایک پٹھورا ہے۔ [1]

اڑھائی کلو آٹے اور بکری کی کلیجی کا ایک سو تیس آدمیوں کے لئے کافی ہو جانا

اور اس سے زیادہ تعجب انگیز اور برکت کے اعتبار سے عظیم تر واقعہ وہ ہے جو عبدالرحمن بن ابوبکر نے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ ہم ایک سوتیس آدمی نبی ﷺ کے ہمراہ تھے۔ نبی ﷺ نے ہم سے پوچھا:

کیا تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے؟

ایک آدمی کے پاس تقریباً ایک صاع آٹا تھا جسے گوندھ لیا گیا۔ پھر ایک لمبا تڑنگا اور بکھرے ہوئے بالوں والا مشرک آدمی بکریاں ہانکتا ہوا آیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

ایک بکری بطور عطیہ دے گا یا قیمتاً؟

اس نے جواب دیا: (بطور عطیہ) نہیں بلکہ قیمتاً۔

آپ نے اسے قیمت ادا کر کے ایک بکری خرید لی اور اس کا گوشت بنایا گیا۔ نبی ﷺ نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا۔ اور اللہ کی قسم! ان ایک سوتیس افراد میں سے کوئی فرد ایسا نہ تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے کلیجی کا گوشت نہ دیا ہو، جو کوئی موجود تھا اسے عطا کیا اور جو موجود نہیں تھا اس کا حصہ رکھ لیا۔ آپ نے بڑے سے دو برتن اس سے بھر دیئے۔ سب

---

[1] شرح النووی: ۱۳/ ۲۱۷۔

Marfat.com

لوگوں نے کھایا اور خوب سیر ہوئے، پھر بھی دو برتنوں میں بھرا گوشت بچا رہا جسے ہم اونٹ پر رکھ کر لے آئے۔ [1]

نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے دو واضح معجزات بیان ہوئے ہیں، ایک تو کلیجی کی مقدار کا اس قدر بڑھ جانا کہ وہ اتنی بڑی تعداد کو کافی ہوگئی، دوسرا یہ کہ ایک صاع جَو اور بکری کے گوشت کا اتنا زیادہ ہو جانا کہ اس نے سب لوگوں کو سیر کر دیا، اور جب کسی کو کھانے کی مزید طلب نہ رہی تو بچا ہوا کھانا اٹھا کر لے گئے۔ [2]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں برکت کا عجیب واقعہ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی برکت کا ادراک کر لیا تھا۔ ان میں اس برکت کا کچھ حصہ سمیٹ لینے کی چاہت پیدا ہوئی، چنانچہ وہ نبی ﷺ کے پاس کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے لیے اللہ سے برکت کی دعا کیجیے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ نے وہ کھجوریں اپنے سامنے بچھا دیں، پھر دعا کی۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا:

اسے اپنے تھیلے میں ڈال لو اور اس میں ہاتھ ڈال کر کھجوریں نکالتے رہنا اور انہیں باہر نہ نکالنا۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں:

مَیں نے اس میں سے اتنے اتنے وسق [3] اللہ کی راہ میں صدقہ بھی دیا اور ہم کھاتے کھلاتے رہے اور وہ تھیلا ازار بند باندھنے کی جگہ پر ہی بندھا رہتا تھا۔

جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو وہ تھیلا میری کمر سے ٹوٹ کر کہیں گر پڑا۔ [4]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تقریباً پچیس سال اس تھیلے سے کھاتے رہے اور یہ سب کچھ نبی ﷺ

---

[1] بخاری، ح:۳۶۱۸؛ مسلم، ح:۲۰۵۶۔

[2] شرح نووی علی صحیح مسلم: ۱۴/ ۱۷۔

[3] ایک وسق میں ساٹھ صاع (حجازی) ہوتے ہیں۔ (ایک صاع میں سوا دو سیر ہوتے ہیں۔) اس طرح ایک وسق تقریباً تین من پندرہ سیر (تقریباً ۱۲۵-۱۹۷ کلوگرام) کا بنتا ہے۔ یہ تقریباً اتنا وزن ہے جو ایک اونٹ اٹھاتا ہے۔ اسی لئے بعض اہلِ علم نے وسق کو حمل بعیر (بارِ شتر) کہا ہے۔ (مترجم)

[4] احمد، ح: ۸۴۱۴؛ ترمذی، ح: ۳۸۳۹، البانی نے صحیح ترمذی (ح:۳۰۱۵) میں اسے حسن قرار دیا ہے۔

Marfat.com

کی برکت سے تھا تا کہ یہ بھی نبی ﷺ کی نبوت کی ایک اور دلیل بن جائے۔ اس مقصد یا دیگر مقاصد کے لیے قاضی عیاض نے نبی ﷺ کی برکات مثلاً کھانے کے زیادہ ہونے اور برکتِ دعا پر مشتمل احادیث بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اس فصل کی حدیث کے معنی پر دس سے زیادہ صحابہ جمع ہوئے ہیں اور ان سے دگنی تعداد میں تابعین نے ان سے یہ روایات بیان کی ہیں اور پھر ان کے بعد بے شمار لوگوں نے، اور اُن میں سے اکثر احادیث مشہور واقعات اور بڑی مجالس میں بیان ہوئی ہیں اور حق کے ساتھ ہی ان کے متعلق گفتگو کی جاسکتی ہے، اور اگر اُن میں کوئی چیز ناپسند ہوتی تو وہاں موجود اشخاص اس پر خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔ [1]

اس طرح دیکھا جا سکتا ہے کہ احادیث اتنے طُرق سے منقول ہیں کہ ان پر تواتر کا گمان ہوتا ہے۔ ان احادیث کے بیان کے مواقع میں بہت سے صحابہ اور ان کے علاوہ لوگ موجود ہوتے تھے، ان میں سے کسی نے بھی ان کے راویوں سے اختلاف نہیں کیا اور وہ (محدثین) ان روایات کو ان کی شہرت اور سچائی کی بنا پر روایت کرتے تھے۔

معمولی اناج سے چودہ سو آدمی سیر ہو گئے

سلمۃ بن اکوع رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلتے ہیں تو کٹھن صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے اپنے بعض اونٹوں کو ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ سلمہ فرماتے ہیں:

ہمیں اللہ کے نبی ﷺ نے حکم دیا تو ہم نے اپنا زادِ راہ جمع کیا اور چمڑے کا ایک بچھونا بچھایا اور تمام لوگوں کا زادِ راہ اس پر ڈال دیا۔

سلمہ فرماتے ہیں:

مَیں اوپر اٹھ کر دیکھنے لگا تا کہ اندازہ کروں کہ یہ کتنا ہو گیا ہو گا۔ چنانچہ مَیں نے اندازہ کیا تو اتنی جگہ کے برابر نکلا جتنی جگہ پر بکری بیٹھتی ہے اور ہم لوگ چودہ سو کی تعداد میں تھے۔ فرماتے ہیں:

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی: ۱/ ۲۸۹۔

Marfat.com

ہم نے اسے کھایا یہاں تک کہ ہم تمام لوگ سیر ہو گئے، پھر ہم نے اس سے اپنے تھیلے بھر لیے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے پوچھا: کیا وضو کے لیے پانی ہے؟

وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی اپنا برتن لایا جس میں پانی کی چند بوندیں تھیں، آپ نے اسے ایک ٹب میں الٹا دیا تو ہم سب نے اس سے وضو کر لیا۔ [1]

نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے دو ظاہری معجزات بیان ہوئے ہیں:

کھانے کا بڑھ جانا اور پانی کا زیادہ ہو جانا، اور یہ ظاہری اضافہ ہے۔

نووی فرماتے ہیں:

اس میں معجزہ یہ ہے کہ جب بھی ان میں سے کوئی لقمہ کھایا جاتا یا کوئی گھونٹ پیا جاتا اللہ تعالیٰ اس کے بعد اتنا مزید پیدا کر دیتا۔ [2]

مجاہدین کے لئے کھانے میں برکت

آپ ﷺ کی برکات کی روایات، جو اپنے معنی کے اعتبار سے بہت زیادہ اور متواتر ہیں، میں سے ایک وہ روایت بھی ہے جو ابو ہریرہ نے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور لوگوں کا زادِ راہ ختم ہو گیا حتیٰ کہ انہوں نے کچھ اونٹنیاں ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ تو عمر نے عرض کیا:

اللہ کے رسول! ہم چاہتے ہیں کہ آپ لوگوں کا باقی ماندہ زادِ راہ جمع کرنے کا حکم فرمائیں اور اس پر اللہ سے برکت کی دعا کریں۔

ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ایسا کرنے کا حکم دیا گیا...... آپ نے اس پر برکت کی دعا کی، لوگوں نے اپنے اپنے تھیلے بھر لئے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهَا عَبْدٌ

---

[1] مسلم، ح: ۱۷۲۹۔

[2] شرح النووی: ۱۲/ ۳۴۔ ۳۵۔

Marfat.com

غَيْرَ شَاكٍ فِيهِمَا إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) 1

''مَیں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مَیں اللہ کا رسول ہوں، جو کوئی آدمی ان دونوں (گواہیوں) میں شک کیے بغیر اللہ سے ملا تو وہ جنت میں (ضرور) داخل ہوگا۔''

ان کے بچے کھچے زادِراہ میں اللہ نے برکت دی اور ان کا تھوڑا سا کھانا نبی ﷺ کی برکت سے زیادہ ہوگیا۔

نووی فرماتے ہیں:

اس حدیث میں نبوت کی واضح علامتوں میں سے ایک علامت پائی جاتی ہے اور اس جیسی روایات اس قدر زیادہ ہیں کہ یہ سب تواتر کی شرائط سے (بھی) تجاوز کر جاتی ہیں جن سے علمِ یقینی حاصل ہوتا ہے اور علماء نے انہیں جمع کیا ہے اور اس سلسلے میں کتابیں تالیف کیں جو مشہور ہیں۔ 2

معمولی سا کھانا ستّر اسّی صحابہ کو کافی ہوگیا

آپ ﷺ کے دلائل نبوت میں سے ایک اور دلیل وہ ہے جسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے کہ ایک دن ابوطلحہ اپنی بیوی اُم سُلَیم کے پاس آئے اور اس سے کہا:

مَیں نے نبی کی آواز سنی ہے جو کمزور ہے، میرے علم کے مطابق یہ بھوک کی وجہ سے ہے۔ کیا آپ کے پاس کچھ ہے؟

اس نے کہا: ہاں!

انس فرماتے ہیں:

انہوں نے (یعنی ان کی والدہ اُم سلیم نے) جَو کی روٹیاں نکالیں اور پھر اپنا دوپٹہ نکال کر اس کے کچھ حصے میں لپیٹ دیں اور انہیں میرے ہاتھ میں تھما دیا اور باقی دوپٹے کو میرے اوپر لپیٹ دیا اور پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیج دیا، چنانچہ مَیں یہ (کھانا) لے کر چلا

---

1 مسلم، ح: ٢٧۔

2 شرح النووی علی صحیح مسلم: ١/ ٢٢٤۔

Marfat.com

گیا تو مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا، آپ کے ساتھ دیگر لوگ بھی تھے۔ مَیں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا:

کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟

مَیں نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: کھانا دے کر؟

مَیں نے جواب دیا: ہاں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے رفقاء سے فرمایا: اٹھو!

انس فرماتے ہیں:

آپ چل پڑے اور مَیں ان کے آگے چلتا ہوا ابوطلحہ کے پاس پہنچ گیا اور انہیں اس بات کی خبر دی۔ انہوں نے ام سلیم سے کہا:

رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ہمراہ تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس ان (سب لوگوں) کو کھلانے کے لیے کچھ نہیں ہے؟

انہوں نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

چنانچہ ابوطلحہ گھر سے نکل کر رسول اللہ ﷺ سے ملے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ابوطلحہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

امّ سُلَیمْ تمہارے پاس جو کچھ ہے لے آؤ!

امّ سُلَیم وہ روٹیاں لے آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا اور پھر اُم سلیم نے ان ٹکڑوں پر گھی انڈیل کر سالن بنا دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر اللہ سے برکت کی دعا کی، اور پھر آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

دس آدمیوں کو بلاؤ! چنانچہ وہ آئے اور انہوں نے سیر ہو کر کھایا اور باہر چلے گئے......

اس طرح (دس دس) لوگوں نے سیر ہو کر کھایا۔ وہ ستّر یا اسّی افراد تھے۔ [1]

نووی فرماتے ہیں:

---

[1] بخاری، ح: ۳۵۷۸؛ مسلم، ح: ۲۰۴۰۔

Marfat.com

آپ کے فرمان ((أَرْسَلَكَ أَبُوْطَلْحَةَ)) اور ((أَبِطَعَامٍ)) میں نبوت کے دو دلائل ہیں۔ آپ ﷺ نے اس چیز کی خبر دی جو آپ سے اوجھل تھی اور آپ ﷺ کا (حصولِ برکت کا علم ہونے کی وجہ سے) ان سب کو لے کر آنا تیسری دلیل ہے اور کھانے کا بڑھ جانا چوتھی دلیل ہے۔ ❶

اس واقعے اور اس طرح کے دیگر واقعات میں صحابہ کا ایک گروہ موجود ہوتا تھا، اور اس طرح کی احادیث میں حاضرین کی کثرت اور لوگوں میں ان کی شہرت کی بنا پر جھوٹ ممکن نہیں۔

نووی فرماتے ہیں کہ جب کوئی صحابی اس طرح کا عجیب معاملہ بیان کرے اور اس میں دیگر صحابہ کی شرکت کا تذکرہ بھی کرے اور وہ اس کی روایت اور دعویٰ سن رہے ہوں یا انہیں اس کی خبر ملے اور وہ اس کی تردید نہ کرتے ہوں تو یہ اس بات کی تصدیق اور اس کے صحیح ہونے کی قطعی دلیل ہوگی۔ ❷

چند گھونٹ پانی سارے لشکر کے لئے کافی ہو گیا

ایک دفعہ نبی ﷺ ایک سفر میں تھے، لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی، آپ (سواری سے) نیچے اترے اور اپنے دو صحابہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ جاؤ پانی تلاش کرو، وہ دونوں چل پڑے، انہیں راستے میں ایک اونٹ سوار عورت ملی جو پانی کے دو مشکیزوں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی ❸......لوگوں نے اسے اونٹ سے اتارا اور نبی ﷺ نے پانی کا برتن منگوایا اور اس کے اونٹ کو بٹھا کر اس پر لدے ہوئے دونوں مشکیزوں پر ہاتھ پھیرا اور ان کے منہ کھول کر ان سے تھوڑا تھوڑا پانی اپنے برتن میں انڈیل دیا اور اس میں کلی ڈال دی اور ان

---

❶ شرح النووی علی صحیح مسلم: ۱۳/ ۲۱۹۔

❷ شرح النووی علی صحیح مسلم: ۱۲/ ۳۵۔

❸ انہوں نے اس سے پوچھا کہ تیرے پاس پانی ہے؟ اس نے جواب دیا: مَیں تمہیں پانی نہیں دے سکتی، مَیں تو دن رات کی مسافت سے پانی لا رہی ہوں۔ انہوں نے اس سے کہا: ہمارے ساتھ چل! اس نے پوچھا: کہاں؟ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ کی طرف۔ وہ کہنے لگی: اس صابی کی طرف! انہوں نے کہا: ہاں۔ اسی کی طرف جسے تو ایسا کہہ رہی ہے۔ وہ ان کے ساتھ چل پڑی اور اللہ کے رسول کے پاس پہنچ گئی اور اس نے آپ کے پوچھنے پر وہی کچھ بتایا جو وہ دونوں صحابہ کو بتا چکی تھی اور مزید یہ بھی کہا کہ مَیں یتیم بچوں کی ماں ہوں۔ (مترجم)

Marfat.com

مشکیزوں کے منہ اچھی طرح باندھ دیے، پھر آپ نے لوگوں میں اعلان کروادیا کہ آؤ پانی پیو اور پلاؤ! تو جس نے چاہا اس نے پیا اور جنہوں نے مانگا انہیں پلایا، دو مشکیزوں والی عورت پاس کھڑی اپنے پانی کا استعمال دیکھتی رہی۔ (صحابہ فرماتے ہیں:) اللہ کی قسم! ہمیں یوں معلوم ہوتا تھا کہ پانی کا برتن جس میں ہم نے پانی پینا شروع کیا وہ پہلے سے بھی زیادہ بھرا ہوا ہے۔ نبی ﷺ نے اس خاتون کی طیب خاطر کی غرض سے حکم دیا کہ اس عورت کے لیے کھجوریں، جَو اور آٹا اکٹھا کرو! چنانچہ انہوں نے یہ سب کچھ جمع کیا اور ایک کپڑے میں باندھ کر اس عورت کے اونٹ پر رکھ دیا اور اسے اونٹ پر بٹھا کر روانہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا:

ہم نے تیرا پانی کم نہیں کیا، بلکہ ہمیں تو اللہ نے پانی پلایا ہے۔ وہ عورت دیر سے اپنے قبیلے میں پہنچی اور انہوں نے اس سے تاخیر کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا:

ایک عجیب بات کی وجہ سے مجھے دیر ہوگئی، میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے اس آدمی کے پاس لے گئے جسے صابی کہا جاتا ہے اور اس نے ایسا کچھ کیا۔ اللہ کی قسم! وہ زمین و آسمان کے درمیان سب سے بڑا جادوگر ہے اَوْ اِنَّہٗ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ حَقًّا: یا وہ واقعی اللہ کا سچا رسول ہے۔ پھر اس نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو قوم کے سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ [1]

اس عورت نے نبی ﷺ اور آپ کی نبوت کی صداقت پر اپنے چشم دید واقعہ کو دلیل بنایا کہ اللہ کے نبی ﷺ کی برکت سے کتنی روشن دلیل اور کتنا عظیم معجزہ ظاہر ہوا۔ وہ تعجب کیوں نہ کرتی جبکہ اس کے تھوڑے سے پانی کو پورے لشکر نے پیا تو وہ انہیں کافی ہو گیا حالانکہ ان کی کثیر تعداد تھی اور پھر اس کا پانی ذرا بھی کم نہ ہوا تھا۔

ابن حجر فرماتے ہیں:

یہ حدیث دلائلِ نبوت کی عظیم علامت پر مشتمل ہے...... اور اس سے آشکار ہوا کہ انہوں نے جو پانی لیا تھا وہ سارے کا سارا وہی تھا جسے اللہ نے پیدا کیا اور اسے بڑھا دیا اور

---

[1] بخاری، ح: ٣٤٤؛ مسلم، ح: ٦٨٢۔

Marfat.com

درحقیقت اس عورت کے پانی میں سے کچھ بھی اس میں شامل نہ تھا اگرچہ بظاہر وہ اس میں ملا ہو اتھا اور یہ چیز اس معجزے میں بے مثال اور عجیب وغریب ہے......اور اس بات کا بھی احتمال ہے اس سے یہ مراد ہو کہ ہم نے تیرے پانی کی مقدار کم نہیں کی۔ [1]

پانی کا ایک پیالہ تین سو صحابہ کے لئے کافی ہو گیا

نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ ایک اور سفر پر نکلے، آپ نے فرمایا:

اگر کل تک تم نے پانی نہ پایا تو تمہیں پیاس کا سامنا کرنا پڑے گا......پھر آپ اور آپ کے صحابہ نے تھوڑا سا سفر طے کیا، پھر آپ (سواری سے) اترے اور فرمایا:

کیا تمہارے پاس پانی ہے؟

ابوقتادہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے جواب دیا: ہاں! میرے پاس وضو والا برتن ہے، اس میں کچھ پانی ہے۔

آپ نے فرمایا: لاؤ! جب مَیں اسے لے کر آیا تو آپ نے فرمایا:

لوگو! اس سے ضرورت پوری کرو، اس سے ضرورت پوری کرو، چنانچہ لوگوں نے اس سے وضو کیا، اور ایک گھونٹ پانی بچ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ابوقتادہ! اسے سنبھال کر رکھنا، کیونکہ اس سے بڑی خبر (رونما) ہو گی۔ ابوقتادہ کہتے ہیں کہ جب دوپہر شدید ہوئی رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم تو پیاس سے ہلاک ہو گئے، ہماری گردنیں ٹوٹ چکی ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم پر کوئی ہلاکت نہیں۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ ابوقتادہ وضو والا برتن لاؤ!

ابوقتادہ وہ لے آئے تو آپ نے فرمایا: میرا پیالہ نکالو! وہ نکال لائے تو آپ نے وضو کے برتن سے اپنے پیالہ میں پانی انڈیل کر ابوقتادہ کو اُن کا برتن واپس کر دیا اور ابوقتادہ نے لوگوں کو پانی پلانا شروع کر دیا۔ اب لوگوں نے ازدحام (رش) کر دیا، آپ نے فرمایا: لوگو! اچھے طریقے سے جمع رہو! تم سب سیر ہو کر ہی لوٹو گے، میرے (ابوقتادہ) اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ باقی سارے لوگوں نے پانی پی لیا۔ آپ نے پانی انڈیلتے ہوئے مجھے فرمایا: اب تم پیو!

---

[1] فتح الباری: ۱/ ۵۴۰۔

Marfat.com

مَیں نے عرض کیا: نہیں! اللہ کے رسول! (پہلے) آپ پئیں، پھر مَیں پیوں گا۔ آپ نے فرمایا:

((اِنَّ سَاقِیَ الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا)) 1

''قوم کا ساقی سب سے آخر میں پیا کرتا ہے۔''

چنانچہ ابوقتادہ نے پانی پیا اور پھر آپ نے پانی نوش کیا۔ وضو کے برتن میں پانی اتنا ہی موجود تھا جتنا ابتدا میں تھا۔ اس دن لوگوں کی تعداد ۳۰۰ تھی۔

نووی فرماتے ہیں:

ابوقتادہ کی اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے واضح معجزات ہیں؛ اول: اس بات کی خبر دینا کہ وضو کے برتن سے غیر معمولی معاملہ دیکھنے میں آئے گا اور ایسا ہی ہوا، دوم: تھوڑے سے پانی کا زیادہ ہونا، سوم: آپ ﷺ کا یہ فرمانا: ((كُلُّكُمْ سَيَرْوِیْ)) ''تم سب سیر ہو جاؤ گے۔'' اور ایسا ہی ہوا۔ 2

دودھ کا ایک پیالہ ستّر صحابہ کے لیے کافی ہو گیا

نبی ﷺ کی برکت سے حصہ وصول کرنے میں مہمانانِ اسلام اصحاب صفہ بھی شامل ہیں۔ نبی ﷺ نے ایک دفعہ 3 ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اصحابِ صفہ کو بلا لائیں، وہ سب آ گئے۔ پھر نبی ﷺ نے ان سے فرمایا:

ابوہر! وہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے عرض کیا: حاضر ہوں اللہ کے رسول!

آپ نے فرمایا: (پیالہ) پکڑو اور ان (اصحابِ صفہ) کو دے دو۔

وہ فرماتے ہیں: مَیں نے پیالہ پکڑا اور یکے بعد دیگرے انہیں پلانے لگا، ان میں جو

---

1 مسلم، ح: ٦٨١۔ 2 شرح النووی علی صحیح مسلم: ٥/ ١٨٩

3 ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں شدید بھوک سے نڈھال ہو کر راستے میں پڑا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور مجھے دیکھ کر مسکرا دیے اور مجھے اپنے پیچھے پیچھے آنے کا حکم دیا چنانچہ مَیں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ آپ اپنے گھر میں داخل ہو گئے، پھر مَیں نے اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے اندر بلا یا اور گھر والوں سے پوچھا کہ گھر میں کچھ کھانے پینے کی کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا: ایک پیالہ دودھ ہے، جو فلاں شخص نے بطورِ ہدیہ بھیجا ہے۔ آپ کی عادت تھی کہ اگر کوئی چیز صدقہ کی ہوتی تو اہل صفہ کے لیے بھیج دیتے اور خود نہ کھاتے، اگر ہدیہ ہوتی تو اہلِ صفہ کو بھی شریک کر لیتے اور خود بھی کھا لیتے۔ (مترجم)

Marfat.com

کوئی پیالہ پکڑ لیتا وہ جی بھر کر پینے کے بعد مجھے دے دیتا اور پھر میں اس سے اگلے کو دے دیتا یہاں تک کہ پیالہ نبی ﷺ تک پہنچ گیا۔ (اس وقت) سب لوگ سیراب ہو چکے تھے۔ چنانچہ آپ نے پیالہ پکڑ کر اپنے ہاتھ پر رکھ لیا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ابوہر!

مَیں نے عرض کیا: حاضر ہوں اے اللہ کے رسول!

آپ نے فرمایا: اب مَیں اور تم باقی رہ گئے ہیں!

مَیں نے کہا: ہاں۔ اللہ کے رسول، آپ نے سچ فرمایا۔

پھر آپ نے مجھے حکم دیا کہ مَیں بیٹھ کر پی لوں، مَیں جب بھی رکتا، آپ فرماتے اور پیو! مَیں پھر پینے لگتا، یہاں تک کہ مجھ میں بالکل گنجائش نہ رہی اور مَیں نے عرض کیا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے اب مجھ میں (دودھ کے لیے) کوئی گنجائش باقی نہیں رہی، پھر آپ نے مجھ سے پیالہ لیا، اللہ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا دودھ پی لیا۔ [1]

ابن حجر فرماتے ہیں:

ابوہریرہ کی مذکورہ حدیث میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ وہ ستر آدمی تھے اور اس سے مراد اُن کی تعداد کی محدودیت کو بیان کرنا نہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس مذکورہ قصہ کے وقت جو لوگ موجود تھے ان کی تعداد اتنی تھی ...... اور اس میں عظیم معجزہ بیان ہوا ہے اور علاماتِ نبوت کے نظائر مثلاً آپ ﷺ کی برکت سے ماکولات و مشروبات کا زیادہ ہونا، بیان ہو چکے ہیں۔ [2]

معمولی سا ثرید تین سو آدمیوں کے لیے کافی ہو گیا

سمرہ (بن جندب) رضی اللہ عنہ ہم سے ایک اور علامت نبوت بیان کرتے ہیں، جس میں ہے کہ آپ ﷺ کے ہاتھ پر اللہ نے کھانا زیادہ کر دیا تھا، وہ فرماتے ہیں:

ہم نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ثرید سے بھرا ہوا ایک برتن لایا گیا، آپ نے اور دیگر لوگوں نے اس میں سے تناول کیا اور تمام لوگ یکے بعد دیگرے تناول کرتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت قریب آ گیا، ایک آدمی نے سمرہ سے پوچھا کہ کیا کھانے میں اضافہ ہوتا

---

[1] بخاری، ح: ٦٤٥٢۔ [2] فتح الباری: ١١/ ٢٩٢۔٢٩٤۔

Marfat.com

جاتا تھا۔ انہوں نے فرمایا:

زمین سے تو نہیں البتہ آسمان سے (کھانے میں) اضافہ ہوتا تھا۔ [1]

مبارکپوری فرماتے ہیں:

اس کھانے میں اضافہ آسمان سے برکت نازل ہونے کی صورت میں عالم بالا سے ہوتا تھا، اس کے علاوہ اور کوئی سبب نہ تھا۔ [2]

اڑھائی تین من اناج دو سو پچاس من سے زیادہ ہو گیا

دکین خثعمی اپنی قوم کے چار سو چالیس آدمیوں کے ہمراہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور اشیائے خورد و نوش کا سوال کرتے ہیں۔ نبی ﷺ عمر بن خطاب سے فرماتے ہیں: اٹھو اور انہیں (خورد و نوش کا) سامان دو، وہ عرض کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول! میرے پاس تو صرف اتنا اناج ہے جو موسم گرما تک میرے اور میرے بال بچوں کے لیے کفایت کرے۔ آپ فرماتے ہیں:

اٹھو اور انہیں دے دو! عمر نے عرض کیا: اللہ کے رسول سرِ تسلیم خم ہے۔

دکین فرماتے ہیں:

عمر اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم لوگ بھی ان کے ساتھ چل پڑے، وہ ہمیں لے کر ایک کمرے کے سامنے کھڑے ہو گئے اور اپنی کمر سے چابی نکال کر دروازہ کھولا تو اس کے اندر چھوٹے اونٹ کی جسامت کے برابر (تقریباً اڑھائی تین من) اناج موجود تھا۔ انہوں نے فرمایا:

یہ ہے اناج، تم جانو اور تمہارا کام! چنانچہ ہم میں سے ہر آدمی نے اتنا کچھ لے لیا جتنا اللہ نے چاہا۔ میں ان میں سب سے آخر میں تھا۔ میں نے اپنی ضرورت کے مطابق اناج لے کر اس ڈھیر کی طرف دیکھا تو یوں لگا کہ ہم نے اس سے ایک کھجور بھی نہیں لی۔ [3]

اس طرح کے واقعات جو صحابہ کے جم غفیر کی موجودگی میں بار بار پیش آئے، یہ انتہائی

---

[1] مسند احمد: ۱۹۶۲۲؛ ترمذی، ح:۳۶۲۵۔ البانی نے اسے صحیح ترمذی میں صحیح کہا ہے۔ (۲۸۶۶)۔

[2] تحفۃ الاحوذی: ۱۰/ ۷۰۔

[3] مسند احمد، ح:۱۷۱۲۶؛ ابن حبان، ح: ۶۵۲۸۔

Marfat.com

مستند اور سچے واقعات ہیں اور یہ اپنے افراد کے تکرار کی وجہ سے متواتر احادیث کا حکم رکھتے ہیں جن کی صحت اور حجیت قطعی ہوتی ہے۔

اس طرح کے معجزات کے بارے میں نووی فرماتے ہیں:

معنوی طور پر اس طرح کے معجزات کی خبریں ایسے ہی متواتر ہیں جس طرح حاتم طائی کی سخاوت اور احنف بن قیس کے حلم کی خبریں۔ کیونکہ ان کی خبروں کے متعلق کوئی قصہ بعینہٖ منقول نہیں لیکن ان کے زبانِ زدِ خاص وعام ہونے کی وجہ سے ان کے افراد کی کثرت ہوگئی اور ان کے مجموعے نے حاتم کی سخاوت اور احنف کے حلم کو تواتر کا مرتبہ دے دیا۔ اسی طرح قرآن سمیت نبی ﷺ کے خرق عادت واقعات تواتر کے ساتھ منقول ہیں۔ [1]

انگلیوں سے پانی کا چشمہ موجزن ہو گیا

ان (خرقِ عادت) واقعات میں سے ایک واقعہ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپ نے فرمایا:

((يَا جَابِرُ نَادِ بِوَضُوءٍ))

''جابر وضو کے پانی کی صدا لگاؤ!''

(جابر فرماتے ہیں:) مَیں نے صدا لگائی: لوگو! تم میں سے کسی کے پاس وضو کے لیے پانی ہے؟ لوگو! کسی کے پاس وضو کے لیے پانی ہے؟ لوگو! کسی کے پاس وضو کے لیے پانی ہے؟

جب کسی کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو مَیں نے کہا:

اللہ کے رسول! قافلے سے تو پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ملا۔

انصار کے ایک آدمی کے پاس چرمی ڈول ہوا کرتا تھا جس میں وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے پانی ٹھنڈا کیا کرتا تھا۔

جابر فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے فرمایا:

فلاں بن فلاں انصاری کے پاس جاؤ اور دیکھو اس کے ڈول میں کچھ پانی ہے؟

چنانچہ مَیں اس کی طرف گیا اور اس میں دیکھا تو اس میں پانی کا صرف ایک قطرہ

---

[1] شرح النووی علی صحیح مسلم: ۱۲/ ۳۵۔

Marfat.com

(معمولی سا پانی) نظر آیا، اگر مَیں اسے کسی برتن میں انڈیل دیتا تو برتن کی خشکی ہی اسے جذب کر لیتی، چنانچہ مَیں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اللہ کے رسول! مَیں نے اس میں سوائے ایک قطرہ پانی کے اور کچھ نہیں پایا۔

آپ نے فرمایا: جاؤ اسے لے آؤ!

مَیں اسے لے کر آیا تو آپ نے اس (چرمی ڈول) کو اپنے ہاتھ میں لیا اور کچھ بولنے لگے، مَیں نہیں سمجھ سکا کہ آپ کیا پڑھ رہے تھے اور اس دوران میں اپنے ہاتھوں سے اسے ٹٹولتے رہے، پھر آپ نے وہ (ڈول) مجھے دے دیا اور فرمایا:

جابر! کوئی بڑا برتن منگواؤ......

چنانچہ ایک بڑا سا برتن اٹھا کر میرے پاس لایا گیا، مَیں نے وہ برتن آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں کھول کر اپنا ہاتھ اس برتن کے پیندے میں رکھ دیا اور فرمایا:

جابر! اب آپ یہ قطرہ میرے ہاتھ پر انڈیلیں اور بسم اللہ پڑھیں۔

مَیں نے وہ (قطرہ) آپ (کے ہاتھ) پر انڈیل دیا اور بسم اللہ پڑھی، مَیں نے دیکھا کہ پانی رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا ہے، پھر وہ ٹب (پانی کے ساتھ) جوش مارنے لگا حتیٰ کہ وہ بھر گیا اور آپ نے فرمایا:

جابر! لوگوں میں اعلان کر دو کہ جسے پانی کی ضرورت ہو (وہ آکر پانی لے جائے۔)

جابر فرماتے ہیں:

لوگ آئے اور انھوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا، مَیں نے کہا: کوئی ضرورت مند باقی تو نہیں رہ گیا؟ (جس نے پانی نہ پیا ہو) اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا اور وہ (ٹب) بھرا ہوا تھا۔ [1]

مزنی فرماتے ہیں:

آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا پھوٹنا اس پتھر سے پانی پھوٹنے سے زیادہ بلیغ ہے جسے موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی ماری تھی۔ کیونکہ پتھروں سے تو پانی عموماً پھوٹ پڑتا ہے برخلاف

---

[1] مسلم، ح: ۳۰۱۳۔

Marfat.com

گوشت اور خون سے پانی برآمد ہونے کے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ؎

وَاِنْ كَانَ مُوْسٰى اَنْبَعَ الْمَاءَ مِنَ الْعَصَا

فَمِنْ كَفِّهٖ قَد اَصْبَحَ الْمَاءُ يَطْفَحُ

''اگر موسیٰ (علیہ السلام) نے پتھر پر لاٹھی مار کر چشمہ جاری کر دیا تھا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہتھیلی سے پانی کی آبشار رواں ہوگئی۔''

قرطبی فرماتے ہیں:

یہ (شیریں آبشار جاری ہونے کا) معجزہ کئی مرتبہ لوگوں کے جمِ غفیر کی موجودگی میں رونما ہوا، اور انس، عبداللہ بن مسعود، جابر، عمران بن حصین اور دیگر (صحابہ) سے صحیح اسناد کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔ اور ان کی روایات کے مجموعے سے وہی قطعی علم حاصل ہوتا ہے جو تواترِ معنوی سے ہوتا ہے۔ اور اس طریقے سے ہمیں آپ کے اکثر معجزات کا یقینی علم حاصل ہوتا ہے جو رسالتِ نبوی کی سچائی کی دلیل ہیں۔ [1]

تیر سے کنواں موجزن ہو گیا

بخاری اپنی صحیح میں ایک اور قصہ بھی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ والے دن حدیبیہ کے دور والے کنارے پر ایک تھوڑے سے پانی والے کنوئیں پر اترے، لوگوں نے اس کنوئیں کے تھوڑی مقدار میں رِستے ہوئے پانی سے چوس چوس کر پانی پینا شروع کر دیا اور بالآخر اسے خشک کر دیا، اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیاس کی شکایت کی گئی تو آپ نے اپنے ترکش دان سے ایک تیر نکالا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اسے اس کنوئیں میں گاڑ دیں۔ اللہ کی قسم! وہ کنواں ان کے لیے اس قدر موجزن ہو گیا کہ وہ اس سے سیراب ہو گئے۔

ابن حجر فرماتے ہیں:

اس فصل میں واضح معجزات ہیں، اور اس میں آپ کے ہتھیاروں اور آپ کی طرف منسوب چیزوں کی برکت کا تذکرہ ہے اور بہت سی جگہوں پر آپ کی انگلیوں سے پانی رواں

---

[1] المفهم لما اشكل من تلخيص كتاب مسلم: ٦/ ٥٢_٥٣؛ اور دیکھیے شرح النووی علی صحیح مسلم: ١٥/ ٢٨۔

Marfat.com

ہو چکا ہے۔ [1]

چہرے، ہاتھ اور موئے مبارک کی دھوون سے چشمہ پھوٹ پڑا

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے ہمراہ تبوک کے چشمہ پر آئے اور اس میں تھوڑا سا پانی دیکھا، وہ بیان کرتے ہیں کہ اس چشمے سے باریک سے دھاگے کے برابر مقدار میں تھوڑا تھوڑا پانی بہہ رہا تھا۔ چنانچہ صحابہ نے اس چشمے سے بمشکل چلو بھر بھر کر تھوڑا سا پانی جمع کیا، معاذ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنے ہاتھوں اور چہرے کو دھویا اور پھر یہ پانی واپس اسی (چشمہ) میں انڑیل دیا تو اس چشمے سے تیزی کے ساتھ پانی جاری ہو گیا یہاں تک کہ لوگوں نے جی بھر کر پانی پی لیا اور سیر ہو گئے۔ اس کے بعد آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

معاذ! اگر آپ کی زندگی طویل ہوئی تو آپ دیکھیں گے کہ وہاں سے وہاں تک کا سارا علاقہ باغات سے بھر گیا ہے۔ [2]

اس حدیث میں دو دلائلِ نبوت بیان ہوئے ہیں؛ اول تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے چشمہ پھوٹ پڑا اور دوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بات کی خبر دینا جس کا مشاہدہ تبوک کے علاقے میں سبزہ زاروں اور پانی کی وافر مقدار کی صورت میں ہم کرتے ہیں۔

صاع بھر جو کا آٹا طویل مدت تک ختم نہ ہوا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض برکات آپ کی وفات سے طویل عرصہ بعد تک بھی جاری رہیں، ان میں سے ایک تو وہ ہے جسے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اس فرمان میں بیان کیا ہے:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میرے گھر میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جو جاندار کھا سکے البتہ تھوڑا جو تھے جو میری الگنی [3] میں رکھے ہوئے تھے۔ میں ان سے مدت دراز تک کھاتی رہی یہاں تک کہ ایک دن میں نے انہیں تولا تو اس کے بعد وہ ختم ہو گئے۔ [4]

---

[1] فتح الباری: ٥/ ٢٨٧۔ [2] مسلم، ح: ٧٠٦۔

[3] وہ لکڑی وغیرہ جس کے دونوں کنارے دیوار میں لگا کر چھوٹا موٹا گھریلو سامان رکھ دیا جاتا ہے۔ (مترجم)

[4] بخاری، ح: ٣٠٩٧؛ مسلم، ح: ٢٩٧٣۔

Marfat.com

۷۵ کلو جو سارے گھر والے عرصہ دراز تک کھاتے رہے

اسی طرح کا ایک اور قصہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بھی بیان کیا ہے۔ اس میں اس بات کا ذکر ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اناج مانگنے آیا تو آپ نے اسے نصف وسق (تقریباً ۷۵ کلوگرام) جَو عطا کیے چنانچہ وہ آدمی، اس کی بیوی اور ان کے مہمان اس سے مسلسل کھاتے رہے یہاں تک ایک دن اس نے انہیں تولا (تو وہ ختم ہو گئے)، چنانچہ وہ آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے فرمایا:

اگر تو اسے نہ تولتا تو تم اس سے کھاتے رہتے اور وہ (اناج) تمہارے پاس موجود رہتا۔ 1

گھی کا ڈبہ

مسلم نے اس طرح کا قصہ ام مالک کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ وہ ایک ڈبے میں گھی ڈال کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیتاً پیش کرتی تھی۔ چنانچہ اس کے بیٹے اس کے پاس آتے اور اس سے سالن مانگتے، جب کبھی ان کے پاس سالن نہ ہوتا تو وہ اس ڈبے کی طرف جاتی جس میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ پیش کرتی تھی، تو اس میں گھی موجود پاتی تھی۔ وہ گھی اسے مسلسل کام دیتا رہا یہاں تک کہ وہ ایک دن اسے نچوڑ بیٹھی۔ اس کے بعد وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے اس سے پوچھا:

کیا تو اسے نچوڑ بیٹھی ہے؟

اس نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا:

((لَوْ تَرَكْتِيهَا مَا زَالَ قَائِمًا))

''اگر تو اسے اپنی حالت پر رہنے دیتی تو وہ گھی کبھی ختم نہ ہوتا۔'' 2

نووی فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ((لَوْ تَرَكْتِيهَا مَا زَالَ قَائِمًا)) سے مراد موجود اور حاضر رہنا

---

1 مسلم، ح: ۲۲۸۱۔ 2 مسلم، ح: ۲۲۸۰۔

Marfat.com

ہے۔اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ ڈبے کے گھی کے نچوڑنے اور جو کے ماپنے سے ان کے ختم ہونے کا سبب بیان کرتے ہیں۔فرماتے ہیں:

اس میں حکمت یہ ہے کہ اس کا نچوڑنا اور ماپنا اللہ تعالیٰ کے رزق پر توکل و تسلیم کے منافی ہے اور انسان کی تدبیر اور ذاتی کدوکاوش کو برکت میں داخل سمجھنے کے مترادف ہے نیز اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کے اسرار و رموز اور فضل کو احاطہ میں لانے کے سلسلے میں تکلف پر مشتمل ہے لہٰذا اس طرح کرنے والے سے یہ نعمت ختم کر کے سزا دی جاتی ہے۔ [1]

گویا کہ اس نے اللہ کی قدرت اور بہت بڑے فضل کو تسلیم نہ کیا اور اس کے زمینی اور مادی سبب کو جاننے کی طمع کرنے لگا تو یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔

انگلیوں سے پانی نکل آیا

جس طرح کھانے اور پینے کی اشیاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ظاہر ہوئی اسی طرح جب صحابہ وضو کے پانی کے لیے محتاج ہوئے تو اس میں آپ کی برکت ظاہر ہوئی۔انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ نمازِ عصر کا وقت ہو چکا تھا۔لوگوں نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا مگر انہیں نہ ملا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وضو کے لیے پانی لایا گیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن میں اپنا ہاتھ رکھا اور لوگوں سے فرمایا کہ وہ اس سے وضو کر لیں! انس فرماتے ہیں:

مَیں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پانی پھوٹ رہا تھا یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے آخری شخص تک وضو کر کے فارغ ہوئے۔ [2]

مسند احمد میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا:

مَیں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹ رہا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا:

---

[1] شرح النووی علی صحیح مسلم: ۱۵/ ۴۲۔

[2] بخاری، ح: ۱۶۹؛ مسلم، ح: ۲۲۷۹۔

Marfat.com

((حَیَّ عَلَی الْوَضُوْءِ وَالْبَرَکَۃُ مِنَ اللّٰہِ))

''آؤ وضو کرلو! یہ اللہ کی طرف سے برکت ہے۔''

جابر فرماتے ہیں کہ ہم ڈیڑھ ہزار تھے۔ [1]

طیبی فرماتے ہیں:

آپ نے بچا ہوا پانی اس لیے طلب کیا کہ کہیں یہ گمان نہ کرلیا جائے کہ آپ ﷺ پانی کے موجد ہیں کیونکہ اس کا موجد اللہ سبحانہ ہے اور آپ نے اپنے فرمان میں ان لفظوں سے اشارہ کیا: ((وَالْبَرَکَۃُ مِنَ اللّٰہِ)) یعنی جو کچھ تم نے پانی میں اضافہ دیکھا ہے یہ میری طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی برکت اور فضل ہے۔ [2]

یہ آپ ﷺ کی نبوت کی ایک اور دلیل ہے۔

انگشتانِ مبارک سے پھوٹنے والے پانی سے پندرہ صد افراد سیر ہوگئے

بخاری اور مسلم نے انس بن مالک سے آپ کی نبوت کے شواہد اور آپ کی رسالت کے دلائل میں سے ایک اور دلیل ذکر کی ہے، وہ فرماتے ہیں:

نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ مدینہ کی نواحی آبادی زوراء میں تھے کہ آپ کے پاس پانی کا برتن لایا گیا، آپ نے اس میں اپنی ہتھیلی رکھی تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹنے لگا۔ چنانچہ آپ کے تمام صحابہ نے وضو کرلیا۔

قتادہ فرماتے ہیں:

مَیں نے پوچھا: ابوحمزہ (انس)! ان کی تعداد کتنی تھی؟

انس نے جواب دیا: تقریباً تین سو۔ [3]

عیاض فرماتے ہیں:

اس قصے کو ثقہ راویوں کی ایک بڑی تعداد نے لوگوں کے جم غفیر سے اور انہوں نے

---

[1] مسند احمد، ح: ۳۷۹۷۔ [2] شرح مشکوۃ: ۱۱/ ۱۴۰۔

[3] بخاری، ح: ۳۵۷۲؛ مسلم، ح: ۲۲۷۹۔

Marfat.com

صحابہ سے براہ راست روایت کیا ہے اور یہ واقعہ بہت سے مواقع پر محفلوں اور لشکروں کے اجتماع میں ہوا اور ان میں سے کسی ایک نے بھی اس قصے کے راوی کی تردید نہ کی، لہٰذا معجزات کی یہ قسم قطعی علوم سے ملحق ہوگئی۔ [1]

صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے ہوگئے اور پینے اور وضو کے لیے پانی دستیاب نہ تھا البتہ چمڑے کے چھوٹے سے ڈول میں تھوڑا سا پانی نبی ﷺ کے سامنے تھا۔ آپ نے وضو کیا۔ لوگ پانی کی قلت کے پیش نظر آپ کی طرف لپکے۔ آپ نے ان سے پوچھا:

((مَا لَكُمْ؟)) ''تمہیں کیا ہوا ہے؟''

انہوں نے عرض کیا: ہمارے پاس وضو کرنے اور پینے کے لیے پانی نہیں ہے سوائے اس پانی کے جو آپ کے سامنے ہے۔ آپ ﷺ نے اس ڈول میں اپنا ہاتھ رکھا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی بہنے لگا۔ چنانچہ ہم نے وہ پانی پیا اور اس سے وضو بھی کر لیا۔ حدیث کے راوی سالم نے جابر سے دریافت کیا کہ اس دن تم کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے اس سوال پر ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہمیں کافی ہوتا، ہم پندرہ سو تھے۔ [2]

قرطبی فرماتے ہیں:

آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹنے کا عمل بہت سے مواقع پر بہت سے لوگوں کی موجودگی میں ہوا اور بہت سی اسناد سے بیان ہوا ہے اور یہ اتنی زیادہ اسناد سے بیان ہوا ہے کہ ان کا مجموعہ قطعی علم کا فائدہ دیتا ہے (ایسا قطعی علم) جو تواتر معنوی سے حاصل ہوتا ہے۔ [3]

پانی زیادہ ہونے کا ایک اور واقعہ

انس رضی اللہ عنہ ہمیں ایک اور قصے کی خبر دیتے ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ نے پانی منگوایا، چنانچہ آپ کے پاس بڑے منہ والا برتن لایا گیا، صحابہ نے اس سے وضو کرنا شروع کر دیا،

---

[1] فتح الباری: ٦/ ٦٧٦۔ [2] بخاری، ح: ٣٣٨٣۔

[3] فتح الباری: ٦/ ٦٨٦۔

Marfat.com

انس ہمیں یہ بھی خبر دیتے ہیں کہ وہ پانی کتنے آدمیوں کو کفایت کر گیا، فرماتے ہیں کہ مَیں نے اندازہ لگایا تو ساٹھ سے لے کر اسّی تک صحابہ تھے۔فرماتے ہیں:

مَیں دیکھ رہا تھا کہ آپ کی انگلیوں سے پانی پھوٹ رہا تھا۔[1]

نووی فرماتے ہیں:

اکثر علماء کا کہنا ہے کہ پانی آپ کی انگلیوں کے اندر سے رواں ہو رہا تھا۔وہ فرماتے ہیں کہ یہ معجزہ پتھر سے پانی پھوٹنے سے زیادہ بڑا ہے......اور اس بات کا احتمال بھی ہے اللہ پانی کو ہی بڑھا دیا ہو، اور وہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے موجزن ہونے لگتا ہو اور وہ انگلیوں کے اندر سے نہ نکلتا ہو۔ان دونوں ہی صورتوں میں یہ واضح معجزہ اور نبوت کی روشن دلیل ہے۔[2]

ہاتھ مبارک کی برکت سے دودھ اتر آیا

قیس بن نعمان سے حاکم روایت کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ اور ابوبکر مکہ والوں سے چھپ کر ہجرت کر رہے تھے تو راستے میں ایک لڑکے سے ملے جو بکریاں چرا رہا تھا، انہوں نے اس سے دودھ طلب کیا تو اس نے کہا:

میرے پاس دودھیل بکری تو نہیں ہے البتہ ایک یکسالہ بکری ہے جو شروع سردیوں میں بارآور ہوئی تھی اور اس نے حمل گرا دیا تھا اور اس میں بھی دودھ باقی نہیں رہا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اسے لے آؤ!

چنانچہ وہ اسے لے کر آیا تو نبی ﷺ نے اس کی ٹانگ پکڑ کر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا مانگی۔حتی کہ ان میں دودھ اتر آیا۔آپ ﷺ نے اسے دھویا اور ابوبکر کو پلایا، پھر دھویا تو چرواہے کو پلایا، پھر دھویا تو خود نوش کیا۔چرواہا کہنے لگا:

آپ کو اللہ کی قسم! مجھے بتائیں تو سہی کہ آپ کون ہیں؟ مَیں نے آپ جیسا کوئی انسان

---

[1] مسلم، ح:۲۲۷۹۔

[2] شرح النووی علی صحیح مسلم: ۱۵/ ۳۸۔۳۹۔

Marfat.com

نہیں دیکھا؟

آپ نے فرمایا: کیا تُو وعدہ کرتا ہے کہ اگر مَیں تجھے بتادوں تو اس بات کو پوشیدہ رکھے گا؟

اس نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: مَیں محمد اللہ کا رسول ہوں۔

اس نے کہا: آپ وہی ہیں جسے قریش صابی کہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: وہ تو ایسا ہی کہتے ہیں۔

اس نے کہا: مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نبی ہیں اور مَیں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہ حق ہے اور جیسا آپ نے کر دکھایا ہے ایسا نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں کرسکتا اور مَیں آپ کا پیروکار ہوں۔

آپ نے فرمایا:

تُو ابھی اتنی استطاعت نہیں رکھتا، جب تجھے یہ خبر پہنچے کہ مَیں غالب آ گیا ہوں تو پھر ہمارے پاس آ جانا۔ [1]

ہاتھ مبارک کی برکت سے بکری کے تھنوں سے دودھ جاری ہو گیا

امام احمد اپنی مسند میں اس طرح کا قصہ عبداللہ بن مسعود کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

مَیں مکہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: لڑکے! کیا تیرے پاس دودھ ہے؟

مَیں نے کہا: ہاں، لیکن مَیں تو معتمد علیہ ہوں۔

آپ نے فرمایا: کیا تیرے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس سے نر نے جفتی نہ کی ہو؟

مَیں نے ایسی بکری پیش کر دی۔ آپ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو ان میں دودھ

---

[1] مستدرك حاكم: ۳/ ۹؛ معجم كبير طبرانی، ح: ۸٤۷ ہیثمی فرماتے ہیں: اسے طبرانی نے روایت کیا اور اس کے راوی صحیح (بخاری) کے راوی ہیں۔ مجمع الزوائد: ۸/ ٥٤۸۔

Marfat.com

اتر آیا، آپ نے اسے برتن میں دوہیا اور خود بھی پیا اور ابوبکر کو بھی پلایا۔ پھر آپ نے تھنوں کو سکڑ جانے کا حکم دیا تو وہ سکڑ گئے۔ ابن مسعود فرماتے ہیں:

اس قصے کے بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے بھی یہ بات سکھاؤ! آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

((يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَإِنَّكَ غُلَيِّمٌ مُعَلَّمٌ)) [1]

''اللہ تجھ پر رحم کرے! تُو سکھایا ہوا ننھا لڑکا ہے۔''

ابوالمحاسن حنفی فرماتے ہیں:

آپ نے عبداللہ بن مسعود سے ایسی بکری کے بارے پوچھا جس سے نر نے جفتی نہ کی ہو، تاکہ آپ اسے اس بارے ایسا معجزہ دکھائیں جس کے ذریعے اس پر اور دیگر لوگوں پر حجت قائم ہو جائے۔ اور اس میں بکری کے مالک کے لیے بھی منفعت ہے کہ اس کی بکری کے تھنوں میں دودھ بھر آیا، اس کا دودھ میں کوئی حق نہ تھا کیونکہ اللہ نے اس کے تھنوں میں اس وقت دودھ اتار دیا...... اس لیے آپ ﷺ نے خود بھی پیا اور ابوبکر کو بھی پلایا۔ [2]

ہاتھوں کی برکت سے نخلستان پہلے سال ہی پھل دار ہو گیا

آپ کی نبوت کے دلائل اور آپ کی برکت کے واقعات میں سے ایک واقعہ بریدہ نے بھی بیان کیا ہے اور وہ سلمان کی ان کے یہودی آقا سے آزادی کا واقعہ ہے، ان کے یہودی آقا نے ان کی آزادی کے لیے شرط رکھی تھی کہ وہ اس کے نخلستان میں کھجوروں کے پودے لگائیں اور جب تک وہ پھل نہ دینے لگیں، سلمان ان میں کام کرتا رہے۔

بریدہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمان اور صحابہ کے کھودے ہوئے گڑھوں میں اپنے ہاتھ سے کھجوروں کے پودے لگائے، سوائے ایک پودے کے، جسے عمر نے لگایا تھا، چنانچہ ان پودوں نے اسی سال پھل دینا شروع کر دیا، سوائے اس پودے کے جسے عمر نے لگایا تھا۔

---

[1] اصبهانی فی دلائله: ٣٨؛ صحيح ابن حبان، ح: ٧٠٦١۔

[2] معتصر المختصر: ١/ ٣٦٧۔

Marfat.com

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس پودے کا مسئلہ کیا ہے، یہ پھل کیوں نہیں لایا؟

عمر نے عرض کی: اللہ کے رسول! اسے مَیں نے لگایا تھا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اکھاڑ کر اپنے ہاتھ سے پھر لگا دیا تو اس نے بھی اسی سال پھل دینا شروع کر دیا۔[1] حالانکہ باغبانوں کے ہاں یہ بات معروف ہے کہ کھجور کا پودا اپنی کاشت سے کئی سال بعد پھل دینے کے قابل ہوتا ہے اور اس نخلستان کا سال کے اندر ہی پھل آور ہو جانا نبی ﷺ کا روشن معجزہ اور آپ کی نبوت کے واضح دلائل میں سے ہے، کیونکہ یہ عمل اللہ کی برکت سے اس عظیم نبی کے ذریعے پورا ہوا۔

اس طرح کے بے شمار واقعات نبی ﷺ کی برکت کی گواہی دیتے ہیں اور یہ برکت موروثی نہ تھی جو پوتوں کو اپنے دادوں سے وراثتاً منتقل ہوتی ہو، اور نہ ایسے علم کا نتیجہ تھی جو انسان کو بڑی کوشش سے حاصل ہوتا ہے بلکہ یہ تو اللہ کا عطیہ اور اس کی برکت ہے اور اللہ جسے چاہے اسے اس برکت سے نوازتا ہے۔ اگر اللہ نے ان برکات کو محمد ﷺ کی نبوت و رسالت کی دلیل نہیں بنانا تھا تو پھر یہ کس لیے انہیں عطا ہوئی تھیں؟

❁❁.....❁.....❁❁

---

[1] مسند احمد، ح: ۲۲٤٤۸؛ حاکم: ۲/ ۲۰ حاکم نے اسے صحیح کہا اور ذہبی نے ان سے موافقت کی۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھونک اور لعابِ دہن سے مریضوں کا شفایاب ہونا

اللہ نے جب اپنے نبی اور اپنے کلمے مسیح علیہ السلام کو مبعوث کیا تو اُن کو ایسے دلائل عطا کیے جن کی بنا پر بنی اسرائیل پر حجت قائم کی جائے۔ مثلاً ان کے ہاتھوں مادرزاد اندھوں اور پھلبہری کے مریضوں کو اللہ کا شفایاب کرنا:

﴿وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي﴾ [1]

''اور جب آپ میرے حکم سے مٹی سے پرندے کی طرح کا (مجسمہ) بناتے اور اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ میرے حکم سے (حقیقی) پرندہ بن جاتا تھا اور آپ میرے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفایاب کرتے تھے۔''

یہ (خرقِ عادت) اُمور اُن کی قوم کے ہاں اُن (مسیح علیہ السلام) کی نبوت کی روشن اور قطعی دلیل بن گئے۔

اسی طرح اللہ نے اپنے آخری نبی اور عظیم رسول کو اِسی نوعیت کے دلائل اور (خرقِ عادت) امور عطا کر کے اُن کی نبوت و رسالت کی تائید کی۔ اور آپ کے بعض صحابہ کو آپ کے ہاتھ پر شفا عطا کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ شفایاب ہو گئے

ان میں سے ایک (دلیل) یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں فرمایا:

((لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ))

''مَیں یہ جھنڈا اُس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا۔ جو اللہ اور

---

[1] ٥/المائدة: ١١٠۔

Marfat.com

اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔'' [1]

حدیث کا راوی بیان کرتا ہے کہ لوگ رات کو اس پر گفتگو کرتے رہے کہ آپ ان میں سے کسے جھنڈا دیں گے۔ جب صبح ہوئی اور لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس گئے اور ان میں سے ہر کوئی امیدوار تھا کہ جھنڈا اُسے ملے۔ تاہم آپ علیہ السلام نے پوچھا:

علی بن ابوطالب کہاں ہیں؟

لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ تو آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں پیغام بھیجو۔

چنانچہ وہ آپ ﷺ کے پاس آ گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعابِ دہن لگایا اور ان کے لیے دعا کی تو وہ ایسے شفایاب ہو گئے گویا کہ انہیں کوئی تکلیف ہی نہیں تھی۔ آپ نے انہیں جھنڈا عطا کر دیا۔ [2]

ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعابِ دہن پھونکا اور یہ دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ))

''اللہ! ان سے (موسم گرما کی) گرمی اور (موسم سرما کی) سردی دُور کر دے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اس دن کے بعد میں نے گرمی اور خنکی محسوس نہیں کی۔ اور آپ کے رُفقاء آپ کو بسا اوقات اس حال میں دیکھتے کہ آپ سردیوں میں گرمی والے (باریک) کپڑے پہنتے اور

---

[1] اس حدیث سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عظیم مقام و مرتبے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ان کا یہ خاص شرف ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سپاہ سالاری کے لیے انہیں منتخب کیا۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ بعض دیگر احادیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے جو 'مولیٰ' کا لفظ آیا ہے وہ 'دوست' کے معنیٰ میں ہے۔ مولیٰ کا معنی اگر کارساز لیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ﴾ (۴۷/محمد: ۱۱) ''وہ اس لیے کہ ایمان والوں کا مولیٰ (کارساز) خود اللہ ہے اور اس لیے کہ کافروں کا کوئی کارساز نہیں۔'' (مترجم)

[2] بخاری، ح: ۳۷۰۱، مسلم، ح: ۲۴۰۷۔

Marfat.com

گرمیوں میں سردیوں والے (موٹے) کپڑے پہنتے۔ [1]

شوکانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نبی ﷺ کا واضح معجزہ ہے۔ [2]

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ صحیح ہو گئی

ارضِ خیبر سے واپسی سے پہلے نبی ﷺ کی نبوت ورسالت کی ایک اور علامت رونما ہوئی علاوہ یہ کہ اللہ نے آپ کے لعاب پھونکنے سے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی کو، جو غزوہ خیبر میں ٹوٹ گئی تھی، شفا عطا کی۔ یزید بن ابوعبید بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے سلمہ کی پنڈلی میں زخم کا نشان دیکھا تو مَیں نے پوچھا:

ابومسلم! یہ زخم کا نشان کیسے لگا؟

انہوں نے بتایا کہ یہ زخم انہیں غزوہ خیبر میں لگا تھا۔

لوگوں نے اسے دیکھ کر کہنا شروع کر دیا کہ سلمہ مارا گیا۔ لہٰذا مَیں نبی ﷺ کے پاس گیا تو آپ نے اس پر تین مرتبہ لعاب والی پھونک ماری، لہٰذا بعد میں اس وقت سے لے کر اب تک مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ [3]

لوگوں کے جمِ غفیر نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی خون آلود پنڈلی دیکھی، پھر انہوں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کے لعاب کی برکت سے وہ کوئی تکلیف اور درد محسوس نہیں کرتے تو انہیں اس معجزہ کے سامنے اس بات کی شہادت دیے بغیر کوئی چارہ نہ رہا کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی اور رسول ہیں کیونکہ اس طرح کے (خرقِ عادت) امر کی کوئی انسان طاقت نہیں رکھتا۔

---

[1] مسند احمد، ح:۷۸۰؛ ابن ماجه، ح:۱۱۷۔

نوٹ: جن روایات میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گرمی سردی سے متاثر نہ ہونے کا ذکر ہے ان میں محمد بن ابولیلیٰ راوی ضعیف ہے۔ جس روایت میں وہ متفرد ہو وہ ضعیف ہوتی ہے، لہٰذا روایت کا یہ اضافہ صحیح سند سے ثابت نہیں۔ تاہم اگر اس حصے کو بھی صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس سے علی رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ثابت ہوتی ہے۔ 'درویشوں' کے لیے گرمیوں میں 'بوریاں' پہننے اور سردیوں میں ننگے رہنے کی کوئی دلیل نہیں، کیونکہ انہیں علی رضی اللہ عنہ والی خصوصیت حاصل نہیں۔ اگر سردیوں میں کوئی 'ملنگ' جان بوجھ کر مناسب لباس نہ پہنے کہ جس کے نتیجے میں وہ سردی سے مر جائے یا کوئی 'صوفی' گرمیوں میں عمداً موٹے کپڑے اور ٹاٹ وغیرہ پہننے کی بنا پر آنجہانی ہو جائے تو اس کا یہ فعل خودکشی کے مترادف ہو گا۔ اعاذنا اللہ منہ (مترجم)

[2] نیل الاوطار: ۸/ ۵۵۔ [3] بخاری، ح:۴۲۰۶۔

Marfat.com

چنانچہ یہ بات بھی آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل میں سے ایک دلیل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی شکستہ ٹانگ فوراً ٹھیک ہو گئی

نبی ﷺ نے عبداللہ بن عتیک اور چند انصار کو سلام بن ابو حُقَیق (یہودی) کا کام تمام کرنے کے لیے بھیجا۔ ابھی وہ (عبداللہ) واپس آ رہے تھے کہ (سیڑھیوں سے) گر پڑے اوران کی ٹانگ ٹوٹ گئی، جسے انہوں نے اپنے عمامہ سے باندھ لیا۔ سنیے! وہ اس قصے کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَیں نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا:

اپنی ٹانگ پھیلاؤ! مَیں نے اپنی ٹانگ پھیلائی تو آپ نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو (ٹانگ ایسے ہوگئی) گویا کہ کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ [1]

اس طرح کا معجزہ آپ ﷺ سے بار بار صادر ہوا اور صحابہ کرام کے سامنے ہوا۔ بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن معاذ کی ٹانگ پر، جو کہ تلوار کی ضرب سے کٹ گئی تھی، اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ ٹھیک ہوگئی۔ [2]

بتائیے یہ کوئی طبی فن تھا؟ یا آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل و براہین میں سے ایک برہان اور معجزہ؟ (یقیناً یہ معجزہ تھا۔)

لڑکا عقلمند اور فہیم ہو گیا

امام احمد ام جندب سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو جمرہ عقبہ پر رمی کرتے دیکھا...... آپ کے پاس خثعم قبیلے کی ایک خاتون اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوئی اور عرض کی: اللہ کے رسول! میرا یہ بیٹا عقل و شعور سے عاری ہے، اس کے لیے اللہ سے دعا کر دیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس پانی لاؤ!

وہ پتھر کے برتن میں پانی لے آئی، آپ نے اس میں اپنا چہرہ دھویا، اس میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور پھر اس میں (برکت کی) دعا کی، بعدازآں فرمایا: جاؤ، اس کے ساتھ اسے

---

[1] بخاری، ح:٤٠٣٩۔

[2] ابن حبان، ح:٢١٤٦، البانی نے اسے الصحیحة (ح:٢٩٤٠) میں صحیح کہا ہے۔

Marfat.com

غسل دو اور اللہ عزوجل سے شفا طلب کرو۔ اُمِ جندب فرماتی ہیں:

مَیں نے اس (عورت) سے کہا:

میرے اس بیٹے کے لیے اس پانی میں سے تھوڑا سا پانی دے دو۔ مَیں نے اپنی انگلیوں سے تھوڑا سا پانی لیا اور اپنے ہاتھوں پر لگا کر بچے کے پہلو پر مَل دیا تو میرا وہ بیٹا نیک ترین لوگوں میں شمار ہونے لگا۔

(وہ فرماتی ہیں کہ) بعدازآں مَیں نے اس خاتون سے پوچھا کہ تیرے بیٹے کا کیا بنا؟

اس نے کہا: وہ مکمل طور پر ٹھیک ہو گیا ہے۔ [1]

اس حدیث میں آپ ﷺ کا عظیم معجزہ بلکہ دو معجزے ہیں۔ ایک تو نبی ﷺ کی کلی والے پانی کی برکت سے، جس سے خثعمی خاتون نے اپنے بیٹے کو غسل دیا، اس کے بیٹے کو شفا ہو گئی اور دوسرا اُمِ جندب کے بیٹے کی ہدایت، جو اِس پانی کی کچھ مقدار کے سبب ہوئی جو اُس کی ماں نے اس کے منہ پر مَل دیا تھا۔

ابنِ حاطب کے جلے ہوئے بازو فوراً درست ہو گئے

اُمِ جمیل اپنے بیٹے محمد بن حاطب کو اس کے بچپن کی خبر سناتی ہیں، ہوا اِس طرح کہ محمد بن حاطب کے بازوؤں پر ابلتی ہوئی ہنڈیا الٹ گئی تھی اور وہ اسے لے کر نبی ﷺ کے پاس آئی، اُمِ جمیل (اپنے بیٹے سے) فرماتی ہیں:

مَیں تجھے لے کر نبی ﷺ کے پاس گئی تھی اور عرض کی:

اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ محمد بن حاطب ہے۔

آپ نے تیرے منہ میں اپنا لعاب پھونکا اور تیرے سر پر ہاتھ پھیرا اور تیرے لیے دعا کی اور آپ تیرے بازوؤں پر یہ پڑھتے ہوئے پھونک رہے تھے:

((أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا))

"تمام لوگوں کے رب! بیماری دُور کر دے۔ شفا عطا کر! تُو ہی شفا دینے والا

---

[1] مسند احمد، ح: ٢٦٥٩٠۔

Marfat.com

ہے۔ تیری (دی ہوئی) شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا عطا کر کہ بیماری کا نام ونشان باقی نہ رہے۔"

وہ فرماتی ہیں: مَیں تجھے لے کر ابھی آپ کے پاس سے اٹھی بھی نہ تھی کہ تیرے بازو مکمل طور پر ٹھیک ہو چکے تھے۔ [1]

اس طرح شفا بخشنے والے اللہ نے بہت سے لوگوں کو شفا عطا کی اور آپ ﷺ کی پھونک اور لعاب کو اس کا سبب بنا دیا تا کہ یہ آپ ﷺ کی نبوت کی ایک دلیل بن جائے۔

[1] مسند احمد، ح: ۱۵۰۲۷۔

Marfat.com

اللہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کو قبول کرنا

نبوت پر دلالت کرنے والے کھلے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ نبی جب اللہ کو پکارتا ہے تو وہ اس کی پکار قبول کر لیتا ہے۔ چنانچہ اللہ کا نبی جب اپنے رب اور مولیٰ کو پکارتے ہوئے اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ اس کی پکار قبول کر لیتا ہے اور اس قبولیت کا تکرار اور دوام اس کی صداقت کی دلیل ہوتا ہے کیونکہ اللہ کسی ایسے جھوٹے اور نبوت کے دعویدار کی تائید نہیں کرتا جو اُس پر جھوٹ باندھے کیونکہ اللہ پر جھوٹ باندھنے والا شخص ظالم ترین اور اللہ سے دُور رہنے والوں میں سے ہوتا ہے:

﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿١٧﴾﴾ [1]

''تو اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیات کو جھٹلائے، بیشک مجرم لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔''

اسی طرح اللہ کا دستور یہ ہے کہ وہ اپنی تائید سے اس جھوٹے کو قوت نہیں دیتا جو (باطل کے فروغ کے لیے) اس کی آڑ لے بلکہ وہ اسے ہلاک اور رسوا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے جادوگروں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی ﴿٦١﴾﴾ [2]

''تمہارا ستیاناس ہو، اللہ پر جھوٹ نہ باندھو، ورنہ وہ عذاب سے تمہیں ہلاک کر دے گا اور جس کسی نے جھوٹ باندھا وہ نامراد رہا۔''

چنانچہ اللہ اپنے اوپر جھوٹ باندھنے والوں کی اپنی نصرت سے تائید نہیں کرتا اور نہ ان کی مدد ہی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾﴾ [3]

---

[1] ۱۰/یونس: ۱۷۔ [2] ۲۰/طٰہٰ: ۶۰۔۶۱۔ [3] ۱۰/یونس: ۶۹۔

Marfat.com

''کہہ دیجیے جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے۔''

اور ایک مقام پر فرمایا:

﴿ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ ﴾ [1]

''بیشک اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور ناشکرا ہو۔''

لیکن نبی ﷺ نہ تو گھاٹے میں رہے اور نہ ناکام ہی ہوئے بلکہ آپ سیدھی راہ پر گامزن رہے اور ہر میدان میں کامیاب ہوئے اور آپ کا دین سب سے زیادہ پائیدار اور الحمدللہ سب سے زیادہ پھیلنے والا دین ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

یہ بات معلوم ہے کہ جس شخص کو اللہ بار بار قبولیتِ دعا کا شرف عطا کرتا ہے تو یہ اس کی راست روی اور دین کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور نبوت کا دعویٰ کرنے والا اگر سچا ہو تو سب لوگوں سے بڑھ کر سچا ہوگا اور اگر جھوٹا ہے تو فاجر ترین ہوگا اور جب اللہ اسے بار بار قبولیتِ دعا کا شرف بخشتا ہے تو وہ فاجر نہیں بلکہ نیک ترین ہوتا ہے اور جب وہ دعوئے نبوت کے ساتھ ساتھ نیک بھی ہو تو یہ بات متعین ہوگی کہ وہ سچا نبی ہوگا کیونکہ یہ بات عقلاً ممتنع ہے کہ وہ عمداً جھوٹ بولے اور یہ بات بھی محال ہے کہ وہ گمراہ بھی ہو اور اپنے آپ کو نبی سمجھتا ہو۔ [2]

یہ کھلی نشانی ہمارے نبی ﷺ کے بارے میں واقع ہو چکی ہے چنانچہ اللہ نے بہت سے مواقع پر آپ ﷺ کی دعا قبول کی اور قبولیت کا ہر موقعہ آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کے دلائل میں سے ایک دلیل ہے۔

اعرابی کی درخواست

ہم آغاز اس سال (کے تذکرے) سے کرتے ہیں، جس میں لوگوں کو خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس سال نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہو کر جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، ایک اعرابی کھڑا ہو کر کہنے لگا:

اللہ کے رسول! مال تباہ ہو گیا اور اہل و عیال بھوک کا شکار ہو گئے ہیں، ہمارے لیے

---

[1] ٣٩/الزمر: ٣۔ [2] الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح: ٦/ ٢٨٧۔

Marfat.com

اللہ سے دعا کیجیے۔ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

آپ نے ہاتھ اٹھائے جبکہ اس دوران میں ہمیں آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا بھی نظر نہیں آ رہا تھا، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آپ نے اپنے ہاتھ ابھی نیچے نہ کیے تھے کہ پہاڑوں کی طرح آسمان پر بادل اُمڈ آئے، اور آپ ابھی منبر سے اترے بھی نہ تھے کہ بارش شروع ہوگئی یہاں تک کہ میں نے بارش کا پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش پر رواں ہوتے دیکھا۔ چنانچہ اس دن، اگلے دن، اس سے اگلے دن اور اس کے بعد بھی بارش ہوئی یہاں تک کہ اگلا جمعہ آ گیا اور پھر اس دن دوران خطبہ وہی اعرابی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا:

اللہ کے رسول! گھر منہدم ہونے لگے اور مال غرق ہونے لگا، ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجیے!

آپ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی:

((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا))

''اللہ! ہمارے اردگرد (بارش برسا) اور ہم پر نہ (برسا)۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

آپ بادل کو جس طرف اشارہ کرتے وہ اسی طرف چلا جاتا یہاں تک کہ بادل چھٹ گئے اور (بادلوں کے چھٹتے ہی) مدینہ وسیع و عریض گول تالاب کی مانند نظر آنے لگا اور وادی قناۃ [2] مہینہ بھر بہتی رہی اور جس طرف سے بھی کوئی شخص آتا وہ بارش (اور خوشحالی) کا تذکرہ کرتا تھا۔ [3]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے بارش نازل ہوئی اور ایک ہفتہ تک جاری رہی اور ہفتہ بھر

---

[1] زندہ افراد سے دعا کروانا یعنی ان کی دعا کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ مشکلات اور پریشانیوں میں اللہ تعالیٰ کو ہی پکارا جاتا ہے۔ یہ بات تمام مسلمان سمجھتے تھے، اسی لیے تو انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ((فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا)) ''اللہ سے ہمارے لیے دعا کیجیے۔'' (مترجم)

[2] یہ مدینے کی ایک مشہور وادی کا نام ہے۔ دیکھیے فتح الباری ۲/ ۴۷۹۔

[3] بخاری، ح: ۱۰۱۳؛ مسلم، ح: ۸۹۷، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

Marfat.com

جاری رہنے کے بعد آپ کی دعا سے تھم گئی، مزید برآں بادل مدینہ سے چھٹ گئے محض آپ کے اتنا کہنے سے کہ اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا اور ہم پر نہ برسا۔ کیا یہ سب کچھ آپ کی نبوت کی نشانیوں اور آپ کی سچائی کی علامات میں سے نہیں تھا؟

امام نووی فرماتے ہیں:

اس حدیث کے ذکر کرنے سے امام مسلم کی مراد اللہ کے رسول ﷺ کا معجزہ بیان کرنا ہے اور اس بات کی خبر دینا ہے کہ آپ کا اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں کتنا عظیم مرتبہ اور عزت ہے کہ اس نے آپ کے دعا کرتے ہی بارش نازل کر دی اور وہ لگا تار سات دن برستی رہی حالانکہ اس وقت آسمان پر کسی قسم کے بادل کا نام ونشان نہ تھا، نہ کوئی اور سبب تھا اور نہ کسی طرح کا کوئی ظاہری و باطنی سبب تھا۔ [1]

ابن حجر فرماتے ہیں:

اس حدیث میں نبوت کے دلائل میں سے ایک دلیل ہے کیونکہ اللہ نے اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے دعا مانگتے ہی یا اس سے فارغ ہوتے ہی بارش نازل کر دی۔ ابتدا استسقاء سے ہوئی اور انتہا استصحاء (بادل چھٹنے) پر ہوئی اور آپ کے محض اشارے سے بادل اطاعت گزار ہو گئے۔ [2]

کسی کہنے والے نے سچ کہا ہے ؎

دَعَا اللّٰهَ خَالِقَهٗ دَعْوَةً
أُجِيْبَتْ وَأَشْخَصَ مِنْهُ الْبَصَرَ
وَلَمْ يَكُ إِلاَّ كَقَلْبِ الرِّدَاءِ
وَأَسْرَعَ حَتّٰى رَأَيْنَا الْمَطَرَ

”آپ نے اپنے خالق اللہ سے جو دعا مانگی وہ قبول ہو گئی اور جس سے آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور اس کی قبولیت استسقاء کی چادر کے پلٹتے ہی ہو گئی اور اتنی سرعت سے ہوئی کہ ہم نے بارش برستی دیکھی۔“

---

[1] شرح صحیح مسلم: ٦/ ١٩٣۔ [2] فتح الباری: ٢/ ٤٨٠۔

Marfat.com

انس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے بعض کے لیے خصوصی طور پر دعا کی تو اللہ نے آپ کا سوال سنا اور آپ کی دعا قبول کی۔ آپ کے وفادار خادم انس بن مالک کے حق میں آپ کی دعا قابل ذکر ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی خدمت کا صلہ ایسی دعا سے دیا جو اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی اور وہ اس کی برکت کے سائے میں سو سال زندہ رہے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میری ماں نے مجھے اپنا دوپٹہ پہنایا، آدھے سے میرا تہبند بنایا اور آدھا اوپر اوڑھا دیا اور مجھے ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کی:

اللہ کے رسول! یہ میرا بیٹا اُنیس ہے، [1] میں اسے آپ کے پاس لائی ہوں تا کہ وہ آپ کی خدمت کرے، آپ اس کے لیے اللہ سے دعا کر دیجیے!

آپ نے یہ دعا کی:

((اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ))

''اللہ! اسے مال واولاد کی فراوانی عطا کر۔''

انس فرماتے ہیں:

اللہ کی قسم! میرا مال بہت زیادہ ہے اور میرے بیٹے اور پوتے آج کل سو کے قریب شمار کیے گئے ہیں۔ [2]

اور ایک روایت میں ہے کہ انس نے فرمایا:

فَمَا تَرَكَ خَيْرَ اٰخِرَةٍ وَلَا دُنْيَا اِلَّا دَعَا لِيْ بِهٖ قَالَ: ((اَللّٰھُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَّوَلَدًا وَبَارِكْ لَهٗ فِيْهِ)) [3]

''آپ نے دنیا وآخرت کی بھلائی کی کوئی دعا نہ چھوڑی جو میرے لیے نہ مانگی

---

[1] اُنیس انس کی تصغیر ہے۔ ماں نے شفقت ومحبت کی بنا پر انس کو اُنیس کہا۔ (مترجم)

[2] بخاری، ح: ٦٣٤٤؛ مسلم، ح: ٢٤٨١، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

[3] بخاری، ح: ١٩٨٢۔

Marfat.com

ہو، آپ نے یہ دعا مانگی: اللہ! اسے مال واولاد عطا کر اور اس کے لیے اس میں برکت عطا کر دے۔“

اللہ نے ہمارے نبی کی دعا قبول کر لی۔ انس فرماتے ہیں:

مَیں تمام انصار سے زیادہ مالدار ہوں اور میری بیٹی امینہ نے مجھے بتایا کہ حجاج کے بصرہ آنے سے پہلے پہلے میری پشت سے ایک سو بیس سے زائد افراد وفات پا چکے تھے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اظہار کا جواز معلوم ہوتا ہے اور اس میں نبی ﷺ کے معجزات کا بھی بیان ہے کیونکہ آپ کی دعا کی قبولیت میں نادر امر کا تذکرہ ہے اور وہ ہے کہ کثرتِ اولاد کے ساتھ کثرتِ مال۔ [1]

ایک تاجر کے لیے برکت کی دعا

آپ ﷺ نے عروہ بارقی کے مال میں برکت کی دعا کی، ایک مرتبہ آپ نے انہیں اپنے لیے ایک بکری خریدنے کی غرض سے ایک دینار دیا، انہوں نے ایک دینار سے دو بکریاں خریدیں، ایک بکری کو ایک دینار میں فروخت کر دیا، اور ایک بکری اور ایک دینار لے کر آپ کے پاس آئے تو آپ نے اس کی تجارت میں برکت کی دعا کی۔ حتیٰ کہ وہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں منافع حاصل کر لیتے۔ [2]

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهٗ فِيْ صَفْقَةِ يَمِيْنِهٖ))

”اللہ! اس کے داہنے ہاتھ کی خرید وفروخت (تجارت) میں اس کے لیے برکت عطا کر دے۔“

عروہ فرماتے ہیں:

مَیں اپنے آپ کو کوفہ کی کوڑا کرکٹ والی جگہ پر کھڑا دیکھتا ہوں اور اپنے گھر والوں کے

---

[1] فتح الباری: ٤/ ٢٦٩۔

[2] بخاری، ح:٣٦٤٢۔

Marfat.com

پاس پہنچنے سے پہلے پہلے چالیس ہزار (درہم) منافع حاصل کر لیتا ہوں۔ 1

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

اس سے مقصود یہ ہے کہ عروہ کے حق میں نبی ﷺ کی مستجاب دعا علاماتِ نبوت میں داخل ہے یہاں تک کہ اگر وہ مٹی بھی خرید لیتے تو اس میں منافع حاصل کر لیتے۔ 2

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور دعائے نبوی

جب ہم اسلام کے راوی ابوہریرہ کے بے مثال حافظے کا راز معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں غور سے سننا چاہیے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس بہت سی احادیث بھول جانے کی شکایت لے کر آتے ہیں اور عرض کرتے ہیں:

اللہ کے رسول! مَیں آپ سے بہت سی احادیث سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں۔

آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: اپنی چادر بچھا دو۔

جب مَیں نے چادر بچھائی تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس میں چلّو ڈال کر فرمایا: اسے اپنے سینے سے لگا لو! مَیں نے اسے سینے سے لگا لیا تو اس کے بعد کوئی چیز نہ بھولا۔ 3

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

اس حدیث میں ابوہریرہ کی واضح فضیلت بیان ہوئی ہے اور علاماتِ نبوت سے متعلق کھلا معجزہ ہے کیونکہ نسیان انسان کے لوازم میں سے ہے اور ابوہریرہ نے اس کا اعتراف بھی کیا ہے کہ وہ کثرت سے نسیان کا شکار تھے پھر نبی ﷺ کی دعا کی برکت سے نسیان دُور ہو گیا۔ 4

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے لیے دعائے نبوی

یہاں ایک اور دعا بھی ہے جس کی خیر و برکت ابوہریرہ کو حاصل ہوئی تھی اور وہ تھی ان کی ماں کے لیے نبی ﷺ کی دعا۔ ابوہریرہ اسے اسلام کی دعوت دیتے تھے اور وہ مشرکہ

---

1 مسند احمد، ح: ١٨٨٧٧۔ 2 فتح الباری: ٦/ ٧٣٤۔

3 بخاری، ح:١١٩۔ 4 فتح الباری: ١/ ٢٦٠۔

Marfat.com

تھی۔ وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کرتی تھی اور ابوہریرہ کو بھی روکتی تھی۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں: ایک دن مَیں نے اسے دعوتِ اسلام دی تو اس نے مجھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بارے میں ایسی بات کہی جو مجھے ناپسند تھی، تو مَیں روتا ہوا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش ہوا اور عرض کی:

اللہ کے رسول! مَیں اپنی ماں کو دعوتِ اسلام دیتا ہوں اور وہ انکار کر دیتی ہے۔ آج مَیں نے اسے دعوت دی تو اس نے آپ کے بارے میں مجھ سے وہ بات کہی جو مَیں ناپسند کرتا ہوں۔ آپ دعا کر دیں کہ اللہ ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت عطا کرے۔

نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے وفادار ساتھی کو مایوس نہیں کیا اور دعا کی:

((اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ))

''اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا کر دے!''

چنانچہ وہ اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعا سن کر خوشی خوشی باہر نکلے، اس امید پر کہ آپ کی دعا ان کی ماں کی ہدایت کا سبب بنے گی۔ فرماتے ہیں:

مَیں آیا اور دروازے کی طرف چلا مگر دروازہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سن لی اور کہا:

ابوہریرہ! ٹھہر جا! تو مَیں نے ان کے نہانے سے پانی کی آواز سنی اور وہ (قبولیتِ اسلام کا) غسل کر رہی تھیں، انہوں نے توحید کی شہادت دی۔ وہ فرماتے ہیں:

مَیں خوشی سے روتا ہوا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف واپس پلٹا اور جا کر عرض کی:

اللہ کے رسول! خوش ہو جائیں، اللہ نے آپ کی دعا میری ماں کے بارے میں قبول کر لی ہے اور امِ ابوہریرہ کو ہدایت عطا کر دی ہے۔

ابوہریرہ دن کے ابتدائی حصے میں اپنی ماں کے عدمِ قبولِ اسلام اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان میں نازیبا الفاظ سننے پر روتے ہوئے آئے اور نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعا کی برکت سے اس کے قبولِ اسلام کی خوشی میں روتے ہوئے واپس لوٹ آئے۔ [1]

---

[1] مسلم، ح: ۲۴۹۱۔

Marfat.com

نووی فرماتے ہیں:

اس حدیث میں مانگی گئی دعائے رسول اللہ ﷺ کے فوراً قبول ہونے کا ذکر ہے اور یہ آپ ﷺ کے نبی ہونے کے دلائل میں سے ہے۔ [1]

ابوہریرہ کے سُرور اور انتہائی خوشی نے انہیں نبی ﷺ سے تیسری دعا کی درخواست نہ بھولنے دی۔ آپ نے اسی موقعہ پر ان الفاظ میں درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے اور میری ماں کو اپنے مومن بندوں کے دلوں مین پیارا بنا دے اور مومنوں کو ہمارے دلوں میں پیارا بنادے۔ آپ نے یہ دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا وَ أُمَّهُ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْ اِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِيْنَ))

”اللہ! اپنے اس پیارے بندے اور اس کی ماں کو اپنے مومن بندوں کے دلوں میں پیارا بنادے اور مومنوں کو ان کے دلوں میں محبوب بنادے۔“

ابوہریرہ فرماتے ہیں:

کوئی ایسا مومن پیدا نہیں کیا گیا جو میرا تذکرہ سن لے اور اگرچہ وہ مجھے دیکھ نہ پائے مگر وہ مجھ سے محبت ضرور رکھے گا۔ [2]

چنانچہ مومنوں کا ہر دور میں اسلام کے عظیم راوی ابوہریرہ سے محبت رکھنا اللہ تعالیٰ کے نبی اور حبیب ﷺ کی دعا کی قبولیت کی کھلی اور روشن دلیل ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعا کی قبولیت

اب حبر الامۃ (امت کے عالم) ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس کا تذکرہ کیا جاتا ہے؛ انہیں جتنا علم اور جتنی دانائی عطا کی گئی تھی، وہ اللہ کے فضل وکرم سے اس دعا کی قبولیت کا ثمرہ تھی جو نبی ﷺ نے ان کے لیے مانگی تھی۔ وہ بچپن میں نبی ﷺ کے لیے وضو کے پانی کا اہتمام کرتے۔ پیغمبر نے ان کی خدمت کی قدردانی کرتے ہوئے انہیں ان الفاظ میں دعا دی:

---

[1] شرح صحیح مسلم: ١٦/ ٥٢۔

[2] مسلم، ح: ٢٤٩١۔

Marfat.com

((اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِي الدِّيْنِ)) 1

''اللہ! اسے دین کا فہم عطا کر۔''

ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ نے ابن عباس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور دعا کی:

((اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيْلَ)) 2

''اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا کر اور اسے تفسیر قرآن سکھا دے۔''

یہ دعا جو اللہ کے نبی کے مانگنے پر مستجاب ہوئی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ابن عباس کو اُن کے عہدِ شباب کے آغاز میں ہی عمر (رضی اللہ عنہ) اکابر صحابہ کے ساتھ بٹھاتے اور ان سے مشورہ لیتے اور ان کی رائے پر عمل کرتے۔

آپ اللہ کے عطا کردہ فہمِ دین اور بہترین علمِ تفسیر کی بدولت اپنے ہم عصر لوگوں سے بازی لے گئے۔ صحیح سند سے ثابت ہے کہ ابن مسعود نے، جو فقہاء صحابہ میں سے ہیں، ان کے بارے میں فرمایا:

اگر ابن عباس ہمارے ہم عمر ہوتے تو ہم میں سے کوئی آدمی علم وفضل اور فقاہت میں ان کے دسویں حصے میں بھی نہ ہوتا۔ 3

آپ فرمایا کرتے تھے:

نِعْمَ تَرْجُمَانُ الْقُرْآنِ ابْنُ عَبَّاسٍ 4

''ابن عباس قرآن کے بہت اچھے ترجمان ہیں۔''

معاندین و مخالفین کے بارے میں انبیائے کرام کی التجائیں

جس طرح اللہ اپنے انبیاء کی ان کے صحابہ کے بارے میں دعائیں قبول کرتا، اسی طرح ان کی نبوت کا انکار کرنے والوں یا ان کے نافرمان امتیوں کے بارے میں ان کی بددعا بھی قبول کرتا۔

---

1 بخاری، ح: ۱۴۳؛ مسلم، ح: ۲٤۷۷، الفاظ بخاری کے ہیں۔

2 مسند احمد: ۲۳۹۳۔ 3 مصنف عبدالرزاق، ح: ۲۲۲۱۹۔

4 مصنف عبدالرزاق، ح: ۳۲۲۲۰۔

Marfat.com

چنانچہ اللہ نے نوح علیہ السلام کی دعا قبول کی۔ انہوں نے عرض کیا:

﴿ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ ﴾ [1]

''میرے رب! زمین پر کافروں کا کوئی گھر نہ چھوڑ، اگر تو نے انہیں چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور یہ سوائے فاجر اور بدکار کے اور کچھ پیدا نہ کریں گے۔''

اللہ نے ان کی یہ دعا سن لی اور کافروں کو غرق کر دیا:

﴿ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴿۱۰﴾ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿۱۱﴾ وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿۱۲﴾ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ ﴿۱۳﴾ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾ ﴾ [2]

''انہوں نے اپنے رب سے دعا کی: میں کمزور ہوں تو (ان سے) بدلہ لے۔ ہم نے ان (کفار پر) پر آسمان کے موسلا دار بارش کے در کھول دیے، اور ہم نے زمین میں پانی کے چشمے جاری کر دیے اور پانی ایک مقدر شدہ کام کے لیے (زمین و آسمان کا) مل گیا، اور ہم نے نوح کو ایک کشتی پر، جو تختیوں اور میخوں سے تیار کی گئی تھی، سوار کر لیا، وہ ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی۔ یہ (سب کچھ) اس شخص کے انتقام کے لیے کیا گیا جسے نبی ماننے سے انکار کیا گیا تھا۔''

موسیٰ علیہ السلام نے سرکش گروہ کے فرعون کو اللہ کی توحید اور اس کی فرمانبرداری کی طرف بلایا تو اس نے انکار کیا اور تکبر کیا تو حضرت موسیٰ نے اس کے حق میں بددعا کی:

﴿ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ ﴾ [3]

---

[1] ۷۱/نوح: ۲۶۔۲۷۔ [2] ۵۴/القمر: ۱۰۔۱۴۔ [3] ۱۰/یونس: ۸۸۔

Marfat.com

''اور موسیٰ نے عرض کیا: ہمارے رب! تُو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیوی زندگانی میں (سامان) زینت اور مال و زر عطا کر رکھا ہے۔ ہمارے رب! تا کہ وہ تیرے راستے سے بھٹکا دیں۔ ہمارے رب! ان کے اموال تباہ کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ یہ اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک عذاب نہ دیکھ لیں۔''

چنانچہ اللہ نے ان (موسیٰ علیہ السلام) کی دعا قبول کی اور فرعون اور اس کے سرداروں کو غرق کر دیا اور وہ موت کے وقت نجات کی استدعا کر رہا تھا:

﴿حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَکَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾[1]

''یہاں تک کہ جب وہ غرق ہونے لگا تو پکار اٹھا: مَیں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں مگر وہی جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور مَیں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔''

ائمۃ الکفر کے لیے آپ کی التجا کی قبولیت

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ایسا ہی معاملہ تھا۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ سجدہ میں تھے کہ مشرکین نے آپ کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی اور نجاست لا کر رکھ دی اور کھلکھلا کر ہنسنا شروع کر دیا۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ان پر بددعا کی اور تین مرتبہ کہا:

((اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ))

''اللہ! قریش کے ان سرداروں کو پکڑ لے۔''

ابن مسعود فرماتے ہیں:

جب انہوں نے آپ کی آواز سنی تو اُن کی ہنسی کافور ہوگئی اور وہ آپ کی بددعا سے ڈر گئے، پھر آپ نے عرض کیا:

اللہ! ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ

---

[1] ۱۰/یونس: ۹۰۔

Marfat.com

بن ابو معیط کو پکڑ لے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

آپ نے ساتویں کا نام بھی لیا جو مجھے یاد نہیں، اللہ کی قسم! جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، مَیں نے ان لوگوں کو غزوہ بدر میں دیکھا وہ تڑپ تڑپ کر جان دے رہے تھے۔ بعد ازآں انہیں کھینچ کھینچ کر بدر کے کنویں میں گرا دیا گیا۔[1]

ابن حجر فرماتے ہیں:

یہ (انجام) اس بات کا احتمال رکھتا ہے کہ آپ کی گزشتہ التجا کی تکمیل ہوئی ہو تو اس صورت میں آپ کی دعا کی قبولیت نبوت کی عظیم علامات میں شمار ہوگی۔[2]

کفارِ قریش کی ہٹ دھرمی پر آپ کی التجا کی قبولیت

جب آپ ﷺ نے قریش کی قبولِ حق سے روگردانی بلکہ حق کے سامنے ان کی رکاوٹ دیکھی تو التجا کی:

((اَللّٰهُمَّ سَبْعٌ كَسَبْعِ يُوسُفَ))

''اللہ! ان پر سات سال تک ایسا قحط مسلط کر دے جس طرح حضرت یوسف کے دور میں سات سال قحط پڑا تھا۔''

ابنِ مسعود فرماتے ہیں:

انہیں ایسی قحط سالی نے گھیر لیا جو ہر چیز کو بھسم کر گئی، یہاں تک کہ وہ چمڑے، مردار اور گلے سڑے لاشے کھانے لگے اور ان میں سے جو کوئی شخص آسمان کی طرف دیکھتا تو اسے بھوک کی وجہ سے آسمان پر دھواں ہی دھواں نظر آتا۔ اس پر ابو سفیان نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کہنے لگا:

محمد! آپ اللہ کی اطاعت اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے، ان کے لیے اللہ سے دعا کریں۔

---

[1] بخاری، ح: ٢٤٠؛ مسلم، ح: ١٧٩٤، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

[2] فتح الباری: (١/ ٤١٩)۔

Marfat.com

مسند احمد کی روایت میں ہے کہ ابوسفیان نے کہا:

محمد! آپ کی ہلاک ہوگئی، اللہ عزوجل سے دعا کریں کہ وہ ان سے خشک سالی دُور کردے۔

آپ نے ان کے لیے دعا کردی اور پھر کہا:

اللہ! اگر یہ دوبارہ سرکشی کریں تو ان پر یہ عذاب پھر سے مسلط کردے۔ پھر آپ نے یہ آیات پڑھیں:

﴿ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝١٠ يَغْشَى النَّاسَ ۖ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝١١ رَّبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۝١٢ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ۝١٣ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ۝١٤ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا ۚ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۝١٥ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ۝١٦ ﴾ 1

''اس دن کا انتظار کرو جب آسمان صریح دھواں لائے گا۔ جو لوگوں کو گھیر لے گا، یہ دردناک عذاب ہے۔ کہیں گے: ہمارے رب! یہ آفت ہم سے دُور کر دے ہم ایمان لاتے ہیں۔ ان کے لیے نصیحت کہاں ہے! کھول کھول کر بیان کرنے والے رسول ان کے پاس آچکے۔ پھر بھی انہوں نے منہ موڑا اور کہہ دیا کہ سکھایا پڑھایا ہوا باؤلا ہے۔ ہم عذاب کو تھوڑا دُور کردیں گے تو تم پھر اپنی اسی حالت پر آجاؤ گے۔ جس دن ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے، بالیقین ہم بدلہ لینے والے ہیں۔''

بڑی پکڑ سے مراد غزوۂ بدر ہے۔ 2

کفارِ قریش جانتے تھے کہ اللہ کے رسول اللہ کے ہاں مستجاب الدعوات ہیں، تو وہ آپ کے پاس بارش کی دعا کروانے آتے اور انہیں اس بات کا پورا پورا یقین ہوتا تھا کہ اللہ اپنے نبی اور حبیب (ﷺ) کی دعا رد نہیں کرے گا:

---

1 ٤٤/الدخان: ١٠-١٦۔

2 بخاری، ح:١٠٠٧؛ مسلم، ح:٢٧٩٨؛ احمد، ح:٤١٤٩۔

Marfat.com

﴿فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿٣٣﴾﴾ [1]

''بیشک وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ وہ ظالم لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔''

عتیبہ کے متعلق آپ کی التجا کی قبولیت

عتیبہ بن ابولہب نے قرآن کا مذاق اڑایا اور اپنے ماں باپ کے ساتھ ہی ہلاک ہونے والوں میں درج کر دیا گیا۔ نبی ﷺ نے اسے درندے کی داڑھوں میں مرنے کی بد دعا دی:

((اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ))

''اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو مسلط کر دے۔''

اللہ نے اپنے نبی کی التجا قبول کر لی چنانچہ عتیبہ بن ابولہب شام جانے والے قافلے کے ساتھ نکلا اور جب رات ہوئی اور تجارتی قافلہ جنگل میں پڑاؤ ڈالنے لگا تو اس نے کہا:

مجھے محمد (ﷺ) کی دعا سے ڈر لگ رہا ہے، قافلہ والوں نے اس کے اردگرد اپنا سامان رکھ دیا اور اس کی حفاظت کرنے بیٹھ گئے، ایک شیر آیا اور سواریوں کے اوپر سے چھلانگ لگا کر اس پر جھپٹا اور اسے کھینچ کر لے گیا۔ [2]

ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ ابولہب نے کہا:

مجھے یقین تھا کہ یہ محمد کی بد دعا سے بچ نہ سکے گا۔ [3]

حسان بن ثابت نے کیا خوب کہا ہے:

مَنْ يُرْجِعُ الْعَامَ اِلٰى اَهْلِهٖ
فَمَا أَكِيلُ السَّبُعِ بِالرَّاجِعِ

''سال بھر میں کوئی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتا ہے تو لوٹ سکتا ہے لیکن درندے کا کھایا ہوا کبھی نہ لوٹ سکے گا۔''

ایک متکبر کے متعلق آپ کی التجا کی قبولیت

بسر اشجعی نبی ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا، وہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا، آپ نے

---

[1] ٦/الانعام: ٣٣۔ [2] حاکم: (٢/ ٥٨٨) نے صحیح کہا اور ذہبی نے ان سے موافقت کی۔ ابن حجر نے فتح الباری: (٤/ ٢٩) میں اسے حسن قرار دیا ہے۔

[3] تفسیر ابن کثیر: ٤/ ٣١٦ء۔

Marfat.com

اسے دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا یاد دلایا تو وہ ازراہِ تکبر کہنے لگا:

مَیں نہیں کھا سکتا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: تو پھر (دائیں ہاتھ سے) نہ کھا سکے گا۔

اس کے بعد وہ شخص زندگی بھر اپنا دایاں ہاتھ منہ تک نہ لے جا سکا۔ [1]

اللہ نے اس کے حق میں اپنے نبی کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ فوراً قبول کر لیے اور آپ کی بددعا سے اس کا ہاتھ فوراً شل ہو گیا۔

یہ اس بات کی سزا تھی کہ وہ حق کے سامنے اکڑ گیا اور اس کے سامنے سرنگوں نہ ہوا۔

آپ کی تسلی وتشفی کو مسترد کرنے والے بدو پر آپ کی بددعا کی قبولیت

اسی طرح ایک بدو بھی پیغمبر کی تسلی وتشفی کو مسترد کر کے آپ ﷺ کی بددعا کی زد میں آ گیا۔ آپ ﷺ اس کی بیمار پرسی کرنے کے لیے گئے اور اسے تسلی دینے کی غرض سے فرمایا:

((لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ))

''کوئی نقصان نہیں، اللہ نے چاہا تو یہ (بخار) گناہ سے پاک ہونے کا سبب بن جائے گا۔''

بدو نے اس بات کا جو جواب دیا وہ اللہ کے متعلق بدظنی اور مایوسی سے بھرا ہوا تھا، وہ کہنے لگا:

آپ کہتے ہیں کہ یہ گناہوں سے پاک ہونے کا سبب بنے گا؟ یہ تو جوش مارتا ہوا بخار ہے جو بوڑھے پھونس کو قبریں دکھا کر رہے گا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: چلو پھر ایسے ہی سہی۔ [2]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس روایت کے بعض طرق اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ اسے علاماتِ نبوت میں درج کیا جائے کیونکہ طبرانی و دیگر نے اسے بیان کر کے آخر میں یہ بھی روایت کیا ہے کہ

---

[1] مسلم، ح: ۲۰۲۱۔ [2] بخاری، ح: ۵۶۵۶۔

Marfat.com

نبی ﷺ نے فرمایا:

جب آپ نے میری تسلی قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے تو پھر ایسا ہی ہوگا جیسے آپ کہہ رہے ہیں، اللہ کا کرنا ہو کر رہے گا، اگلے دن کی شام نہ ہوئی تھی کہ وہ مر چکا تھا۔ [1]

یہ اور اس طرح کی مستجاب دعائیں اللہ کے اپنے نبی سے راضی ہونے اور اسے اپنی تائید سے نوازنے کی دلیل ہیں کیونکہ اگر آپ نبوت و رسالت کے بارے میں از خود کوئی بات بنا لیتے اور اسے اللہ کی طرف منسوب کر دیتے تو اللہ آپ کو رسوا کر کے ہلاک کر دیتا:

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ﴿٤٤﴾ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ﴿٤٥﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ﴿٤٦﴾ فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿٤٧﴾﴾ [2]

''اگر یہ (پیغمبر) ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنا لاتا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے۔ پھر اس کی رگِ گردن کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔'' [3]

❀❀.....❀.....❀❀

---

[1] فتح الباري: ٦/ ٧٢٢۔ [2] ٦٩/ الحاقة: ٤٤-٤٧۔

[3] آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول تھے اور آپ بغیر الٰہی وحی کے کوئی بات نہ فرماتے تھے۔ آپ کی صداقت کا ڈنکا صدیوں سے بج رہا ہے اور آپ کا دین مشرق بعید سے مغرب بعید تک پھیل گیا اور دنیا میں کوئی ایسی گھڑی نہیں جس میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی صدا بلند نہ ہو رہی ہو۔ (مترجم)

Marfat.com

اللہ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت

اللہ کا اپنے انبیاء کی حفاظت کرنا اور ان میں سے جسے چاہا ان کے دشمنوں کے قبضے سے نجات دینا، اس کے باوجود کہ احمق انہیں نقصان پہنچانے کے منتظر تھے، نبوت کے دلائل میں شامل ہے۔ نوح علیہ السلام اپنی قوم کے کفار کو چیلنج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَ تَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴾ [1]

"میری قوم! اگر تمہیں میرا یہاں ٹھہرنا اور تمہیں اللہ کی آیات سے نصیحت کرنا برداشت نہیں ہے تو میں نے اللہ پر توکل کیا ہے، تم اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر میرے بارے میں فیصلہ کرلو اور پھر تمہارا وہ فیصلہ تم میں سے کسی پر پوشیدہ نہ رہے اور پھر وہ کام میرے بارے میں کرگزرو اور مجھے (کسی قسم کی) مہلت نہ دو۔"

چنانچہ وہ نوح علیہ السلام کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے۔ کیونکہ اللہ نے ان کی حفاظت کی تھی۔ اور انہی کی طرح ان کے بھائی ہود علیہ السلام نے فرمایا:

﴿ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ اشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَ رَبِّكُمْ ﴾ [2]

"انہوں نے کہا: میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ جنہیں تم (اللہ کا) شریک بناتے ہو، میں ان سے بیزار ہوں، تم سب مل کر میرے بارے میں جو تدبیر کرنا چاہتے ہو کرلو، پھر مجھے مہلت نہ دو، میں اللہ پر، جو میرا اور تمہارا رب ہے، بھروسا کرتا ہوں۔"

اور جب بیوقوفوں نے ابراہیم علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا اور انہیں جلانے کے لیے آگ میں

---

[1] ۱۰/یونس: ۷۱۔ [2] ۱۱/ہود: ۵۴ـ۵۶۔

Marfat.com

ڈال دیا تو اللہ نے اپنی قدرت اور فضل سے انہیں نجات دی:

﴿قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝﴾ [1]

''انہوں نے کہا: اُسے جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو، اگر ہو تم (کچھ) کرنے والے۔ ہم نے کہا: آگ! تُو ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا، اور انہوں نے ان کا بُرا کرنا چاہا تو ہم نے ان (بُری چال چلنے والوں) کو بہت زیادہ خسارا اٹھانے والوں میں کر دیا۔''

اسی طرح ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ بھی یہی صورتِ حال تھی کہ اللہ نے آپ کو اُن سازشوں سے نجات دی جن کا سامنا آپ علیہ الصلاۃ والسلام اپنی بعثت کے وقت سے کر رہے تھے۔ اللہ نے آپ کو آپ کے دشمنوں کے مکروفریب اور زیادتیوں سے محفوظ رہنے کی خبر دی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ﴾ [2]

''رسول! انہیں وہ چیز پہنچا دیجیے جو آپ کے رب کی طرف سے آپ کی طرف نازل ہوئی ہے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو پھر آپ نے اس کی رسالت نہ پہنچائی اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔''

ابن کثیر فرماتے ہیں:

آپ میری رسالت پہنچا دیجیے اور مَیں آپ کا نگہبان اور مددگار ہوں اور آپ کے دشمنوں کے مقابلے میں آپ کو تقویت دینے والا ہوں اور آپ کو اُن پر کامیابی عطا کرنے والا ہوں، لہٰذا ڈریں نہ غم کریں۔ ان میں سے کوئی بھی آپ کو (جان لیوا) دُکھ نہیں پہنچا سکتا۔ [3]

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی پہرے داری کی جاتی تھی حتی کہ یہ آیت نازل

---

[1] ۲۱/الانبیاء: ۶۸۔۷۰۔ [2] ۵/المائدۃ: ۶۷۔

[3] تفسیر القرآن العظیم: ۳/ ۱۴۳۔

Marfat.com

ہوئی:

﴿ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾ [1]

اللہ کے رسول ﷺ نے خیمے سے سر باہر نکالا اور لوگوں سے فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ انْصَرِفُوا عَنِّي فَقَدْ عَصَمَنِيَ اللّٰهُ)) [2]

''لوگو! واپس چلے جاؤ مجھے اللہ نے بچالیا ہے۔''

اس آیت میں نبوت کی دو دلیلیں ثابت ہوئیں: ایک تو اللہ کا آپ ﷺ کو اس بات کی خبر دینا کہ وہ آپ کی حفاظت کرے گا اور ایسا ہی ہوا۔

ماوردی فرماتے ہیں:

آپ کا اپنے دشمنوں سے محفوظ رہنا آپ کے معجزات میں سے ہے، دیکھیے ان کا جم غفیر اور کثیر نفری تھی اور وہ آپ کا کام تمام کرنے اور جلا وطن کرنے کا شدید مطالبہ رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود آپ ان کے درمیان بڑی قوت وغلبہ سے ڈٹے رہے، وہ (کفار) اکٹھے ہوتے اور اپنی عددی کثرت پر فخر کرتے، ان کی چھچھلتی نگاہیں آپ کا پیچھا کرتیں مگر خوف کے مارے ان کے ہاتھ واپس پلٹ آتے، آپ کے صحابہ اپنے بچاؤ کے لیے ہجرت کر گئے، یہاں تک کہ آپ نے ان میں تیرہ سال مکمل کیے، پھر بحفاظت ہجرت کر گئے، (دورانِ ہجرت میں) آپ کے جسم کو کوئی زخم نہیں آیا۔ یہ سب کچھ اس وعدۂ تحفظ کی بدولت ہوا جو اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا تھا، وہ واقع ہو کر رہا، چنانچہ اللہ نے فرمایا: ﴿ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾ [3] چنانچہ اللہ نے آپ کو اُن (دشمنوں) سے بچائے رکھا۔ [4]

دلائلِ نبوت کی دوسری دلیل ہر اس شخص پر آشکارا ہوگی جو یہ جانتا ہو کہ دشمنوں کا قصد نبی ﷺ کو شہید کرنا تھا تو صحابہ آپ کو لاحق خطرات کے پیش نظر آپ کی پہرے داری کیا کرتے تھے، جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے انہیں اپنی پہرے داری سے واپس بھیج دیا کیونکہ آپ کو اللہ کے نازل کردہ وعدے پر پورا یقین تھا اور اگر آپ خلافِ حقیقت دعوئے نبوت کرنے والے ہوتے تو اپنے آپ کو خطرات کے حوالے نہ کرتے۔ اس کی تصدیق

---

[1] ٥/المائدة:٦٧۔ [2] ترمذي: (٣٠٤٦)۔ البانی نے اسے السلسلة الصحيحة: (٢١٨٩) میں صحیح کہا ہے۔ [3] ٥/المائدة : ٦٧۔ [4] اعلام النبوة، ص:١٢٧۔

Marfat.com

مستشرق بارٹلمی ہیلر نے بھی کی ہے۔ جب اللہ نے اپنے رسول کے ساتھ جو اُن کی حفاظت کا وعدہ کیا: ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط﴾ [1] تو اُنہوں نے اپنے محافظ واپس بھیج دیے۔ کوئی انسان اپنے آپ پر جھوٹ نہیں بولتا اگر اس قرآن کا منبع آسمان کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو محمد ﷺ ہمیشہ اپنے ساتھ محافظ (حفاظتی دستہ) رکھتے۔ [2]

نبی ﷺ کی نبوت پر اللہ کی تائید، آپ کی جانی حفاظت اور آپ کے دین کی نصرت سے استدلال کرتے ہوئے ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

اللہ نے آپ کی ایسی تائید کی کہ ایسی تائید سوائے انبیاء کے اور کسی کی نہیں ہوسکتی بلکہ اللہ کا کوئی نبی اس قدر تائید نہیں کیا گیا جس قدر آپ تائید کیے گئے، مزید براں آپ افضل ترین کتاب کے ساتھ افضل ترین امت کی طرف افضل ترین شریعت دے کر بھیجے گئے اور اللہ نے آپ کو اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار بنایا۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں میں سے کوئی ایسا آدمی معلوم نہیں ہوسکا کہ اللہ نے اس کی جڑ نہ کاٹ دی ہو اور اسے ذلیل نہ کیا ہو اور اس کے جھوٹ اور فسق و فجور کو بے نقاب نہ کیا ہو۔ نبوت کا دعویٰ کرنے والوں میں سے جس کسی کی اللہ نے تائید کی وہ سچا ہی تھا جیسے حضرت نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، داؤد اور سلیمان کی مدد کی، حضرت شعیب، ہود اور صالح کی بھی اللہ نے تائید کی۔ اللہ کا دستور ہے کہ وہ اپنے رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان لوگوں کی بھی جو ایمان قبول کر لیتے ہیں دنیا میں بھی اور اس (قیامت کے) دن بھی جس دن گواہ کھڑے ہوں گے۔ یہ امرِ واقع ہے، جو شخص کسی معاملے کی حقیقت محض اللہ کے دستور اور عادت سے جاننے کا خوگر ہے تو وہ جان لے کہ یہ اللہ کا دستور ہے وہ جھوٹے مدعی نبوت کی تائید نہیں کرتا، وہ آدمی تو اس طرح معلوم کر لے گا، اور جو شخص اللہ کی حکمت کے ذریعے جاننے کا خوگر ہے تو وہ جانتا ہے کہ اللہ اُس شخص کی کبھی تائید نہیں کرتا جو اُس پر جھوٹ بول کر نبوت کا دعویٰ کرے۔ [3]

---

[1] ٥/المائدة: ٦٧۔

[2] ربحتُ مُحَمَّدًا وَلَمْ اَخسرِ المَسِيْح (ص:١٠٨) از عبدالمعطی دلالاتی۔

[3] الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح: ١/ ٤١٠۔

Marfat.com

قریش کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا معاہدہ

اللہ کے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کی کئی صورتیں ہیں۔ان میں سے ایک تو یہ ہے ایک مرتبہ قریش حِجر (حطیم کعبہ) میں جمع ہوئے اور لات وعزیٰ اور تیسرے منات کی قسم کھا کر کہا کہ اگر محمد ہمیں (یہاں) نظر آیا تو ہم یکبارگی اس پر جھپٹ پڑیں گے اور اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک کہ اسے قتل نہ کردیں۔آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی ہوئی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور کہنے لگیں:

قریش کے یہ سردار باہم معاہدہ کر چکے ہیں کہ اگر وہ آپ کو دیکھ پائیں گے تو وہ آپ کی طرف بڑھ کر آپ کو قتل کردیں گے اور ان میں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جسے آپ کی دیت کا اپنا حصہ معلوم نہ ہو۔ [1]

آپ نے فرمایا: میری پیاری بیٹی! مجھے وضو کا پانی لادیں۔

چنانچہ آپ نے وضو کیا اور ان کے پاس مسجد حرام میں داخل ہوئے، جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو بولے: لو یہ آ گیا۔اُنہوں نے اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اُن کی ٹھوڑیاں اُن کے سینوں پر گر پڑیں اور جہاں کہیں بیٹھے تھے دہشت زدہ ہوکر بیٹھے ہی رہ گئے۔آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ نہ سکے اور اُن میں سے کسی کو اُٹھنے کی ہمت بھی نہ ہوئی۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف متوجہ ہوئے، آپ اُن کے سروں پر کھڑے ہوگئے اور مٹھی بھر مٹی لی اور فرمایا:

((شَاهَتِ الْوُجُوْهُ)) ''چہرے بگڑ جائیں۔''

اور وہ مٹی ان کی طرف پھینک دی۔

ابنِ عباس فرماتے ہیں:

اس مٹی کا ذرہ جس جس کافر کو لگا، وہ غزوہ بدر میں حالتِ کفر میں قتل ہوا۔ [2]

---

[1] اس وقت کے دستور کے مطابق قاتل کو مقتول کی دیت ادا کرنا لازم ہوتا تھا۔لہٰذا جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا، انہوں نے یہ بھی طے کرلیا تھا کہ کس کے حصے میں (آپ کے قتل کے نتیجے) کتنی دیت آئے گی۔(مترجم) [2] مسند احمد: (۲۷۵۷)، مستدرک حاکم: ۳/ ۱۷۰، ہیثمی نے مجمع الزوائد: (۸/ ۲۲۸) میں اسے صحیح کہا ہے۔

Marfat.com

اللہ اکبر! قریش اپنے تکبر اور غرور میں ایک نہتے آدمی کو قتل کرنے کے لیے اپنے معبودوں کی قسم کھاتے ہیں، پھر ان میں سے کسی کو اپنے عزم پر عمل کرنے کی ہمت نہیں ہوتی بلکہ آپ ﷺ اُن کے سر پر کھڑے ہو کر انہیں چیلنج کرتے ہیں اور اُن کی طرف سنگریزے پھینکتے ہیں اور ان کے گھٹیا پن اور بے بسی کو طشت از بام کر دیتے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہوتا؟ بڑی عظمت والا اللہ اُن (نبی) کی تائید کر رہا تھا اور اُنہیں قوت نصیب کر رہا ہے۔ وہ فرماتا ہے:

﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ [1]

''اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔''

ابو جہل کی جہالت اور فرشتوں کا اسے روکنا

اس امت کے فرعون ابو جہل نے بھی نبی ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ ایک دن مکہ کی گلیوں میں تکبر اور غرور سے چور ہو کر اتراتا ہوا آیا اور کہنے لگا:

کیا محمد تمہاری موجودگی میں سجدہ ریز ہوتا ہے؟

اسے جواب ملا: ہاں۔

اس نے کہا: لات وعزیٰ کی قسم! اگر مَیں نے اسے ایسا کرتے دیکھ لیا تو اس کی گردن روند ڈالوں گا یا سجدے میں ہی اس کے چہرے کو خاک آلود کر دوں گا۔

چنانچہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، وہ اس ارادے سے آگے بڑھا کہ آپ کی گردن روندے تو اچانک الٹے پاؤں پیچھے ہٹنے لگا اور اپنے منہ کو ہاتھوں سے بچانے لگا۔ اسے کہا گیا کہ تجھے کیا ہوا؟

اس نے کہا: میرے اور اس کے درمیان آگ کی خندق اور ہولناک منظر ہے، کسی چیز کے بہت سے پَر ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ دَنَا مِنِّيْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا)) [2]

''اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اُچک لیتے۔''

---

[1] ٥/المائدة: ٦٧۔ [2] مسلم، ح: ٢٧٩٧۔

Marfat.com

یہ عظیم معجزہ تھا جو اسلام کے دشمن ابوجہل نے دیکھا۔ اس نے اللہ کے فرشتوں کے پر بھی دیکھ لیے جو نبی ﷺ کو بچا رہے تھے اور اس نے اس بات کا یقین کرلیا کہ اللہ نے اپنے لشکر اور اپنی مدد سے انہیں بچایا ہے لیکن تکبر اور سرداری کی حرص و مَحبت کی وجہ سے حق کے سامنے سرنگوں نہ ہوا، اس کا اور دیگر مشرکین کا حال وہ ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے:

﴿ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝۳۳ ﴾ [1]

”وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن وہ ظالم اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔“

نووی فرماتے ہیں:

اِس حدیث کی طرح کی بہت سی مثالیں ہیں کہ اللہ نے ابوجہل وغیرہ سے، جنہوں نے آپ کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا، آپ ﷺ کو محفوظ رکھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ واللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾ [2]، [3]

غزوہ اُحد میں آپ کی حفاظت کے لیے فرشتوں کا نزول

جس طرح فرشتوں نے نبی ﷺ کو ابوجہل سے بچایا، اسی طرح غزوہ اُحد میں بھی بچایا تھا، اس روز مشرکین چاروں اطراف سے آپ پر پل پڑے تھے اور آپ کے صحابہ شکست خوردہ ہوکر آپ سے جُدا ہو چکے تھے۔ صحیحین میں ہے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
مَیں نے غزوہ اُحد میں دو آدمی دیکھے جن پر سفید کپڑے تھے؛ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے دائیں اور بائیں موجود رہے جو مَیں نے اس دن سے پہلے اور بعد کبھی نہ دیکھے، ان سے مراد جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام ہیں۔ [4]

نووی فرماتے ہیں:

اس حدیث میں نبی ﷺ کے اللہ تعالیٰ کے ہاں احترام کا بیان ہے، اور اُس نے آپ کے اردگرد جنگ کرنے کے لیے اپنے فرشتوں کو نازل کیا، اس چیز کا بیان ہے کہ فرشتے قتال کرتے ہیں، اس چیز کا بھی بیان کہ فرشتوں کا قتال میں شریک ہونا غزوہ بدر سے مختص

---

[1] ٦/الانعام: ٣٣۔ [2] ٥/المائدة: ٦٧۔
[3] شرح مسلم ازنووی: ١٧/ ١٤٠۔ [4] بخاری، ح: ٤٠٥٤؛ مسلم، ح: ٢٣٠٦۔

Marfat.com

نہیں۔ 1

اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُم جمیل کی بدکلامی سے محفوظ رکھنا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں میں سے جو لوگ مشرک تھے وہ بھی آپ کو ایذاء پہنچانے اور آپ کے خلاف منصوبہ بندی کرنے سے پیچھے نہیں رہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿ تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝ ﴾ 2 نازل ہوا تو آپ کے چچا ابولہب کی بیوی ام جمیل آپ کی طرف آتی ہے، اس وقت آپ کے پاس ابوبکر بھی موجود تھے، جب ابوبکر نے اسے اپنی طرف آتے دیکھا تو اللہ کے رسول سے عرض کی:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بدزبان عورت ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ یہ آپ کو ایذاء پہنچائے گی، اگر آپ (یہاں سے) اُٹھ جائیں تو بہتر ہوگا۔

آپ نے فرمایا:

وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی۔ چنانچہ ام جمیل آئی اور ابوبکر سے کہنے لگی:

تمہارے صاحب نے میری ہجو کی ہے!

ابوبکر نے فرمایا: نہیں! آپ تو شعر کہنا جانتے ہی نہیں۔

وہ کہنے لگی: تو میرے نزدیک سچا ہے اور (یہ کہہ کر) وہ پلٹ گئی۔

ابوبکر نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس نے آپ کو دیکھا نہیں؟

آپ نے فرمایا: نہیں۔ ایک فرشتے نے مجھے اپنے پَر سے چھپالیا تھا۔ 3

دورانِ ہجرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت

قریش نے ہجرت سے قبل کئی مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا قصد کیا لیکن اللہ نے آپ کو اُن سے بچالیا اور اُن سے نجات دی، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کا عزم کرلیا تو وہ آپ کے گھر کے دروازے کے پاس گھات لگا کر بیٹھ گئے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام ان کے درمیان سے نکلے، اللہ نے ان (قریش) کی آنکھیں اندھی کردیں اور وہ آپ کو نکلتے

---

1 شرح مسلم: ١٥/ ٦٦۔ 2 ١١١/اللهب:١۔ 3 مسند ابو یعلی، ح: ٢٣٥؛ البزار، ح: ٢٢٩٤؛ ابن حبان: (٦٥١١) نے اسے صحیح کہا ہے۔

Marfat.com

ہوئے دیکھ بھی نہ سکے۔ 1

اللہ سبحانہ نے اس واقعہ کے متعلق فرمایا:

﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝﴾ 2

''اور جب وہ (کافر) آپ کے بارے میں چال چل رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں، جان سے مار ڈالیں یا (مکہ سے) نکال دیں تو (اُدھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (اِدھر) اللہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔''

اللہ نے اُن (کفار) کی چال کو اُن کے سامنے پلٹ دیا اور اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو بچا لیا۔ آپ ﷺ اللہ کی نگہبانی میں مکہ سے چھپ کر نکلے اور اپنے رفیق (صحابی) ابوبکر کو لے کر غارِ ثور تک پہنچ گئے اور مشرکین مکہ کی نگاہوں سے بچنے کے لیے غار میں داخل ہو گئے، وہ بھی آپ کی تلاش میں غار تک جا پہنچے اور اس کے دھانے پر کھڑے ہو گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہلاکت کا گمان ہونے لگا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی: اگر اِن میں سے کسی نے اپنے پاؤں کی طرف نظر ڈال لی تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔

نبی ﷺ نے اپنے رب کی طرف سے عطا کردہ پُراعتماد زبان سے اس پر توکل کرتے ہوئے اور اس بات پر یقین کرتے ہوئے کہ وہ انہیں آپ کے دشمنوں کے سپرد نہ کرے گا، یہ جواب دیا:

((مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللَّهُ ثَالِثُهُمَا)) 3

''ابوبکر! آپ کا اُن دو کے بارے کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ ہے!''

جی ہاں، اللہ ان کے ساتھ تھا، وہ ان کی مدد کر رہا تھا اور انہیں بچا رہا تھا:

﴿إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا

---

1 دیکھیے الروض الانف فی شرح سیرة ابن هشام از سهیلی: ٤/ ١٧٨۔

2 ٨/الانفال: ٣٠۔ 3 بخاری، ح: ٣٦٥٣؛ مسلم، ح: ٢٣٨١۔

Marfat.com

السُّفْلٰى ؕ وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝﴾ [1]

''اگر تم آپ کی نصرت نہ کرو گے تو اللہ نے آپ کی (اس وقت) مدد کی جب نکال دیا تھا کافروں نے ان دو میں سے دوسرے کو، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے رفیق [2] سے فرما رہے تھے کہ آپ غم نہ کریں، اللہ ہمارے ساتھ ہے، تو اللہ نے آپ پر اپنی سکینت نازل کی اور آپ کی ایسے لشکروں سے مدد کی جنہیں تم نے نہیں دیکھا تھا اور اس نے کافروں کے کلمے کو پست کر دیا اور اللہ کا کلمہ بلند ہی رہا اور اللہ بہت غالب، بھرپور حکمت والا ہے۔''

اس طرح اللہ نے ان کے سامنے اپنے نبی ﷺ کو نجات دی اور وہ ازسرِنو عازمِ مدینہ ہوئے، اس تمام سفر میں اللہ کی عنایت شاملِ حال رہی اور ان کی نگہبانی کرتی رہی۔

قریش نے ہار نہ مانی اور نبی ﷺ کو پکڑنے اور قتل کرانے کی کوشش سے باز نہ آئے، لہٰذا اُنہوں نے قبائلِ عرب کی طرف پیغامات بھیج دیے کہ وہ نبی ﷺ اور ان کے رفیق (ابوبکر) کو قتل کر دیں تو انہیں انعامات دیے جائیں گے، لیکن وہ دونوں اللہ کی نگہبانی اور امان میں چلتے رہے۔ اللہ کے نبی وادی قُدَید سے گزر رہے تھے کہ سراقہ بن مالک نے آپ کو جالیا، صِدّیق فرماتے ہیں:

جب ہم پتھریلی زمین پر پہنچے تو سراقہ بن مالک ہمارے پیچھے پہنچ گیا۔

میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم پکڑے گئے!

آپ نے فرمایا: ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾

''غم نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

آپ نے اس کے خلاف دُعا کی تو اُس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔

بخاری کی ایک روایت میں سراقہ اپنی کہانی خود سناتا ہے، وہ کہتا ہے:

مَیں نے رسول اللہ ﷺ کی قراءت سنی اور آپ دائیں بائیں جھانکے بغیر سیدھے

---

[1] ۹/التوبۃ: ۴۰۔

[2] قرآنی لفظ صَاحِبِهٖ سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم ﷺ کا صحابی ہونا ثابت ہوتا ہے، صَاحِبِهٖ کی صحابیت کا منکر کسی کے بھی صحابی ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ (مترجم)

Marfat.com

چلتے جارہے تھے جبکہ ابوبکر (آپ ﷺ کی حفاظت کی خاطر) بہ کثرت ادھر اُدھر جھانکتے جارہے تھے، اسی دوران میں میرے گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں زمین میں گھٹنوں تک دھنس گئے، مَیں اس پر سے زمین پر جا گرا، پھر مَیں نے اسے ڈانٹا تو وہ بڑی مشکل سے پاؤں نکال کر اٹھ سکا، جب وہ زور لگا کر کھڑا ہوا تو اس کے پاؤں سے دھوئیں کی طرح فضا میں گرد اُٹھی۔ [1]

سراقہ کہتے ہیں: مَیں نے ان سے کہا:

مجھے پتا ہے کہ تم دونوں نے میرے بارے میں بددعا کی ہے لیکن اب میرے لیے دعا کریں، مَیں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ مَیں تمہاری تلاش سے لوگوں کو روک دوں گا۔ آپ ﷺ نے اللہ سے دعا کی تو وہ بچ گیا۔ وہ واپس پلٹا، وہ تلاش کرنے والوں کو یہ کہہ کر واپس کر دیتا کہ واپس چلے جاؤ، مَیں تمہاری طرف سے اس کے لیے کافی ہوں۔ وہ اس طرف نہیں ہیں۔ وہ جس کسی سے ملتا اسے واپس لوٹا دیتا۔ [2]

انس فرماتے ہیں: وہ دن کے ابتدائی حصے میں اللہ کے نبی ﷺ پر حملہ آور ہونے جارہا تھا اور پچھلے پہر آپ کا محافظ بنا ہوا تھا۔ [3]

چنانچہ نبی کو اللہ کا سراقہ سے بچانا ہی اس کے اسلام قبول کرنے اور نبی ﷺ کی حفاظت کا سبب بن گیا۔ چنانچہ وہ ابوجہل کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے:

أَبَا حَكَمٍ وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتَ شَاهِدًا
لِأَمْرِ جَوَادِيْ إِذْ تَسُوْخُ قَوَائِمُهُ
عَلِمْتَ وَلَمْ تَشُكْ بِأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلٌ
بِبُرْهَانٍ فَمَنْ ذَا يُقَاوِمُهُ [4]

"ابوالحکم (ابوجہل) اللہ کی قسم! اگر تُو میرے برق رفتار گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنسنے کا مشاہدہ کرتا تو تُو بلاشبہ یقین کر لیتا اور تجھے بالکل شک نہ رہتا کہ محمد (ﷺ) دلیل کی رُو سے اللہ کے رسول ہیں، ان کا مقابلہ کون کرسکتا ہے۔"

---

[1] بخاری، ح: ۳۹۰۶۔ [2] بخاری، ح: ۳۶۱۵؛ مسلم، ح: ۲۰۰۹۔
[3] بخاری، ح: ۳۹۱۱۔ [4] فتح الباری: ۷/ ۲۸۶۔

Marfat.com

صفوان اور عمیر کی خطرناک سازش سے آپ کی حفاظت

جب مشرکین مکہ اللہ کی قوت کے مقابلے میں غزوہ بدر میں شکست کھا کر واپس لوٹے تو عمیر بن وہب، صفوان بن امیہ کے پاس حجر (حطیم) میں آکر بیٹھ گیا، صفوان بولا: بدر کے مقتولین کے بعد اللہ نے ہماری زندگی قبیح بنادی ہے۔

عمیر بولا: ہاں بلاشبہہ ان کے بعد زندگی میں کوئی خیر نہیں، اگر میرے اوپر قرض نہ ہوتا جس کے ادا کرنے کی مجھ میں استطاعت نہیں، اور میرے اہل وعیال کی، جن کے لیے مَیں نے کچھ نہیں چھوڑا، گزربسر کا کوئی ذریعہ ہوتا تو مَیں یقیناً محمد کی طرف چل پڑتا اور اسے دیکھتے ہی قتل کردیتا کیونکہ میرے پاس اس کے پاس جانے کا بہانہ ہے، وہ یہ کہ مَیں کہوں گا کہ مَیں اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے آیا ہوں۔

صفوان عمیر کے اقدام اور منصوبے سے بہت خوش ہوا اور اس کے منصوبے کی تکمیل کے سامنے پیش آنے والی رکاوٹیں دُور کرنے لگا۔ اور کہنے لگا:

تیرا قرض میرے ذمے رہا اور تیرے اہل وعیال کا خرچ میرے اہل وعیال کے برابر ہوگا، میرا جہاں تک بس چلا مَیں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھوں گا۔

چنانچہ دونوں کا اس پر اتفاق ہوگیا اور صفوان نے اسے روانہ کیا، اسے زادِراہ دیا اور سواری کی لگام تھمادی اور عمیر کی تلوار کو تیز کروانے اور زہر میں بجھانے کا حکم دیا، عمیر نے کہا:

چند دن میری خبر کو افشامت کرنا۔ عمیر مدینے پہنچ گیا، مسجد (نبوی) کے دروازے پر سواری سے اترا، سواری باندھی، تلوار تھام لی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف چل پڑا، عمر اس وقت انصار کے بہت سے افراد میں تشریف فرما تھے، جب انہوں نے عمیر کو دیکھا تو گھبرا گئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور درخواست کی کہ اللہ کے رسول! اس پر کسی بارے میں اعتبار نہ کیجیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ۔

عمر باہر نکلے اور آپ کے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے جائیں اور عمیر پر نگاہ رکھیں۔

Marfat.com

چنانچہ عمر اور عمیر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اس وقت عمیر کے پاس تلوار بھی تھی۔
اللہ کے رسول ﷺ نے عمیر سے فرمایا:
آپ اس سے پیچھے ہٹ جائیں۔
جب عمیر (آپ ﷺ کے) قریب ہوا تو آپ نے پوچھا:
عمیر! کیسے آنا ہوا؟

اس نے کہا: آپ کے پاس ہمارا قیدی ہے، اسے لینے آیا ہوں اور آپ ہم سے فدیہ لے کر ہمارا قیدی رہا کر دیں، آپ ہمارے خاندان اور قبیلے کے آدمی ہیں۔
آپ ﷺ نے پوچھا: یہ جو تلوار گلے میں حمائل کر رکھی ہے یہ کس لیے ہے؟
عُمیر نے جواب دیا: اللہ ان تلواروں کا بُرا کرے! یہ ہمارے کس کام آئی ہیں! مَیں (سواری سے) اترتے وقت اسے گلے سے اُتارنا بھول گیا ہوں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمیر سچ سچ بتا، کیسے آیا ہے؟
اس نے جواب دیا: مَیں اپنا قیدی مانگنے آیا ہوں۔
نبی ﷺ نے اسے یہ بتا کر ششدر کر دیا کہ حجر (حطیم) میں صفوان سے کیا شرط طے کی ہے؟

عمیر گھبرا گیا اور بولا: مَیں نے کیا شرط کی ہے؟
آپ نے اس شخص کا سا جواب دیا جسے اللہ خبیر نے خبر دی ہو، آپ نے فرمایا:
تُو نے اس کی خاطر میرے قتل کی ذمہ داری اٹھائی ہے اس شرط پر کہ وہ تیری اولاد کی کفالت کرے گا اور تیرا قرض ادا کر دے گا۔ جبکہ تیرے اور تیرے منصوبے کے درمیان اللہ رکاوٹ ہے۔

عمیر نے کہا: مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور مَیں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اللہ کے رسول! ہم آپ کو وحی کے بارے میں اور آپ کی آسمان سے آنے والی کتاب کے بارے جھٹلاتے تھے۔ یہ بات میرے اور صفوان کے درمیان حجر میں ہوئی تھی اور

Marfat.com

کسی کو اس کی خبر بھی نہ تھی تو اس کی خبر آپ کو اللہ نے دی ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ مجھے اس بہانے یہاں لے آیا۔ مسلمان بہت خوش ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے عمیر سے فرمایا: بیٹھیں ہم آپ کے ساتھ غمگساری کریں، آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا:

((عَلِّمُوْا اَخَاكُمُ الْقُرْاٰنَ وَاَطْلِقُوْا لَهٗ أَسِيْرَهٗ))

''اپنے بھائی کو قرآن سکھاؤ اور اس کی خاطر اس کا قیدی چھوڑ دو۔''

عمیر نے درخواست کر دی کہ اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے کہ میں قریش کے ہاں جاؤں اور انہیں اللہ اور اسلام کی طرف دعوت دوں شاید کہ اللہ انہیں ہدایت دے...... پھر عمیر نے جا کر اسلام کی دعوت دی اور پوری کوشش سے خیر خواہی کی اور اس کے سبب بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ [1]

اس طرح اللہ نے اپنے نبی اور حبیب کو صفوان اور عمیر کی سازش سے بچا لیا اور اس روشن معجزے اور زبردست نشانی کے سامنے عمیر کو نبی ﷺ کی نبوت پر اور رب کی، جس نے اسے بچایا تھا، وحدانیت پر ایمان لائے بغیر کوئی چارہ نظر نہ آیا۔

آپ کا زہریلے گوشت سے محفوظ رہنا

اللہ کا اپنے نبی اور حبیب ﷺ کی حفاظت کرنے کے سلسلے میں یہودی عورت کی بکری کا قصہ بھی ہے۔ جب نبی ﷺ خیبر تشریف لائے تو خیبر والوں کی ایک یہودی عورت نے آپ کو بکری کا بھنا ہوا زہر آلود گوشت پیش کیا، اللہ کے رسول ﷺ نے بھنی ہوئی بکری کی دستی کا گوشت تناول کیا اور آپ کے صحابہ کے ایک گروہ نے بھی آپ کے ساتھ کھانا کھا لیا، اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں سے فرمایا:

((اِرْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ)) ''اپنے ہاتھ اٹھا لو۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

((اِرْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ فَاِنَّهَا اَخْبَرَتْنِيْ اَنَّهَا مَسْمُوْمَةٌ)) [2]

---

[1] معجم کبیر طبرانی، ح: ۱۱۷؛ سیرۃ ابن هشام: ۳/ ۲۱۳۔ [2] ابوداود، ح: ۴۵۱۰؛ اس حدیث کی اصل بخاری: (۲۶۱۷) اور مسلم: (۲۱۹۰) میں ہے۔

Marfat.com

''اپنے ہاتھ اٹھالو، مجھے اس گوشت نے خبر دی ہے کہ وہ زہر آلود ہے۔''

آپ نے اس یہودی عورت کو بلوایا اور اس سے پوچھا:

کیا تُو نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا ہے؟

یہودی عورت نے کہا: ہاں، آپ کو کس نے بتایا ہے؟

آپ نے فرمایا: مجھے اس دستی نے بتایا ہے جو میرے ہاتھ میں ہے۔

اس نے کہا: ہاں ایسا ہی ہے۔

آپ نے فرمایا: تُو نے یہ حرکت کیوں کی؟

اس نے کہا: مَیں نے یہ سوچ کر یہ عمل کیا کہ اگر یہ نبی ہوا تو اسے یہ (زہر آلود گوشت) نقصان نہ دے گا اور اگر یہ نبی نہ ہوا تو ہماری اس سے جان چھوٹ جائے گی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسے معاف کر دیا [1] اور اسے سزا نہ دی۔ [2]

اس کے بارے میں صحیحین کی ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا:

مَیں آپ کو قتل کرنا چاہتی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا كَانَ اللّٰهُ يُسَلِّطَكِ عَلَيَّ)) [3]

''اللہ تجھے مجھ پر مسلط نہیں ہونے دے گا۔''

نووی فرماتے ہیں:

آپ ﷺ کے اس فرمان ((مَا كَانَ اللّٰهُ يُسَلِّطَكِ عَلَيَّ)) میں سب لوگوں سے آپ کے محفوظ ہونے کا بیان ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے:

﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ [4]

---

[1] اس سلسلے میں روایات مختلف ہیں؛ زیرِ بحث روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا جبکہ دیگر روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسے قتل کروا دیا تھا۔ یہ دونوں قسم کی روایات صحیح ہیں۔ شروع میں نبی ﷺ نے اس عورت کو معاف کر دیا تھا، مگر جب زہر آلود گوشت کھانے سے ایک صحابی بشر بن براء رضی اللہ عنہ کی موت واقع ہوگئی تو نبی ﷺ نے یہودیہ کو قصاص میں قتل کروا دیا۔ (مترجم) [2] ابو داود، ح: ۴۵۱۰؛ یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ البانی نے مشکوٰۃ المصابیح (۵۹۳۱) میں اسے صحیح کہا ہے۔

[3] بخاری، ح: ۲۶۱۷؛ مسلم، ح: ۲۱۹۰۔ [4] ۵/المائدۃ: ۶۷۔

Marfat.com

زہر آلود گوشت، جو دیگر لوگوں کے لیے مہلک ہے، کھا کر بچ جانا اللہ کے رسول کا معجزہ ہے اور اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کو مطلع کر دینے کا ذکر ہے کہ یہ (گوشت) زہر آلود ہے اور اس میں آپ سے بکری کی دستی کے کلام کرنے کا ذکر بھی ہے، کیونکہ مسلم کے علاوہ دیگر روایات میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

((إِنَّ الذِّرَاعَ تُخْبِرُنِي أَنَّهَا مَسْمُومَةٌ)) [1]

''یہ دستی مجھے خبر دے رہی ہے کہ وہ زہر آلود ہے۔''

ایک اعرابی کے وار سے نبی ﷺ کا محفوظ رہنا

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نجد کی جانب اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ غزوہ کیا اور جب اللہ کے رسول ﷺ غزوہ سے واپس لوٹے تو کثیر درختوں والی وادی میں آپ کے قیلولہ کا وقت ہوا۔ جابر فرماتے ہیں:

اللہ کے رسول ﷺ اترے اور لوگ اِدھر اُدھر درختوں کے سائے کے نیچے لیٹ گئے اور اللہ کے رسول ﷺ نے کیکر کے نیچے پڑاؤ کیا۔ آپ نے اپنی تلوار اُس (درخت) کے ساتھ لٹکائی۔ ہم تھوڑی ہی دیر سوئے تھے کہ اچانک اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں بلایا، ہم آپ کے پاس آئے، ایک اعرابی (غورث بن حارث) بیٹھا ہوا تھا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

مَیں سویا ہوا تھا کہ اس نے میری تلوار سونت لی، جب مَیں بیدار ہوا تو وہ اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی اور اس نے مجھ سے کہا:

تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟

مَیں نے جواب دیا: اللہ! (تو اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی) اب یہ بیٹھا ہوا ہے۔

پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اسے کوئی سزا نہ دی۔

احمد کی روایت میں ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے سر کے برابر کھڑا ہو کر کہنے لگا:

تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ جو غالب اور جلال والا ہے۔ تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔

---

[1] شرح صحيح مسلم: ١٤/ ١٧٩۔

Marfat.com

اللہ کے رسول ﷺ نے تلوار پکڑ لی اور اس سے فرمایا: تجھے میرے وار سے کون بچائے گا؟

وہ کہنے لگا: آپ اچھا تلوار پکڑنے والا بن جائیں۔ (مجھے معاف کر دیں۔)

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تُو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں؟

اس نے کہا: نہیں۔ لیکن مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ نہ مَیں آپ سے لڑوں گا اور نہ اس قوم کا ساتھ ہی دوں گا جو آپ سے لڑے گی۔

چنانچہ آپ نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اپنے رفقاء سے جا ملا اور انہیں کہنے لگا: مَیں تمہارے پاس بہترین انسان کی طرف سے ہو کر آیا ہوں۔ [1]

اس حدیث میں نبی ﷺ کی نبوت کے مختلف دلائل ہیں؛ ان میں سے ایک تو نبی ﷺ کا اللہ کی تائید سے ثابت قدم رہنا، اللہ کا آپ کو قتل سے بچانا، فرشتوں کا آپ کی تائید کرنا، کیونکہ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جبریل نے اس مشرک کے سینے پر ضرب لگائی تو اُس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی، اور آخری بات یہ ہے کہ باوجود اُس آدمی کے قبولِ اسلام سے انکار کے نبی ﷺ کا اسے معاف کر دینا اخلاقِ نبوت سے ہے، ورنہ اپنے مخالف اور دشمن کے ساتھ ایسا برتاؤ کون کر سکتا ہے جو آپ کو قتل ہی کر دینے والا تھا۔ اعرابی نے یہ سچ کہا: مَیں تمہارے پاس بہترین انسان کی طرف سے ہو کر آیا ہوں۔

﴿ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَ يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۚ﴾ [2]

"کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں ہے؟ اور وہ آپ کو اُن لوگوں سے ڈراتے ہیں جو اُس کے سوا ہیں اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔"

یہ سب (واقعات) آپ ﷺ کی سچی نبوت پر گواہ ہیں کہ آپ کو اللہ کی خصوصی تائید اور حفاظت حاصل تھی۔

---

[1] بخاری، ح: ٤١٣٧؛ مسلم، ح: ٨٤٣؛ احمد، ح: ١٤٥١٢۔

[2] ٣٩/الزمر: ٣٦۔

Marfat.com

قرآنِ کریم۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت کی دلیل

آپ ﷺ کی نبوت کا عظیم ثبوت قرآن کریم ہے جو اللہ کی وہ کتاب ہے جس نے اولین وآخرین کو لاجواب کر دیا ہے، اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

((مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مِن نَّبِيٍّ إِلَّا قَدْ أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [1]

''ہر نبی کو ایسے ایسے معجزات دیے گئے کہ لوگ ان پر ایمان لے آئے (مگر بعد کے زمانوں میں ان معجزات کا اثر نہ رہا) مجھے جو (معجزہ) عطا ہوا ہے وہ وحی (قرآن) ہے جسے اللہ نے مجھ پر اتارا، اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ میں قیامت کے دن تمام انبیاء سے زیادہ امتیوں والا ہوں گا۔''

ابنِ حجر ((إِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا)) کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میرا وہ معجزہ جس سے میں نے (کفار کو) چیلنج کیا ہے وہ وحی ہے جو مجھ پر اتاری گئی ہے، اور وہ قرآن ہے۔''

بعدازآں آپ رحمہ اللہ نے اس طرف توجہ مبذول کی کہ اس حدیث سے آپ ﷺ کے معجزات کو معجزۂ قرآنِ کریم میں محدود قرار دینا مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے معجزات میں سے یہ ایسا عظیم ترین معجزہ ہے جو صرف آپ ﷺ سے مختص ہے۔ [2]

ابن کثیر اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہر نبی کا معجزہ اس کی وفات کے ساتھ ہی منقطع ہو گیا جبکہ یہ قرآن ہمیشہ باقی رہنے والی حجت ہے، اس کے عجائبات ختم نہ ہوں گے اور نہ یہ کثرتِ تلاوت سے پرانا ہوگا اور نہ علماء ہی

---

[1] بخاری، ح: ٤٩٨١؛ مسلم، ح: ١٥٢۔

[2] فتح الباری: ٨/ ٦٢٣۔

Marfat.com

اس سے سیر ہوں گے، [1] یہ حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کن کتاب ہے، کوئی مذاق نہیں، جس کسی سرکش نے اسے ترک کیا اللہ نے اس کی کمر توڑ کر رکھ دی، اور جس نے اسے چھوڑ کر راہِ ہدایت تلاش کی اللہ نے اسے گمراہ کر دیا۔ [2]

انبیاء کے معجزات بیان کرتے ہوئے ابنِ قیم فرماتے ہیں:

آپ کا سب سے بڑا معجزہ ایسی پائیدار کتاب ہے جو ہمیشہ سرسبز و شاداب اور سدا بہار ہے، جس میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا، اور اس کی کسی چیز میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی، بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ ابھی نازل ہوا ہے، اور یہی قرآنِ عظیم ہے۔ اس نے جو بھی خبر دی ہے وہ اپنے وقت پر بعینہٖ رونما ہوتی ہے جیسے اس نے بتائی۔ [3]

یہی وہ عظیم معجزہ ہے جس کے ساتھ اللہ نے پہلوں اور پچھلوں کو چیلنج کیا اور جب انہوں نے دعویٰ کیا کہ یہ آپ ﷺ کا کلام ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۞ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۞ ﴾ [4]

''یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے یہ (قرآن) از خود گھڑ لیا ہے بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے، تو اگر وہ سچے ہیں تو اس جیسا کلام پیش کریں۔''

جب مشرکین کا اس جیسا کلام پیش کرنے کے لیے بس نہ چلا تو قرآن نے انہیں چیلنج کر دیا کہ وہ اس طرح کی دس سورتیں از خود گھڑ کر لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ ﴾ [5]

---

[1] اس کائنات میں جس قدر اس کتاب کی تلاوت ہو رہی ہے اتنی کسی دوسری کتاب کی نہیں ہو رہی۔ قرآن کی تلاوت سے ہر مرتبہ نئی چاشنی اور لذت محسوس ہوتی ہے۔ غور و فکر کرنے والے اس کے گوہروں سے فیضیاب ہوتے رہتے ہیں۔ ایک امریکی نو مسلم عالم تین سو مرتبہ قرآن پڑھ کر سیر نہ ہوا اور اب چوتھے سیکڑے کو شروع کیے ہوئے ہے، وہ کہتا ہے: مجھے ہر دفعہ کوئی نہ کوئی نکتہ سمجھ میں آتا ہے۔ (مترجم)

[2] تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر): ۲/ ۶۷۸۔

[3] اغاثة اللهفان: ۲/ ۳۴۷۔ [4] ۵۲/الطور: ۳۳۔۳۴۔ [5] ۱۱/هود: ۱۳۔

Marfat.com

''کہتے ہیں کہ اس نے یہ (قرآن) خود گھڑلیا ہے آپ فرما دیجیے کہ اگر تم سچے ہو تو اس جیسی دس سورتیں بنالاؤ اور اللہ کے سوا جسے بلاسکتے ہو بلالو۔''

ابن کثیر فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اعجازِ قرآن بیان کیا ہے کہ کوئی بھی اس جیسا کلام پیش کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ کوئی اس جیسی دس سورتیں ہی پیش کرسکتا ہے بلکہ ایک سورت بھی پیش نہیں کرسکتا کیونکہ وہ رب تعالیٰ کا کلام ہے جو مخلوق کے کلام کی مانند نہیں ہوسکتا، اس کی صفات مخلوقات کی صفات کے مشابہ نہیں ہیں۔ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔ [1]

جب وہ دس سورتیں بھی نہ لاسکے تو قرآن نے انہیں ایک سورت لانے کا چیلنج کر دیا:

﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَاۗءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾ [2]

''اور اگر تم شک میں ہو اُس میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے معبودوں کو بلالو اگر تم سچے ہو۔''

طبری فرماتے ہیں:

نبوتِ محمد ﷺ کی صداقت وحقانیت کی روشن دلیل اور جو کچھ آپ میری (یعنی اللہ کی) طرف سے تمہارے پاس لائے ہیں اس کے حق ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ تم اور تمہارے اعوان وانصار سب کے سب اس کی پیش کردہ سورتوں جیسی ایک سورت پیش کرنے سے عاجز ہو، اور جب تم فصاحت وبلاغت میں کمال رکھنے کے باوجود اس سے عاجز ہو تو جان لو کہ تمہارے علاوہ بھی جتنے لوگ ہیں وہ اس کی نظیر لانے سے (تم سے بھی) زیادہ لاچار ہیں۔ [3]

قرآن کا چیلنج اس وقت نقطۂ عروج پر پہنچتا ہے جب وہ خبر دیتا ہے کہ قرآن جیسا اسلوبِ بیان اور اس کی سورتوں جیسی کوئی سورت لانے کے سلسلے میں مشرکین کی بے بسی دائمی ہے جو ختم نہیں ہوگی، وہ فرماتا ہے:

---

[1] تفسیر القرآن العظیم: ۲/ ۴۵۵۔ [2] ۱/۲البقرۃ: ۲۳۔

[3] جامع البیان: ۱/ ۳۷۲۔۳۷۳۔

Marfat.com

﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا﴾ [1]

''اگر تم نہ کر سکے اور تم ہرگز نہ کر سکو گے۔''

قرطبی وَلَنْ تَفْعَلُوْا کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یہ ان کی ہمتوں کو برانگیختہ کرنے اور انہیں جھنجوڑنے کے لیے فرمایا تا کہ ان کی بے بسی بھی انوکھی ہو۔ اور یہ غیب کی پیش گوئی ہے جس کے وقوع سے قبل ہی قرآن نے اطلاع کردی ہے۔ [2]

جب مسیلمہ (کذاب/متنبی) نے قرآن کا معارضہ کرنے کی جسارت کی تو اللہ نے اسے ذلیل و رُسوا کر دیا اور اس کا کلام اہلِ عقل کے نزدیک مضحکہ خیز بن گیا اور بُلغاء نے اسے فضول قرار دے کر اس سے منہ موڑ لیا، اس نے کہا تھا:

يَا ضِفْدَعُ، نَقِّيْ كَمَا تُنَقِّيْنَ، لَا الْمَاءَ تُكَدِّرِيْنَ وَلَا الشَّرَابَ تَمْنَعِيْنَ۔

''مینڈکی! جس طرح ٹوٹرایا کرتی ہے ٹراتی رہ، نہ تو تو پانی گدلا کرتی ہے اور نہ پینے سے ہی روکتی ہے۔''

اسی طرح وہ قرآن کا مقابلہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِالْحُبْلٰى، أَخْرَجَ مِنْ بَطْنِهَا نَسَمَةً تَسْعٰى، مِنْ بَيْنِ شَرَاسِيْفَ وَحَشٰى۔

''کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے حاملہ کے ساتھ کیا معاملہ کیا، اس کے پیٹ سے پسلیوں اور انتڑیوں کے درمیان سے چلتی پھرتی جاندار مخلوق نکالی۔''

قریش کا فصیح و بلیغ شخص نضر بن حارث مضحکہ خیز کلام پیش کرتا ہے، وہ کہتا ہے:

وَالزَّارِعَاتِ زَرْعًا، وَالْحَاصِدَاتِ حَصْدًا، وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا، وَالْعَاجِنَاتِ عَجْنًا، وَالْخَابِزَاتِ خُبْزًا...... [3]

---

[1] ٢/البقرة: ٢٤۔ [2] الجامع لاحكام القرآن: ١/ ٢٦٧۔

[3] دیکھیے ابراہیم خلیل کی کتاب لِمَاذَا أَسْلَمَ صَدِيْقِي، ص: ٥۔٥٤۔

اس نے قرآن کا مقابلہ کرنے کے لیے طبع آزمائی کی مگر منہ کی کھائی۔ اس نے بھی قرآن کی فصاحت و بلاغت کے آگے ہتھیار پھینک دیے۔ (مترجم)

Marfat.com

"قسم ہے! خوب کاشتکاری کرنے والیوں کی، قسم ہے! اسے بھرپور کاٹنے والیوں کی، قسم ہے! اسے اچھی طرح پیسنے والیوں کی قسم ہے! اسے عمدہ طریقے سے گوندھنے والیوں کی اور قسم ہے! اس سے خوب روٹیاں پکانے والیوں کی......"

ابن مقفع ادیب نے قرآن کا معارضہ پیش کرنے کی جسارت کی لیکن وہ ناکام اور بے بس ہو گیا، اور کہنے لگا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس (قرآن) کا معارضہ و مقابلہ نہیں کیا جا سکتا، یہ کسی بشر کا کلام نہیں۔ اندلس (سپین) کے فصیح و بلیغ شخص یحییٰ غزال نے بھی اسی طرح کیا تھا۔ اللہ عظیم نے سچ فرمایا:

﴿قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا﴾ [1]

"کہہ دیجیے! اگر انسان اور جن اس قرآن جیسا کلام پیش کرنے کے لیے اکٹھے ہو جائیں تو وہ اس (قرآن) جیسا کلام نہیں پیش کر سکتے اگرچہ وہ باہم ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں۔"

ابن سعدی فرماتے ہیں:

خاکی مخلوق کا کلام رب کائنات کے کلام جیسا کیونکر ہو سکتا ہے؟...... یہ ممکن ہی نہیں اور نہ کسی انسان کے بس کی بات ہے، جس کسی انسان کو ادنی سا ادبی ذوق ہو اور وہ اصناف کلام سے ذرا سی بھی آگاہی رکھتا ہو تو جب وہ قرآنِ عظیم کا دیگر بلغاء کے کلام سے موازنہ کرے گا تو اس پر بہت بڑا فرق واضح ہو گا۔ [2]

قرآن کے دشمن بھی اس کی عظمت کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے اور اس کی محکم آیات سنتے ہی ان کی گردنیں خم ہو گئیں۔ قریش کا سردار ولید بن مغیرہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تلاوت کرتے ہوئے سنتا ہے:

---

[1] ١٧/بنی اسراء یل:٨٨۔

[2] تیسیر الکریم الرحمن، ص:٤٥۔٤٦۔

Marfat.com

﴿ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴾ [1]

''بے شک اللہ عدل کا اور احسان کا اور قرابت والے کو دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی اور برائی اور سرکشی سے منع کرتا ہے، وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

اس پر اپنا یہ مشہور کلام کہتا ہے:

وَاللّٰهِ إِنَّ لِقَوْلِهِ الَّذِيْ يَقُوْلُ لَحَلَاوَةً، وَإِنَّ عَلَيْهِ لَطَلَاوَةً، وَإِنَّهُ لَمُثْمِرٌ أَعْلَاهُ، مُغْدِقٌ أَسْفَلُهُ، وَإِنَّهُ لَيَعْلُوْ وَمَا يُعْلٰى، وَإِنَّهُ لَيَحْطِمُ مَا تَحْتَهُ۔ [2]

''اللہ کی قسم! اس کی یہ بات جو یہ کہہ رہا ہے کتنی شیریں ہے، اس کے کلام میں یقیناً نرمی اور تازگی ہے اور اس کا اوپر والا حصہ واقعی پھلدار ہے اور نیچے والا حصہ زرخیزی سے لبریز ہے اور یہ بلند تر ہوتا جائے گا اور اس سے بلند کوئی کلام نہ ہوگا اور یہ اپنے مقابل کو ریزہ ریزہ کر دے گا۔''

عتبہ بن ربیعہ (اپنی قوم کا نمائندہ بن کر) نبی ﷺ کے پاس آیا تو نبی ﷺ نے اسے سورہ حم السجدۃ کی ابتدائی آیات کی تلاوت سنائی، وہ قریش کی طرف واپس جا کر کہتا ہے:

اللہ کی قسم! مَیں نے ایسا کلام سنا ہے جس جیسا کلام مَیں نے کبھی نہیں سنا، اللہ کی قسم! نہ تو وہ شعر ہے، نہ جادو ہے اور نہ کہانت۔ جماعتِ قریش! میری مانو اور اس کی ذمہ داری مجھ پر ڈال دو، اس آدمی کو اُس کے حال پر چھوڑ دو، اللہ کی قسم! مَیں نے اس کی زبان سے جو کلام سنا ہے اس سے ضرور کوئی بڑی خبر رُونما ہوگی۔ [3]

---

[1] ۱۶/النحل: ۹۰۔ [2] مستدرك حاكم: ۲/ ۵۵۰، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے اُن سے موافقت کی ہے؛ بیهقی، دلائل النبوة: ۲/ ۱۹۸۔

[3] بیهقی، دلائل النبوة: ۲/ ۲۰۴۔۲۰۵، یہ روایت مرسل ہے کیونکہ محمد بن کعب قرظی تابعی ہے، تاہم دلائل النبوۃ میں بیہقی کی دوسری روایت (۲/ ۲۰۲) اور سیرة ابن اسحاق (۱/ ۱۸۷) کی روایت اسے تقویت دیتی ہے۔

Marfat.com

دورِ جدید کے غیر جانبدار مستشرقین [1] نے بھی قرآن کی عظمت کی شہادت دی ہے اور ان کے قرآن کے بارے میں رقم کردہ تاثرات مزید حیرت وتعجب کا سبب بن گئے ہیں۔

ان میں سے ایک قول مستشرق فون ہامر (Von Hammer) کا ہے، وہ اپنے ترجمہ قرآن کے مقدمہ میں لکھتا ہے:

قرآن دین اسلام کا محض آئین ہی نہیں بلکہ وہ عربی اسلوبِ بیان کا نقطہ عروج بھی ہے اور قرآن کا حیران کن اسلوبِ بیان اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ یہ اللہ کی وحی ہے اور محمد نے معجزانہ طرزِ خطاب سے اس کی بادشاہت کو پھیلایا ہے۔ ایسے کلام (قرآن) کو کسی انسان کے فطری ملکہ کا ثمرہ قرار دینا ممکن نہیں۔ [2]

فلپ کھوری ہٹی (Philip Khuri Hitti) اپنی کتاب Islam a Way of Life (اسلام، دستورِ زندگی) میں لکھتا ہے:

قرآنی اسلوبِ بیان دیگر اسالیبِ بیان سے مختلف ہے اور یہ کسی دوسرے اسلوبِ بیان سے موازنہ قبول نہیں کرتا، نیز اس کا اسلوبِ بیان اختیار کرنا ممکن نہیں۔ اس کی بنیادی وجہ اعجازِ قرآن ہے..... قرآن تمام معجزات میں سے عظیم ترین معجزہ ہے۔

مشہور مستشرق جیارج حنا (Gearg Henna) اپنی کتاب قصة الانسان میں لکھتا ہے:

جب مسلمان اس بات کو معتبر سمجھتے ہیں کہ قرآن کی حقانیت اس وجہ سے حتمی ہے کہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے اور اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہے تو اس بات کا مسیحیوں کو بھی اعتراف ہے، قطع نظر اس بات سے کہ یہ منزل من اللہ ہے یا وضع کیا گیا۔ اس لیے جب انہیں عربی الفاظ کے لغوی معنوں میں کوئی مشکل پیش آتی ہے تو وہ استشہاد کے لیے قرآن کی طرف ہی رجوع کرتے ہیں۔

---

[1] مستشرقین سے مراد ایسے مغربی محققین ہیں جنہیں مغربی حکومتوں نے مشرقی (اسلامی) علوم پڑھائے تاکہ وہ اسلام میں شکوک وشبہات پیدا کرسکیں، مگر اُن کی اکثریت نے حقانیتِ قرآن اور سیرتِ نبوی سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ (مترجم) [2] جرمن مسلمان کی ڈائری از ڈاکٹر مراد ہوفمان، ص: ۱۲۲۔

Marfat.com

مشہور فرانسیسی فلسفی ہنری سیرویا (Henry Serveia) اپنی کتاب فلسفة الفکر الاسلامی میں لکھتا ہے:

قرآن اللہ کی طرف سے بلند اسلوبِ بیان کا نقطہ عروج ہے، کسی بشر کا اسلوبِ بیان اس کے مقابلے میں معمولی حیثیت بھی نہیں رکھتا۔

مستشرق بلاشر (Blachare) نے اپنی کتاب Holy Koran میں قرآن پر اعتراضات کرنے اور اس کی عداوت میں کوئی کسر نہ چھوڑی، لیکن حقیقت غالب آ گئی اور اسے کہنا پڑا کہ نہ صرف یہ کہ قرآن اپنے مضامین اور تعلیمات کے سبب معجزہ ہے بلکہ ممکن ہے وہ ہر طرح کی خوبیوں سے مالا مال ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین ادبی تحفہ بھی ہو اور ایسا تحفہ جو عالمِ انسانیت کے ہاں عظیم اور عمدہ تحفوں پر فوقیت رکھتا ہو۔

قرآن کی فصاحت وبلاغت اور عمدہ اسالیبِ بیان نے مستشرق ادیب گوئٹے کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا اور اس نے اپنے شعری مجموعے الدیوان الشرقی للشاعر الغربی (مغربی شاعر کا مشرقی دیوان) میں یہ گواہی تحریر کی:

قرآن بشر کا کلام نہیں، اگر ہم اسے اللہ کا کلام نہ مانیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ محمد الٰہ (معبود) ہیں۔ ①

بعض مستشرقین نے عربوں کی معاشرتی اور اخلاقی اقدار میں عظیم انقلاب برپا کرنے والی کتاب کے اثرات پر تبصرہ کیا ہے۔ اس کتاب (قرآن) نے اسلام میں داخل ہونے والے عربوں اور غیر عربوں کو کتنی سُرعت سے متمدن اور مہذب قوم بنا دیا۔ چنانچہ فرانسیسی مفکر مارشل پوازنر (Marseille Poizner) اپنی کتاب Humanity in Islam (انسانیت، اسلام کی نظر میں) میں لکھتا ہے:

قرآن نے جاہلی دَور کے عربوں کے اخلاق سنوارنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہیں ایسا پائیدار مکمل آئین دیا ہے جو کہ ہر دَور کے بشری حقائق اور معاشرتی ضروریات کے مطابق ہے۔

---

① جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور آپ پر نازل ہونے والا کلام (قرآن) آپ کا کلام نہیں بلکہ آپ ﷺ کے رب کا کلام ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

وِڈیورنٹ (Viudurant) اپنی کتاب قصة الحضارة میں قرآن کے بارے میں لکھتا ہے:

مسلمانوں کے اخلاقی اور ثقافتی معیار کو بلند کرنے میں قرآن کا بہت بڑا کردار ہے۔ اسی نے ان میں معاشرتی نظام اور معاشرتی وحدت کے اصول قائم کیے اور انہیں صحیح اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دی اور اس نے ذلیل وخوار طبقے میں عزت اور بزرگی کی روح پھونک دی اور انہیں آزادی کی قدر وقیمت سے آگاہ کر دیا اور مسلمانوں کے درمیان اعتدال کا راستہ اور خواہشات نفسانی سے دُوری کا ایسا سبب پیدا کر دیا جس کی مثال سفید فام انسانوں کے مسکن (برِاعظم یورپ) میں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گی۔

اٹلی کی مشہور مستشرقہ لورافیشیا فاگری (Laura veccia vaglieri) اپنی کتاب Defend Islam (دفاعِ اسلام) میں لکھتی ہے:

اسلام کا تیزی سے پھیل جانا نہ تو (مادی) قوت کا کرشمہ ہے اور نہ داعیانِ اسلام کی لگاتار کوششوں کا نتیجہ بلکہ اس کے پھیلاؤ کا واحد سبب وہ کتاب ہے جو مسلمانوں نے مغلوب اقوام کے سامنے پیش کی ہے۔ یعنی کتاب اللہ کلمۂ حق ہے۔ یہ کتاب ایک عظیم معجزہ ہے جو محمد نے اس زمین کے پسماندہ لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ [1]

قرآن کے سائنسی اعجاز نے سائنسدانوں کو بھی حیران کر دیا ہے اور انہوں نے جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے جن چیزوں کا انکشاف صدیوں بعد کیا ہے وہ قرآن نے صدیوں پہلے ٹیکنالوجی کی مدد کے بغیر ہی بیان کر دیا تھا اور انہوں نے قرآن کے حق میں اپنی منصفانہ شہادتیں قلم بند کر دی ہیں۔

ہم ان شہادتوں کی ابتدا جاپانی پروفیسر یوشیودی کوزان (Voshyodekozen) سے، جو ٹوکیو کی رصدگاہ (فضائی اور موسمی حالات کی تحقیق کرنے والا ادارہ) کا سربراہ رہا ہے، کرتے ہیں، وہ کہتا ہے:

---

[1] قالوا عن الاسلام از عماد الدین خلیل، ص: ۵۲-۷۶، نیز دیکھیے: ربحت محمدا ولم اخسر المسیح از عبدالمعطی الدلالاتی، ص: ۱۰۹-۱۱۰۔

Marfat.com

یہ قرآن کائنات میں موجود چیزوں کے اعلیٰ نقطہ پر بحث کرتا ہے۔ کائنات کی ہر چیز قرآن پر آشکار ہے۔ قرآن نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کائنات کی ہر چیز کو دیکھتا ہے (حق اور سچ بات ہے) یہاں ایسی کوئی چیز نہیں جو اُس پر مخفی ہو۔

شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ کے زیر اہتمام منعقدہ کانفرنس برائے سمندری امور میں جرمن پروفیسر شرویدر (Selroder) نے، جو کہ سمندری امور کا مشہور عالم (ماہر) ہے، اعتراف کیا کہ قرآن میں صدیوں قبل جن موجودات پر بحث کی گئی (اور اس وقت کے لوگ ان کے وجود سے لاعلم تھے) آج کے سائنسدان ان کے حقیقی وجود کا انکشاف کر رہے ہیں، مَیں اس کانفرنس میں شریک سائنسدانوں سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ کم از کم اس سچی شہادت کو تمام دُنیا کے سائنسدانوں تک پہنچادیں۔

شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی کا جیالوجسٹ پروفیسر ارجا پرساد پو (Eerja parsad pow) سمندر کے اندھیروں اور اس کی داخلی لہروں کے متعلق قرآن میں اللہ کی بیان کردہ تفصیلات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

اس بات کو تسلیم کرنا کہ چودہ صدیاں قبل اس طرح کی (بحری) معلومات موجود تھیں، نہایت مشکل ہے البتہ بعض معلومات سطحی قسم کے نظریے پر ضرور مشتمل ہوسکتی ہیں لیکن سمندر کی داخلی حالتوں اور کیفیتوں کو اس دَور میں اتنی نازک اور باریک تفصیلات سے جاننا بہت مشکل تھا، لہٰذا یہ یقینی بات ہے کہ یہ معمولی بشری علم کا کمال نہیں ہوسکتا، کیونکہ عام انسان ان ظواہر کی اس قدر تفصیل بیان نہیں کرسکتا۔ چنانچہ مَیں یقین سے کہتا ہوں کہ یہ انسان کی قدرت سے ماوریٰ خارق عادت قوت کا کمال ہے اور یہ معلومات خارق عادت منبع (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے آئی ہیں۔

۱۹۸۶ء میں سائنسی اعجاز کے متعلق قاہرہ میں منعقدہ کانفرنس میں امریکی پروفیسر بالمار (Viumar) نے اپنے مقالے کا اختتام یوں کیا:

مَیں یہ نہیں جانتا کہ محمد (ﷺ) کے زمانے میں لوگوں کا ثقافتی معیار کیا تھا اور نہ مَیں یہ جانتا ہوں کہ وہ علمی اعتبار سے کس سطح کے لوگ تھے لیکن جیسا کہ ہم پہلے لوگوں کے احوال سے

Marfat.com

آگاہ ہیں اور اس دَور کے نچلے درجے کے علمی معیار کو جانتے ہیں، ان کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ وہ اس طرح کی سائنسی معلومات رکھتے ہوں گے یہ ناممکنات میں سے ہے۔ لہٰذا یہ علم، جو آپ ہم قرآن میں پڑھ رہے ہیں، اللہ کا نور ہے جو محمد کی طرف وحی کیا گیا تھا۔[1]

اب ہم قرآن کے سائنسی اعجاز کے بارے میں اپنی نشست کا اختتام قرآن کے اس بیان پر کریں گے جو اُس نے جنین کی پیدائش اور اس کے تدریجاً تکمیلی مراحل کے بارے میں دیا ہے اور اس کے بارے میں امریکہ کی ریاست فلوریڈا کی ٹامس جیفرسن یونیورسٹی کے دانیال کیمپس کے مدیر اور شعبہ سرجری کے صدر پروفیسر مارشل جانسن کی شہادت پیش کریں گے۔ کیونکہ ارتقائے جنین کے بارے میں قرآن کے ذکر کردہ بیان نے اسے حیران کر دیا تھا، وہ کہتا ہے:

مَیں بطورِ سائنس دان صرف اتنا کر سکتا ہوں کہ کسی ذریعے نظر آنے والی اشیاء کی درجہ بندی کر لوں اور اس علم جنین اور علمِ حیاتیات کو سمجھ لوں اور اپنے لیے قرآن کے ترجمہ کردہ الفاظ سمجھ لوں...... لیکن مجھے اس شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مراد کو غلط ثابت کرنے کے لیے کوئی چیز، کوئی دلیل اور کوئی سبب نظر نہیں آ رہا۔ مَیں اتنی بات سمجھ رہا ہوں کہ یقیناً انہیں یہ معلومات کہیں نہ کہیں سے ملتی تھیں۔ اس لیے مجھے ایسی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی جو اِس مراد سے ٹکراتی ہو کہ وہ خدائی راہنمائی کے ملنے سے ہی اس مقام پر پہنچے۔

اسی طرح عالمی طبیہ کالجوں میں معتبر حوالہ سمجھی جانے والی مشہور کتاب:

The Developing Human, Clinically Oriented

---

[1] اس نور کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی کئی مقامات پر کیا گیا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (۷/الاعراف:۱۵۷) ”جو لوگ اس (نبی) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور اس نُور کی پیروی کرتے ہیں جو اُن کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پُوری فلاح پانے والے ہیں۔“ ایک اور مقام پر یُوں فرمایا: ﴿قَدْ جَاۗءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ﴾ (۵/المائدۃ:۱۵) ”تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نُور اور روشن کتاب آ چکی ہے۔“ اس نُور کی تفسیر کتاب مبین سے کی گئی ہے اور اسی نُور کے ذریعے اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو راہِ راست پر لے آتا ہے جو اُس کی خوشنودی کے طالب ہوں۔ ﴿يَّهْدِيْ بِهِ﴾ (۵/المائدۃ:۱۶) میں اسی چیز کا اعلان کیا گیا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

Embryology کے مصنف پروفیسر کیتھ ایل مور (Keith L.Moore) کے تاثرات بھی ہیں۔ جب اس نے علم جنین کے متعلق قرآن کا معجزانہ بیان سنا تو بول اٹھا:

ان دلائل سے مجھ پر یہ بات آشکار ہوئی ہے کہ محمد کو اِن باتوں کا علم حتمی طور پر اللہ کی طرف سے ہوا تھا، کیونکہ موجودہ سائنسدانوں پر اس حقیقت کا انکشاف صدیوں بعد حال ہی میں ہوا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ [1]

اللہ نے سچ فرمایا تھا:

﴿وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيٓ إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝﴾ [2]

''اور جو لوگ علم دیے گئے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ حق ہے اور وہ عزیز وحمید (اللہ تعالیٰ) کی راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔''

❁❁.....❁.....❁❁

---

[1] دیکھیے: قرآن وسنت کے سائنسی اعجاز سے متعلق رابطہ عالم اسلامی کی مطبوعہ کتاب إنه الحق، ص: ٥١،٤٩ـ ١١٦،٨١،٥٢ـ١٢٠ـ [2] ٣٤/سبا:٦ـ

Marfat.com

نبی ﷺ کی نبوت پر سابقہ کتب اور ان کے پیروکاروں کی شہادتیں

کتبِ انبیاء میں نبی ﷺ کی نبوت کی بشارت کا وجود ایک ایسی اہم چیز ہے جسے قرآن اور احادیث نے وضاحت سے ذکر کیا ہے، انہوں نے یہ چیز بیان کی ہے کہ نبیوں میں سے کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی امت کو اس نبی کے بارے میں آگاہ نہ کیا ہو اور ان سے اس بات پر وعدہ نہ لیا ہو کہ اگر حضرت محمد ان کی زندگی میں مبعوث ہو جائیں تو وہ ان پر ضرور ایمان لائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴾ [1]

''اور جب اللہ نے نبیوں سے پختہ وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت عطا کردوں، پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے جو اُس چیز کی تصدیق کرے جو تمہارے ساتھ ہے تو تم اس پر ضرور ایمان لانا اور اس کی ضرور نصرت کرنا۔ اُس (اللہ) نے فرمایا: کیا تم نے اس کا اقرار کیا اور اس بات پر مجھ سے تم نے پختہ وعدہ کیا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ ہم نے اقرار کیا۔ اُس نے فرمایا: تو گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔''

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اٰدَمَ فَمَنْ دُوْنَهٗ اِلَّا أَخَذَ عَلَيْهِ الْمِيْثَاقَ لَئِنْ بُعِثَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَهُوَ حَيٌّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ وَلَيَنْصُرَنَّهٗ وَلَيَتَّبِعَنَّهٗ [2]

---

[1] ۳/آل عمران: ۸۱۔ [2] تفسیر طبری: ۳/ ۳۳۲۔

Marfat.com

''اللہ نے آدم اور ان کے علاوہ جو بھی نبی بھیجا اس سے یہ عہد لیا کہ اگر اس کی زندگی میں محمد ﷺ مبعوث ہو جائیں تو وہ ان پر لازماً ایمان لائے اور ان کی نصرت کرے اور ان کی پیروی کرے۔''

اللہ کے رسول ﷺ کی سچی نبوت کو یہود و نصاریٰ اس طرح جانتے تھے جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو جانتے تھے کیونکہ ان کے انبیاء اور ان کی کتابوں نے کثرت سے آپ ﷺ کا تذکرہ کیا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝﴾ [1]

''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ آپ کو اِس طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان نہیں لاتے۔''

یہود و نصاریٰ کی کتب میں ہمارے نبی کی بشارت کی موجودگی کو قرآن کریم نے تاکید سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ قرآن نے آپ کی بعض صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ﴾ [2]

''وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو اُمّی نبی ہیں جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، آپ انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور انہیں برے کام سے روکتے ہیں اور ان کے لیے پاک چیزیں حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزیں حرام ٹھہراتے ہیں اور ان کے (سروں سے) بوجھ اور ان کے (گلوں سے) طوق اتارتے ہیں۔''

---

[1] ٦/الانعام: ٢٠۔ [2] ٧/الاعراف: ١٥٧۔

Marfat.com

اس کے باوجود کہ یہود و نصاریٰ کی کتب تحریف کا شکار ہو چکی ہیں پھر بھی ہمارے نبی ﷺ کی نبوت کی گواہی دینے والی کئی سچی شہادتیں ان کی سطروں سے غائب نہ ہو سکیں۔ چنانچہ یسعیا نبی کے سفر (سورت) میں لکھا ہوا ہے، اور یہ سفر تورات کے ان اسفار (سورتوں) میں شامل ہے جن پر آج کے یہود و نصاریٰ ایمان رکھتے ہیں، اس سفر میں یسعیا نبی ان بنی اسرائیل کو دھمکاتے ہیں جو کتاب اللہ میں تحریف کر ڈالتے ہیں اور اللہ کی شریعت کی پیروی نہیں کرتے، وہ انہیں سربمہر سفر والے نبی کی، جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتا، دھمکی دیتے ہیں، چنانچہ وہ انتیسویں اصحاح میں کہتے ہیں:

یا کتاب اُس نبی کو دے دی جائے گی جو لکھنا نہ جانتا ہوگا، اور اسے کہا جائے گا کہ اسے پڑھ تو وہ کہے گا: مَیں پڑھنا نہیں جانتا۔ [1]

یہ عبارت اس عظیم منظر کی نشان دہی کر رہی ہے جس کا مشاہدہ نبی ﷺ پر نزول وحی کے وقت ہوا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں اُمّ المومنین عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ غار حرا میں تھے کہ آپ کے پاس حق (پیغامِ الٰہی) آ گیا۔ آپ کے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا: پڑھیے۔

آپ نے فرمایا: مَیں پڑھنا نہیں جانتا۔

اس نے آپ کو دونوں بازوؤں میں لے کر اپنے سینے سے لگا کر بھینچا حتی کہ آپ کو مشقت محسوس ہوئی، پھر اس نے آپ کو چھوڑ دیا اور کہا: پڑھیے۔

آپ نے فرمایا: مَیں پڑھنا نہیں جانتا۔

اس نے دوسری بار بازوؤں میں لے کر آپ کو بھینچا حتی کہ آپ کو دقت محسوس ہوئی، پھر اس نے آپ کو چھوڑ کر کہا: پڑھیے۔

آپ نے فرمایا: مَیں پڑھنا نہیں جانتا۔

اس نے تیسری بار اپنے بازوؤں میں لے کر آپ کو بھینچا اور پھر آپ کو چھوڑ دیا اور کہا:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ﴾ [2]

---

[1] یسعیا: ۲۹/ ۱۰-۱۳۔ [2] بخاری، ح: ٤۔

Marfat.com

''اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، آپ پڑھیں آپ کا رب بڑے کرم والا ہے۔''

ہمارے رسول ﷺ ایسے ہی پیغمبر ہیں جو پڑھنا نہ جانتے تھے اور آپ ہی وہ پیغمبر ہیں جن کے سامنے سربمہر سفر (پیغام رسالت) پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: مَیں پڑھنا نہیں جانتا، تو اللہ نے اس سفر کو وحی بنا دیا جسے آپ نے پڑھا اور آپ کے بعد تا قیامت مومنین اسے پڑھتے رہیں گے۔

نبی ﷺ غار حراء سے کانپتے اور گھبرائے ہوئے نیچے اتر آئے۔ آپ اہل کتاب کے عالم ورقہ بن نوفل کے پاس گئے اور آپ نے اپنی بپتا سنائی تو اس نے یسعیا نبی کے سفر میں جو کچھ پڑھا تھا اُس کی روشنی میں آپ کی نبوت کو پہچان لیا اور کہنے لگا:

یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ پر نازل ہوا تھا، کاش مَیں جوان ہوتا، کاش مَیں اس وقت تک رہوں جب آپ کی قوم آپ کو جلاوطن کر دے گی...... جو آدمی ایسا پیغام لے کر آیا اسے دکھ پہنچایا گیا، اگر مَیں نے تیرے اُس دن کو پایا تو مَیں تیری بھرپور نصرت کروں گا۔ [1]

ورقہ بن نوفل کا یہ کہنا کہ قریش نبی ﷺ کو مکہ سے نکال دیں گے اور آپ سے دشمنی کریں گے، اس بات کا علم بھی اسے یسعیا نبی کے سفر سے ہوا کیونکہ اس موعود نبی کی بشارت اس طرح آتی ہے کہ وہ عرب کے پتھریلے ملک میں مبعوث ہوگا۔ چنانچہ توراتی سفر کے اکیسویں اصحاح میں اس طرح ہے:

وَحْيٌ مِنْ بِلَادِ الْعَرَبِ، فِي الْوَعْرِ فِيْ بِلَادِ الْعَرَبِ تَبِيْتِيْنَ، يَا قَوَافِلَ الدُّدَانِيِّيْنَ هَاتُوا مَاءً لِمُلَاقَاةِ الْعَطْشَانِيَا سُكَّانَ أَرْضِ تَيْمَاءَ وَافُوْا الْهَارِبَ بِخُبْزِهِ فَإِنَّهُمْ مِنَ السُّيُوْفِ قَدْ هَرَبُوْا [2]

''ملک عرب کی طرف سے وحی (نبی) ہوگا، ملک عرب کے پتھریلے علاقے میں رات گزارے گی۔ ددان کے قافلو! پیاسے کی ملاقات کے لیے پانی لاؤ!

---

[1] بخاری، ح:٤۔ [2] یسعیا: ٢١/ ١٣۔١٤۔

Marfat.com

سرزمین تیماء کے باشندو! اس روٹی سمیت بھاگنے والے کو ملو کیونکہ وہ (لوگ) تلواروں کے خوف سے بھاگے ہیں۔"

یہ تورات کی عبارت سرزمین تیماء میں بسنے والے ددان کے قبائل کو خبر دے رہی ہے کہ وہ اس نبی کی نصرت کریں جو اپنے صحابہ سمیت تلواروں کی دھاروں کی وجہ سے بھاگ کر نکلا ہے۔ یہ عبارت اشارہ کر رہی ہے کہ اس نبی کی بعثت جزیرۂ عرب کے پتھریلے خطے میں ہوگی اور یہ سرزمین مکہ مکرمہ کی صفت ہے جو آپ ﷺ کی جائے پیدائش اور جائے بعثت ہے۔

لہٰذا اہلِ کتاب کے عالم ورقہ کی گواہی نبی ﷺ کی نبوت کی روشن دلیل ہے اور یہ شہادت بڑی معتبر اور ثقہ ہے اور اس نے یہ شہادت اہلِ کتاب کی مذہبی کتابوں سے حاصل کی ہے اور یہ انبیاء کے اُن آثار اور وحی کے انوار میں سے ہے جو اِن کتب میں (اب تک) باقی رہے ہیں:

﴿ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴾ 1

"کافر لوگ کہتے ہیں کہ تو پیغمبر نہیں ہے۔ فرما دیجیے! اللہ میرے اور تمہارے درمیان بطور گواہ کافی ہے اور وہ بھی جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔"

اصحمہ (نجاشی) کی گواہی

اہلِ کتاب میں سے آپ کی رسالت کی شہادت دینے والوں میں حبشہ کا بادشاہ نجاشی بھی ہے اور وہ رسول ﷺ پر ایمان بھی لے آیا تھا۔ جعفر بن ابوطالب جب اُس کے پاس گئے تو انہوں نے اسے بتایا کہ اللہ نے ہمارے ہاں اپنا رسول بھیجا ہے اور وہ وہی رسول ہے جس کی بشارت عیسیٰ بن مریم نے دی ہے:

﴿ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ ﴾ 2

"اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی خوشخبری سنانے والا ہوں جن کا نام احمد ہے۔"

---

1 ١٣/الرعد: ٤٣۔ 2 ٦١/الصف: ٦۔

Marfat.com

اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور ہم نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔

شاہِ حبشہ نے جعفر سے پوچھا: تمہارے صاحب عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

انہوں نے جواب دیا: وہ ان کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو اللہ نے فرمایا ہے کہ وہ روح اللہ اور اس کا کلمہ ہے، جسے اس نے کنواری مریم سے پیدا کیا ہے، وہ مریم کہ کوئی مرد اس کے قریب نہیں گیا۔

نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا:

پادریو اور راہبو! عیسیٰ بن مریم کے بارے میں یہ جو کچھ انہوں نے بتایا ہے اس کے مقابلے میں عیسیٰ کے بارے میں تمہارے عقیدے کا وزن اس تنکے کے برابر بھی نہیں۔ تمہیں خوش آمدید اور اسے بھی جس کے پاس سے تم آئے ہو۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور وہ وہی ہے جس کی عیسیٰ بشارت دے چکے ہیں اور اگر مَیں اپنے امورِ مملکت میں پھنسا نہ ہوتا تو مَیں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے نعلین اٹھا کر (آپ کے پہننے کے لیے) رکھتا۔ [1]

نجاشی نے، ان پر اللہ رحمت نازل کرے، اس بنا پر اسلام قبول کیا کہ اللہ نے انہیں اسلام سے پہلے والی کتابوں کی معرفت عطا کی تھی اور اس نے ان کی روشنی میں آپ ﷺ کی نبوت کے سچے دلائل معلوم کر لیے۔ اور جس دن وہ فوت ہوئے، اللہ ان پر رحمتیں نازل کرے، نبی ﷺ نے اسی دن اپنے صحابہ کو اُن کی خبر دی اور ان کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی۔ آپ نے فرمایا:

لوگو! آج مردِ صالح فوت ہو گیا ہے، اٹھو اور اپنے بھائی اصحمہ کی نمازِ جنازہ پڑھو۔ [2]

اللہ ان پر رحمتیں نازل کرے، ان کا اسلام قبول کرنا بھی نبی ﷺ کی نبوت کے دلائل میں سے ایک روشن دلیل ہے۔

---

[1] ابو داود، ح: ۲۲۰۵؛ مسند احمد، ح: ٤٨٢٦؛ ابن ابی شیبة، ح: ٣٦٦٤٠۔
[2] بخاری، ح: ۳۸۷۷؛ مسلم، ح: ۹۵۲۔

Marfat.com

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جب نجاشی فوت ہوا تو ہم کہا کرتے تھے کہ اس کی قبر پر نور دکھائی دیتا ہے۔ [1]

قیصر رُوم کی گواہی

جن لوگوں نے اس حق کو پہچانا، ان میں شاہِ روم ہرقل بھی شامل ہے۔ اس کا قصہ ابوسفیان بن حرب نے ہمیں بیان کیا ہے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خط ہرقل کی طرف روانہ کیا تو وہ اُس وقت شام میں تھا، ہرقل کو قریش کے اُس قافلے کا علم ہوا جو تجارت کی غرض سے شام میں آیا ہوا تھا۔ یہ صلح حدیبیہ کے زمانے کی بات ہے۔ اسے قافلہ کے ساتھیوں سمیت بیت المقدس میں اس کے دربار میں پیش کر دیا گیا، اس وقت شاہِ روم کے اردگرد اس کے وزیر مشیر بیٹھے ہوئے تھے۔

اس نے اپنے ترجمان کو بلا کر اس کے ذریعے مجھ سے پوچھا کہ تم میں سے کون آدمی اس شخص کا قریبی رشتہ دار ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟

مَیں نے کہا: مَیں نسب کے اعتبار سے اس کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ (ابوسفیان اُس وقت حالتِ کفر میں تھے۔)

اس نے کہا: اسے میرے قریب لے آؤ اور اس کے ساتھیوں کو اِس کے پیچھے بٹھا دو۔ اور پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ تُو اُس کے ساتھیوں سے کہہ دے کہ مَیں (شاہ روم) اس شخص (ابوسفیان) سے دعوئ نبوت کرنے والے کے بارے میں سوال کروں گا، اگر یہ میرے سامنے جھوٹ بولے تو تم نے اسے جھٹلا دینا ہے۔

ابوسفیان کا بیان ہے کہ اگر مَیں اس بات سے حیا نہ کرتا کہ یہ لوگ زندگی بھر میرے جھوٹ کا ڈھنڈورا پیٹیں گے تو مَیں آپ کے بارے میں جھوٹ بول دیتا۔ پھر اس نے جو پہلا سوال مجھ سے کیا وہ یہ تھا کہ اس کا تمہارے درمیان نسب کیسا ہے؟

مَیں نے کہا: وہ ہم میں (بلند) نسب والا ہے۔

اُس نے کہا: کیا تم میں سے ایسی بات کبھی کسی اور نے کہی ہے؟

---

[1] ابوداود، ح:۲۵۲۳۔

Marfat.com

مَیں نے کہا: نہیں۔

اس نے پوچھا: کیا اس کے آباءواجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟

مَیں نے کہا: نہیں۔

اس نے پوچھا: اشراف (سردار، بااثر لوگ) اس کی پیروی کر رہے ہیں یا کمزور؟

مَیں نے کہا: کمزور لوگ۔

اس نے پوچھا: وہ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟

مَیں نے کہا: وہ بڑھ رہے ہیں۔

اس نے پوچھا: کیا کوئی شخص اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد اسے بُرا سمجھ کر مرتد بھی ہوا ہے؟

مَیں نے کہا: نہیں۔

اس نے پوچھا: کیا تم نے اس کے دعوئ نبوت سے قبل اس پر کبھی جھوٹ بولنے کا الزام لگایا؟

مَیں نے کہا: نہیں۔

اس نے پوچھا: کیا وہ دھوکہ بازی کر لیتا ہے؟

مَیں نے کہا: نہیں، البتہ ہمارے اور اس کے درمیان ایک مدت تک صلح کا معاہدہ ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ اِس سلسلے میں کیا کرتا ہے۔

ابوسفیان کہتا ہے کہ میں (اپنی طرف سے) اس بات کے علاوہ اور کسی بات کو اِس گفتگو میں داخل نہ کر سکا۔

ہرقل نے پوچھا: کیا تمہاری اس سے جنگ بھی ہوئی ہے؟

مَیں نے کہا: ہاں۔

اس نے پوچھا: تمہاری اس کے ساتھ جنگ کیسی رہی؟

مَیں نے کہا: ہمارے اور اس کے درمیان لڑائی کا معاملہ ڈول کی طرح رہا، کبھی اس نے ہمارا نقصان کیا اور کبھی ہم نے اس کا۔

Marfat.com

اس نے پوچھا: وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟

مَیں نے کہا: وہ کہتا ہے کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور چھوڑ دو اُن باتوں کو جو تمہارے آباء واجداد کرتے تھے۔ وہ ہمیں نماز اور زکوٰۃ، سچائی اور پاکدامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔

اس نے ترجمان سے کہا: اس (ابوسفیان) سے کہہ کہ مَیں (شاہ روم) نے تجھ سے اس کے نسب کے بارے میں پوچھا تھا تو تُو نے بتایا تھا کہ وہ ہم میں (بلند) نسب والا ہے، تو رسول اسی طرح اپنی قوم کے نسب میں سے ہی معبوث ہوتے ہیں۔

اور مَیں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ کیا تم میں سے کسی نے اس سے پہلے بھی کوئی اس طرح کا دعویٰ کیا تھا، تو تُو نے بتایا کہ نہیں۔

مَیں کہتا ہوں: اگر اس سے پہلے بھی کسی نے یہ دعویٰ کیا ہوتا تو مَیں کہتا کہ یہ آدمی اپنے سے پہلے کہی ہوئی بات جیسی بات کرتا ہے۔

اور مَیں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ کیا اس کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ تو تُو نے بتایا کہ نہیں۔

مَیں کہتا ہوں: اگر اس کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ ہوتا تو مَیں کہتا کہ یہ آدمی اپنے باپ کی بادشاہت چاہتا ہے۔

مَیں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ کیا اس کے دعویٰ سے قبل تم نے کبھی اس پر جھوٹ کا الزام لگایا؟ تو تُو نے بتایا نہیں۔ لہٰذا مَیں جانتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ لوگوں کے بارے میں تو جھوٹ نہ بولتا ہو اور اللہ پر جھوٹ بول رہا ہو۔

اور مَیں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ کیا سردار لوگ اس کی اتباع کر رہے ہیں یا کمزور؟ تو تُو نے بتایا، کمزور لوگ اس کی اتباع کر رہے ہیں۔ سو ایسے لوگ ہی رسولوں کے پیروکار ہوتے ہیں۔

اور مَیں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ کیا وہ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ تو تُو نے بتایا کہ وہ بڑھ رہے ہیں۔ ایمان کا معاملہ اسی طرح ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ مکمل ہو جاتا ہے۔

اور مَیں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ آیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ کوئی آدمی اس کے دین میں

Marfat.com

داخل ہونے کے بعد اسے ناپسند کر کے مرتد ہو گیا ہو؟ تو تُو نے بتایا کہ نہیں۔ تو جب ایمان کی رونق اور تازگی دلوں میں سرایت کر جاتی ہے تو اسی طرح ہوتا ہے۔

مَیں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ کیا وہ وعدہ خلافی اور عہد شکنی کرتا ہے؟ تو تُو نے بتایا کہ نہیں۔ تو اسی طرح رسول عہد شکنی نہیں کرتے۔

اور مَیں نے تجھ سے پوچھا تھا کہ وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟ تو تُو نے بتایا کہ وہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو اور وہ تمہیں بتوں کی پرستش سے روکتا ہے اور نماز، زکوۃ اور صدق وعفت کا حکم دیتا ہے۔ تو اگر تُو سچ کہتا ہے تو وہ عنقریب میرے اِن قدموں والی جگہ کا بھی مالک بن جائے گا اور مَیں اس قدر تو جانتا تھا کہ اس نبی کا ظہور ہونے والا ہے لیکن میرے گمان میں یہ بات نہ تھی کہ وہ تم میں سے ہوگا اور اگر مَیں جانتا کہ مَیں اس کی طرف نکل سکتا ہوں تو مَیں مشقت اٹھا کر بھی اس کی ملاقات کرتا اور اگر مَیں وہاں ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا۔

مازری فرماتے ہیں:

ہرقل نے جو یہ سوالات پوچھے اور ان کے جوابات پر اپنا تبصرہ دیا یہ قدیم کتابوں کی روشنی میں تھا۔ چنانچہ توراۃ میں یہ اور اس طرح کی دیگر علامات اللہ کے رسول کی موجود ہیں اور اس نے ان کے ذریعے ہی آپ کو پہچان لیا تھا تاہم آپ کی نبوت پر قطعی دلیل اور واضح معجزات (بھی) ہیں۔ ❁

بعد میں ہرقل نے اللہ کے رسول ﷺ کا وہ خط منگوایا جو آپ نے دحیہ کلبی کے ذریعے بُصریٰ کے گورنر تک پہنچایا تھا تاکہ وہ اسے ہرقل تک پہنچا دے۔ جب اس نے اسے پڑھا تو اس میں یہ لکھا تھا:

((بسم الله الرحمن الرحيم- من محمد عبدالله ورسوله الى هرقل عظيم الروم، سلام على من اتبع الهدٰى اما بعد- فاني ادعوك بدعاية الاسلام، اَسلِم تسلَم، يُؤتِكَ اللهُ أجرَكَ

❁ شرح النووی علی صحیح مسلم: ۱۲/ ۱۰۷۔

Marfat.com

مَرَّتَيْنِ فان توليت فان عليك اِثْمَ الْاَرِيْسِيِّيْنَ و ﴿ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ ﴾)) 1

''اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اللہ کے بندے اوراس کے رسول محمد کی طرف سے روم کے حکمران ہرقل کی طرف۔ اس پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔ امابعد! مَیں آپ کو اِسلام کی دعوت دیتا ہوں، آپ اسلام قبول کر کے سلامتی حاصل کرلیں۔ اللہ آپ کو دوہرا اُجر دے گا، اگر آپ نے رُوگردانی کی تو آپ کی رعایا کے انکارِ اسلام کا گناہ بھی آپ کے سر پر ہوگا۔ اہل کتاب! آؤ ایسے کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو ربّ نہ مانے، اگر وہ پھر جائیں تو (اُن سے) کہہ دیجیے کہ تم گواہ رہو کہ ہم (اللہ کے) فرمانبردار ہیں۔''

ابوسفیان کہتے ہیں:

جب وہ کہنے سننے اور خط پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس کے پاس شوروغل ہونے لگا اور آوازیں بلند ہونا شروع ہوئیں اور ہم نکال دیے گئے۔

مَیں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابوکبشہ 2 کا معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ بَنِیْ اَصْفَرْ (گوروں) کا بادشاہ بھی اس سے ڈرتا ہے تو مَیں اس وقت سے پُریقین تھا کہ عنقریب اللہ اسے غالب کردے گا یہاں تک کہ اللہ نے میرے دل میں اسلام داخل کردیا۔

بلکہ ایک سچی اور مستند روایت ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ غسان کے حکمران کا بھیجا ہوا ایک شخص ہرقل روم کے پاس آیا تا کہ وہ اسے نبی کے ظہور کی خبر دے تو ہرقل روم نے اس سے

---

1 ۳/آل عمرٰن:٦٤۔

2 قریش کی ان الفاظ سے مراد نبی ﷺ تھے۔ (مترجم)

Marfat.com

پوچھا: کیا یہ نبی مختون ہے؟

انہوں نے اسے بتایا کہ وہ مختون ہے اور عرب ختنہ کرتے ہیں۔

ہرقل بولا: تو پھر وہ شخص اس امت کا باشاہ ہے جو ظاہر ہو چکا ہے۔

پھر ہرقل نے اپنے ساتھی کو، جو رُومیہ میں تھا اور علم میں اس کا ہم پلّہ تھا، اس بات کی اطلاع دی اور خود حمص کی طرف چل دیا اور ابھی حمص پہنچا بھی نہ تھا کہ اسے اپنے ساتھی کا خط ملا۔ اس نے بھی نبی ﷺ کے ظہور کے متعلق ہرقل کے موافق رائے دی کہ وہ نبی ہیں۔

ہرقل نے رُوم کے نمایاں اور اہم لوگوں کو اَپنے حمص والے محل میں بلایا اور حکم دیا کہ اس کے دروازے بند کر دیے جائیں۔ پھر وہ ان کے اوپر فروکش ہو کر بولا:

رومیو! اگر تمہیں ہدایت اور کامیابی کی چاہت ہے اور تم چاہتے ہو کہ تمہاری سلطنت باقی رہے تو اِس نبی کی بیعت کر لو۔

مگر وہ جنگلی گدھوں کی طرح کُودتے ہوئے دروازوں کی طرف بھاگے، لیکن دروازے بند تھے، جب ہرقل نے ان کی نفرت دیکھی تو وہ ایمان سے مایوس ہو گیا اور کہا: انہیں واپس بلا کر بٹھاؤ اور پھر اُن سے کہا:

مَیں نے جو بات تمہیں ابھی ابھی کہی تھی وہ اس لیے کہی تھی کہ تمہاری اپنے دین کے بارے میں مضبوطی کا امتحان کروں، تو مَیں نے وہ کر لیا ہے۔ تو اُنہوں نے اُسے سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے۔ [1]

اس طرح ہرقل نے حق بات کو جان لینے کے بعد ماننے سے انکار کر دیا کیونکہ اس صورت میں اقتدار ہاتھ سے جاتا دکھائی دینے لگا تھا۔

نووی فرماتے ہیں:

ہرقل کا یہ عذر کہ اس طرح حکومت اور سلطنت ہاتھ سے جاتی رہے گی، قابلِ قبول نہیں کیونکہ اس نے نبی ﷺ کی سچائی معلوم کر لی تھی لیکن اس نے ریاست کی محبت اور حکومت کی محبت کو قبولِ اسلام پر ترجیح دی...... اگر اللہ اسے ہدایت دینا چاہتا تو اسے بھی نجاشی

---

[1] بخاری، ح: ۷؛ مسلم، ح: ۱۷۷۳۔

Marfat.com

کی طرح قبولِ اسلام کی توفیق مل جاتی اور بادشاہت بھی ہاتھ سے نہ جاتی۔ ❶

اہلِ توحید کی گواہی

ابنِ اسحاق اپنی سند سے سلمان فارسی کا تلاشِ حق اور دین کے قبول کرنے کا قصہ بیان کرتے ہیں۔

سلمان (فارسی) اصفہان کے رہنے والے تھے اور آتش پرست تھے اور آتش پرستی کے اس قدر دلدادہ تھے کہ چوبیس گھنٹے اپنے والد کے ساتھ آگ دہکانے میں مصروف رہتے مبادا کہ وہ بجھ جائے۔

ایک دن وہ اپنے والد کی زمینوں کی دیکھ بھال کے لیے اپنے کھیتوں کی طرف نکلے، وہ فرماتے ہیں:

میرا گزر عیسائیوں کے چرچ کے پاس سے ہوا، مَیں نے اس میں آوازیں سنیں، وہ عبادت کر رہے تھے، جب مَیں نے اُن کی آوازیں سنیں تو اندر جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ عبادت کر رہے ہیں...... مجھے اُن کی عبادت کا طریقہ پسند آیا اور اُن کے طریقے میں مجھے دلچسپی ہوگئی۔

مَیں نے کہا: واللہ! یہ تو ہمارے اس دین سے بہتر ہے جسے ہم نے اختیار کیا ہوا ہے، چنانچہ یہ غروب آفتاب تک ان کے پاس رہے...... پھر اُن سے اُس نے پوچھا کہ تمہارے اس دین کا مرکز کہاں ہے؟

انہوں نے بتایا کہ شام۔

سلمان کے والد کو بھی خبر ہوگئی تو اس نے انہیں زنجیروں میں جکڑ دیا۔ اب یہ بیڑیاں سلمان کو تلاشِ حق سے کیونکر روک سکتی تھیں، وہ کسی ذریعے بیڑیاں اتروا کر شام کی طرف بھاگ نکلے تاکہ وہ حقیقت کی تلاش میں اپنے سفر کا آغاز کریں اور ان کا یہ سفر ہمارے خیال میں آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل میں سے ایک روشن دلیل ہے۔

سلمان فرماتے ہیں:

---

❶ شرح النووی علی صحیح مسلم: ١٢/ ١٠٧۔

Marfat.com

جب مَیں شام میں پہنچ گیا تو پوچھا: یہاں دین والوں میں سے زیادہ علم کس کا ہے؟

انہوں نے جواب دیا: ہمارا لاٹ پادری جو گرجے میں رہتا ہے۔

لہٰذا مَیں اُس کے پاس گیا اور اس سے درخواست کی: مَیں تمہارے مذہب میں دلچسپی رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ رہوں اور گرجے میں تمہاری خدمت کروں اور تم سے دین سیکھوں اور تمہارے ساتھ نماز پڑھوں۔

اس نے کہا: اندر آ جاؤ۔

لہٰذا مَیں اس گرجے میں داخل ہو گیا۔

مگر وہ بُرا آدمی ثابت ہوا، وہ انہیں صدقے کا حکم دیتا اور اس کے فضائل بیان کرتا۔ جب وہ اس کے پاس صدقات جمع کرا دیتے تو وہ اپنے لیے رکھ لیتا اور مساکین پر خرچ نہ کرتا۔ یہاں تک کہ اس نے سونے اور چاندی سے بھرے ہوئے سات مٹکے جمع کر لیے۔ سلمان کو اُس سے نفرت ہو گئی۔ جب وہ فوت ہوا تو سلمان نے اُس کی اصلیت لوگوں پر کھول دی۔ انہوں نے اس منصب پر ایک اور شخص کو فائز کر دیا۔ سلمان اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

مَیں نے اس سے زیادہ عبادت گزار اور اس سے بڑھ کر اچھی نماز پڑھنے والا کوئی آدمی نہ دیکھا، وہ سب سے زیادہ زاہد اور سب سے بڑھ کر آخرت کا طلب گار تھا، لیل و نہار میں اس سے زیادہ باادب اور کوئی نہ تھا، مجھے اس سے اتنی محبت ہو گئی کہ اس سے پہلے مَیں نے کسی سے اتنی محبت نہیں کی تھی۔ مَیں ایک عرصے تک اس کے ساتھ رہا، پھر اس کا آخری وقت آ گیا تو مَیں نے اس سے پوچھا:

جناب مَیں آپ کے ساتھ رہا اور آپ سے اس قدر محبت کرتا ہوں کہ کسی اور سے اتنی محبت نہیں کی، اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ اللہ کا امر آنے والا ہے لہٰذا مجھے وصیت کیجیے اور بتائیے کہ مَیں آپ کے بعد کس طرف جاؤں؟

اس نے کہا: میرے بیٹے! اللہ کی قسم! مَیں نہیں جانتا کہ میرے اس طریقے پر کوئی آدمی موجود ہو کیونکہ لوگ فوت ہوتے جا رہے ہیں، جو موجود ہیں وہ بدل چکے ہیں اور ان کی اکثریت دینی اقدار کھو بیٹھی ہے البتہ موصل میں ایک آدمی ہے جو میرے طریقے پر ہے۔

Marfat.com

چنانچہ جب وہ فوت ہوگیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو سلمان موصل والے بشپ کے پاس چلے گئے اور اس کی وفات تک اس کے ساتھ رہے، جب وہ فوت ہونے لگا تو اُس نے سلمان سے توحید پر قائم رہنے والے شخص کے پاس جانے کی وصیت کی جو نصیبین میں رہتا تھا، سلمان اس کے پاس چلے گئے اور اس کے پاس رہے۔ جب وہ فوت ہونے لگا تو اس نے سلمان کو توحید پر قائم رہنے والے ایک شخص کے پاس جانے کی وصیت کی جو رُوم کی سرزمین عموریہ میں رہتا تھا چنانچہ اس کی وفات کے بعد سلمان عموریہ چلے گئے اور اس کے پاس زندگی بسر کرنے لگا۔ جب اس کی وفات کا وقت قریب ہوا تو سلمان نے اس سے پوچھا:

۔جناب! آپ مجھے کیا نصیحت کرتے ہیں اور مجھے کس بات کا حکم دیتے ہیں؟

اس نے کہا: میرے بیٹے! مجھے نہیں معلوم کہ آج کل کوئی ایسا شخص ہو جو ہمارے اس عقیدہ توحید پر قائم ہو اور مَیں تمہیں اس کے پاس جانے کا حکم دوں لیکن ایک نبی کے مبعوث ہونے کا دَور آ گیا ہے جو دینِ ابراہیم توحید کا حامل ہوگا، وہ سرزمین عرب میں ظاہر ہوگا اور نخلستانوں والی سیاہی مائل پتھریلی زمین اس کی ہجرت گاہ ہوگی، اس کی علامتیں ڈھکی چھپی نہیں ہیں، وہ صدقہ نہ کھائے گا اور ہدیہ قبول کرلے گا اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی۔ اگر تُو پہنچ سکتا ہے تو وہاں چلا جا۔

چنانچہ انہی ایام میں قبیلہ بنوکلب کے تاجر سلمان کے پاس سے گزرے تو سلمان نے ان سے کہا:

میری یہ گائیں اور بکریاں لے لو اور مجھے اپنے ساتھ سرزمین عرب میں لے جاؤ تو اُنہوں نے مجھے اپنے ساتھ ملا یا اور ملک عرب میں لے آئے جب وہ وادی قریٰ میں پہنچے تو انہوں نے مجھ پر ظلم یہ کیا کہ مجھے ایک یہودی کے ہاتھ بیچ دیا اور اس وجہ سے مَیں اس کے پاس رہنے لگا، وہاں مَیں نے کھجوروں کے درخت دیکھے تو دل میں یہ خیال آیا کہ شاید یہ وہی خطہ ہو جو میرے (عموریہ والے) بزرگ نے بتایا تھا لیکن یہ خیال پختہ نہ تھا، انہی ایام میں میرے یہودی آقا کے پاس یثرب سے ایک آدمی آیا جو اُس کا چچازاد تھا اور اس کا تعلق مدینے کے قبیلے بنوقریظہ سے تھا، اس نے مجھے اس سے خرید لیا اور مدینے لے آیا، یہاں مجھے وہ

Marfat.com

سب علامات نظر آئیں جو میرے عموری بزرگ نے بتائی تھیں چنانچہ مَیں وہاں رہنے لگا۔

اللہ کے رسول مبعوث ہوئے تو مکہ میں ٹھہرے رہے اور مَیں یہاں غلامی کے اُمور میں مصروف رہا اور مجھے آپ کی بالکل خبر نہ تھی، پھر آپ مدینے کی جانب ہجرت کر گئے۔ اللہ کی قسم! ایک روز ایسا ہوا کہ مَیں یہودی آقا کی کھجور کے اوپر چڑھ کر پھل اتار رہا تھا اور وہ درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا چچازاد اُس کے پاس آیا اور کہنے لگا:

ارے فلاں! اللہ بنو قَیلہ [1] کو غارت کرے، ان کے پاس مکہ سے ایک آدمی ہے اور وہ اس کے اردگرد اکٹھے ہو رہے ہیں اور وہ اسے اللہ کا نبی سمجھ رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! اب وہ اس کی سربراہی میں ہمارے خلاف متحد ہو جائیں گے۔

جب مَیں نے یہ بات سنی تو مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی اور مجھے یوں معلوم ہونے لگا کہ مَیں اپنے یہودی آقا کے اوپر گرنے ہی والا ہوں، مَیں درخت سے نیچے اتر آیا، اور اس کے چچازاد سے پوچھنے لگا کہ تم کیا کہہ رہے تھے؟

اس پر میرا یہودی آقا غضبناک ہو گیا اور مجھے ایک زوردار تھپڑ رسید کر دیا اور کہا: تجھے اس بات سے کیا سروکار ہے؟ اپنا کام کر۔

مَیں نے کہا: کوئی بات نہیں، مَیں تو صرف اس کی بات سمجھنا چاہتا تھا۔

میرے پاس جمع شدہ کوئی چیز تھی، جب شام ہوئی تو مَیں نے وہ پلّے باندھ لی اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف چل پڑا۔ آپ اس وقت قبا میں تھے۔ مَیں آپ کے پاس پہنچا اور درخواست کی کہ جناب! مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ آپ نیک آدمی ہیں اور آپ کے ساتھ ضرورت مند اور پردیسی رفقاء ہیں اور میرے پاس صدقہ کے پھل ہیں اور مَیں تمہیں دوسروں سے زیادہ حقدار سمجھتا ہوں، یہ کہہ کر مَیں نے وہ آپ کے سامنے رکھ دیے، تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کھالو، اور خود نہ کھایا۔

مَیں نے دل میں کہا: ایک نشانی تو پوری ہوئی۔

پھر مَیں واپس آ گیا اور کچھ چیزیں اور اکٹھی کر لیں، اور اللہ کے رسول ﷺ مدینے

---

[1] قیلہ انصار کی دادی کا نام ہے جس کی طرف وہ منسوب ہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

منتقل ہو گئے اور مَیں وہ چیزیں لے کر پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور درخواست کی:

جناب! مَیں نے محسوس کیا ہے کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے اور یہ ہدیہ ہے اور مَیں آپ کے اکرام کے طور پر لے کر حاضر ہوا ہوں۔

آپ نے اپنے صحابہ کو اپنے ساتھ شامل کر کے تناول کر لیا۔

مَیں نے اپنے دل میں کہا: لو یہ دو نشانیاں پوری ہوئیں۔

پھر مَیں آپ کی طرف آیا اور آپ اس وقت اپنے کسی صحابی کے جنازے میں اپنے صحابہ کے درمیان بقیع الغرقد (بقیع قبرستان) میں فروکش تھے، مَیں نے آپ کو سلام کیا اور گھوم کر آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہو گیا تا کہ اس مُہر کو دیکھ سکوں جو میرے عموری بزرگ نے بتائی تھی۔ جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا کہ مَیں کوئی علامت دیکھنا چاہتا ہوں تو آپ نے اپنی چادر کمر سے ہٹا دی، تو مَیں نے (دو شانوں کے درمیان) مُہرِ نبوت دیکھ کر اسے چوم لیا اور رونا شروع کر دیا۔ میری یہ حالت دیکھ کر آپ نے فرمایا:

ادھر میرے سامنے آ کر بیٹھو چنانچہ میں سامنے آ کر بیٹھ گیا اور آپ کو اپنی کہانی سنائی، آپ نے اسے پسند کیا اور یہ بھی چاہا کہ آپ کے صحابہ اسے سنیں۔ [1]

موسیٰ علیہ السلام اور حبقوق علیہ السلام کی گواہی

آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل میں سے موسیٰ اور حبقوق علیہما السلام جیسے انبیاء کی بشارتیں بھی ہیں۔ چنانچہ موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف منسوب سفرِ تثنیہ میں مرقوم ہے کہ انہوں نے اپنی وفات سے قبل بنی اسرائیل سے فرمایا:

رب طورِ سینا کی طرف سے آیا اور ان کے لیے سعیر سے روشن ہوا اور جبلِ فاران سے جگمگایا۔ [2]

اس پیش گوئی میں موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو خبر دی ہے کہ جس طرح سیناء کے جبلِ طور سے اُن کی طرف اللہ کا پیغام آیا، اس طرح وسط فلسطین میں جبل ساعیر سے نبوت طلوع

---

[1] سیرت ابن اسحاق: ۱/ ٦٥-٦٦۔

[2] تثنیہ: ۳۳/ ۲۔

Marfat.com

ہوگی اور اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ہے اور پھر نبوت کا سورج جبل فاران سے طلوع ہوگا اور وہ ایک عظیم نبی کی نبوت سے جگمگائے گا۔

حبقوق نبی کے سفر نے فاران میں مبعوث نبی کی بشارت کو مزید پختہ کر دیا، انہوں نے فرمایا: جبل فاران کے قدوس کے جلال نے آسمانوں کو ڈھانپ لیا اور اس کی تسبیح سے زمین بھر گئی۔ [1]

بتائیے کہ یہ کونسا پُر ہیبت اور پاکیزہ بندہ ہے جو فاران سے نکلے گا اور زمین اس کی اور اس کے متبعین کی تسبیح سے بھر گئی؟

جب تک ہم لفظ 'فاران' کا معنیٰ ومفہوم نہ سمجھ لیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ تورات اپنی زبان میں مکہ مکرمہ کو ہی فاران کہتی ہے۔ چنانچہ سفر تکوین میں مرقوم ہے کہ اسماعیل فاران کے جنگل میں پیدا ہوا اور وہاں ہی پرورش پائی، اسماعیل کے متعلق سفر میں ہے:

اللہ اس بچے کے ساتھ تھا تو وہ بڑا ہوا...... اور فاران کے جنگل میں رہائش پذیر ہوا۔ [2]

اس طرح یہ پیش گوئی اپنی مکمل آب وتاب کے ساتھ آشکار ہوگئی۔ جس طرح فاران (حجاز) کے جنگل میں اسماعیل (علیہ السلام) نے زندگی بسر کی اسی طرح جبلِ فاران (غار حراء) سے نبوت جگمگائے گی۔ یہی ہیں محمد ﷺ۔

اس طرح کی واضح شہادتوں اور روشن پیش گوئیوں نے انصاف پسند اہل کتاب کو نبی ﷺ پر ایمان لانے اور اس بات کے اعتراف کرنے کی طرف مائل کر دیا کہ سابقہ انبیاء کی کتابوں میں جس آخری رسول کی خوشخبری دی گئی ہے وہ آپ ہی ہیں۔

ان میں یہودیوں کے عالم عبداللہ بن سلام بھی ہیں، اُنہوں نے نبی ﷺ کے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لانے کے موقعہ پر اسلام قبول کیا، فرماتے ہیں:

مَیں بھی لوگوں کے ہمراہ آپ کو دیکھنے کے لیے حاضر ہوا، جب مَیں نے اللہ کے رسول ﷺ کے چہرے کو دیکھا تو عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ ''مَیں پہچان

---

[1] حبقوق: ۳/۳۔ [2] سفر تکوین: (۲۱/۲۱)۔

Marfat.com

گیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔''

آپ ﷺ نے جو پہلی گفتگو کی وہ یہ تھی:

((اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ، وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)) [1]

''لوگو! کثرت سے سلام کہا کرو، کھانا کھلایا کرو، جب لوگ رات کو سو رہے ہوں تم نماز پڑھا کرو، تم جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔''

امام سندھی فرماتے ہیں:

عبداللہ بن سلام کا یہ کہنا کہ ''مَیں نے پہچان لیا کہ اس کا چہرہ کذاب کے چہرے جیسا نہیں ہے'' کہنا اس بنا پر تھا آپ کے چہرے سے نورِ نبوت کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں اور جب راتوں کو اُٹھ کر اللہ کے سامنے آہ وزاری کرنے والے نمازی اور بزرگ اپنے چہروں سے ہی پہچانے جاتے ہیں تو ان کے سردار صلوات اللّٰه وسلامه عليه وعلى أله کیوں نہ پہچانے جاتے! [2]

بخاری میں ہے:

عبداللہ بن سلام نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور عرض کیا: مَیں آپ سے تین باتوں کا جواب پوچھوں گا اور ان کا جواب سوائے نبی کے اور کوئی نہیں جانتا:

(۱) قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟

(۲) اہلِ جنت سب سے پہلے کون سا کھانا تناول کریں گے؟

(۳) بچے میں باپ کی مشابہت کس ذریعے سے آتی ہے؟ اور کس بنا پر خالووں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے؟

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

---

[1] ترمذی، ح: ۲٤۸٥؛ ابن ماجة، ح: ۱۳۳٤؛ مسند احمد، ح: ۲۳۲۷۲۔ البانی نے صحیح ابن ماجة: (ح:۱۰۹۷) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

[2] شرح سنن ابن ماجة: ۲/ ۲۳۱۔

Marfat.com

مجھے جبریل نے ابھی ابھی ان باتوں کی خبر دی ہے:

(۱) قیامت کی پہلی نشانی آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف اکٹھا کر لے گی۔

(۲) اہلِ جنت کی سب سے پہلے مچھلی کی کلیجی سے مہمانی کی جائے گی۔

(۳) جبکہ اولاد میں اس کے ماں باپ کی مشابہت اس ذریعے ہوتی ہے کہ اگر آدمی کا مادہ منویہ عورت کے مادہ منویہ پر سبقت لے جائے تو اُس کی مشابہت باپ سے ہو جاتی ہے اور اگر عورت کا مادہ منویہ سبقت لے جائے تو مشابہت ماں سے ہو جاتی ہے۔ اس نے کہا:

اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔''

اس کے بعد عبداللہ بن سلام نے عرض کیا:

اللہ کے رسول! یہودی بڑے بہتان باز ہیں، اگر انہیں آپ کے سوالات کرنے سے قبل میرے قبولِ اسلام کا علم ہو گیا تو وہ آپ کے پاس مجھ پر بہتان لگائیں گے۔

چنانچہ جب یہودی آپ کے پاس آئے تو عبداللہ بن سلام ایک مکان کے اندر چلے گئے۔ آپ نے یہودیوں سے پوچھا:

عبداللہ بن سلام تم میں سے کیسا انسان ہے؟

انہوں نے کہا: وہ ہمارا سب سے بڑا عالم اور سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہے۔ وہ ہم سب سے اچھا انسان ہے اور سب سے اچھے انسان کا بیٹا ہے۔

آپ نے فرمایا:

تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ اسلام قبول کر لے تو؟

انہوں نے کہا: اللہ اسے ایسی بات سے محفوظ رکھے۔ اس پر عبداللہ بن سلام باہر آ گئے اور کہا:

اشہد ان لا اِلٰہ اِلاَّ اللّٰہ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

وہ بولے: یہ ہم میں بدترین انسان ہے اور بدترین انسان کا بیٹا ہے۔ وہ انہیں لعنت ملامت کرنے لگے۔[1]

---

[1] بخاری، ح: ۳۳۲۹۔

Marfat.com

عبداللہ بن سلام کا، جو گزشتہ الہامی کتب کا عالم ہے، اِسلام قبول کرنا نبی ﷺ کی نبوت کی صداقت کی دلیل اور سچی گواہی ہے:

﴿ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ﴾ [1]

''اور کافر لوگ کہتے ہیں: تو پیغمبر نہیں ہے، فرما دیجیے! اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی کے لیے کافی ہے اور وہ شخص بھی جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔''

مسند احمد میں اہلِ کتاب کی شہادتوں میں سے ایک اور شہادت بھی نبی ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔ سلمہ بن سلامہ بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے قبیلے بنی عبدِ اشہل کے پڑوس میں ایک یہودی رہا کرتا تھا، نبی ﷺ کی آمد سے کچھ پہلے ایک دن وہ عبدِ اشہل کی مجلس میں آیا، ان دنوں مَیں نوخیزی میں قدم رکھ چکا تھا...... اس نے قبروں سے اٹھنے، قیامت، حساب اور جنت وجہنم کا بیان شروع کر دیا اور اس نے کہا: یہ لوگ مشرک اور بت پرست ہیں، یہ اس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ مرنے کے بعد جی اٹھنا ہے۔

وہ لوگ کہنے لگے: ارے فلاں! تجھ پر افسوس تیرا خیال ہے کہ لوگ مرنے کے بعد پھر اٹھائے جائیں گے اور ایسے گھر میں بھیجے جائیں گے جس میں باغات اور آگ ہوگی اور وہ وہاں اپنے اعمال کا بدلہ پائیں گے؟

اس نے کہا: ہاں، اس ذات کی قسم! جس کے نام کی قسم اٹھائی جاتی ہے......

انہوں نے کہا: تیرا ستیاناس ہو، اُس کی کیا نشانی ہے؟

اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان شہروں کی طرف سے ایک نبی مبعوث ہوگا۔

انہوں نے کہا: وہ کب مبعوث ہوگا؟

اس نے سلمہ کی طرف دیکھا اور وہ اُس وقت سب سے کم عمر تھے، اور کہا:

اگر یہ نوجوان بڑھاپے تک زندہ رہا تو اُسے پا لے گا۔

---

[1] ۱۳/الرعد: ۴۳۔

Marfat.com

سلمہ فرماتے ہیں کہ ابھی دن اور رات نہ گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث کر دیا اور وہ (یہودی) ابھی ہمارے درمیان زندہ تھا۔ ہم تو آپ پر ایمان لے آئے اور اس نے کفر اور عناد کی وجہ آپ کو ماننے سے انکار کر دیا۔

ہم نے اس سے کہا: فلاں! افسوس ہے تجھ پر! کیا تو وہی نہیں ہے جس نے ہمیں اس کے بارے میں بتایا تھا؟

اس نے کہا: ہاں، لیکن یہ وہ نہیں ہے۔ [1]

اس طرح اس نے حق کو پہچان لیا لیکن پھر بھی انکار کر دیا حالانکہ وہ آپ کی بشارت دیتا تھا۔

﴿وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝۸۹﴾ [2]

''اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کتاب آ گئی جو تصدیق کرنے والی تھی اس (کتاب) کی جو اُن کے پاس ہے اور وہ اس سے پہلے ان لوگوں پر فتح طلب کیا کرتے تھے۔ تو جب آیا ان کے پاس جسے وہ پہچانتے تھے تو اُنہوں نے اس کا انکار کر دیا۔ ان کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔''

انہوں نے اس نبی کا انکار کر دیا جس کا وہ انتظار کر رہے تھے اور وہ اسے ایسے پہچانتے تھے جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ اللہ عظیم نے سچ فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۲۰﴾ [3]

''وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اس طرح وہ پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو، جن لوگوں نے خسارے کا سودا کیا ہے وہ ایمان نہیں لاتے۔''

نبی ﷺ کے بارے میں اس طرح کی مزید بشارتیں بھی اہلِ کتاب کی الہامی کتابوں

---

[1] مسند احمد، ح: ١٥٤١٤۔ [2] ٢/البقرة: ٨٩۔

[3] ٦/الانعام: ٢٠۔

Marfat.com

میں موجود ہیں، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب سفر تکوین میں مرقوم ہے کہ آپ نے بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

قال لی الرب: قد احسنوا ما تکلموا، أقیم لهم نبیا من وسط اخوتهم منك واجعل کلامی فی فمه فیکلم بکل ما اوصیه به، ویکون ان الانسان الذی لایسمع لکلامی الذی یتکلم به باسمی انا اطالبه......

مجھے رب نے فرمایا ہے: اپنے بولنے میں اچھائی اختیار کرو، میں ان کے بھائیوں میں سے تیرے جیسا نبی مبعوث کروں گا، اور اس کے منہ میں اپنا کلام ڈالوں گا اور میں جو کچھ اسے وصیت کروں گا وہ اسی سے ان سے کلام کرے گا، اور جو اِنسان اس کا وہ کلام نہ سنے گا جو وہ میرے نام سے بولے گا تو میں اس سے باز پرس کروں گا...... [1]

اس عبارت سے واضح طور پر نظر آ رہا ہے کہ یہ اس عظیم نبی کے متعلق ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے گا اور یہ عبارت اس نبی کے اوصاف بتا رہی ہے کہ وہ بنی اسرائیل سے نہیں ہوگا بلکہ ان کے چچاؤں کے بیٹوں سے ہوگا اور بنی اسرائیل کے چچے عیسو بن اسحاق اور اسماعیل بن ابراہیم علیہم السلام کے بیٹے ہیں۔

اس نبی (موعود) کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ موسیٰ جیسا ہوگا، اور بنی اسرائیل میں موسیٰ جیسا کوئی نبی پیدا نہیں ہوا، جیسا کہ سفرِ تکوین میں ہے اور بنی اسرائیل میں موسیٰ جیسا بعد میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ [2]

اس مبشر اور موعود نبی کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ اسے زبانی (نہ کہ لکھی ہوئی) وحی عطا کرے گا جو اللہ کے تمام اَحکام کی حامل ہوگی۔ اللہ اپنے ان دشمنوں سے انتقام لے گا جو آپ کی دعوت کو مسترد کر دیں گے۔

واجعل کلامی فی فمه فیکلم بکل ما اوصیه به، ویکون ان الانسان الذی لایسمع لکلامی الذی یتکلم به باسمی انا

---

[1] تثنیہ: /۱۸/ ۱۷۔۱۹۔ [2] تثنیہ: /۲۵/ ۱۰۔

Marfat.com

اطالبہ

''اور مَیں اُس کے منہ میں اپنا کلام ڈالوں گا اور وہ انہیں وہ تمام باتیں کہے گا جن کی مَیں اسے وصیت کروں گا۔ اور میرے نام سے جو میرا کلام انہیں کہے گا اس کلام کو نہ سننے والے انسان سے مَیں پوچھوں گا۔''

اس کلام میں موسیٰ علیہ السلام جس نبی کی بشارت دے رہے ہیں وہ کون ہوا؟ وہ ہیں اُن کے بھائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس وجہ سے اور اس جیسی تورات کی دیگر خبروں کی بنا پر مدینے کے یہودی اپنے پڑوس میں رہنے والے اوس اور خزرج قبائل کو ایک عظیم نبی کی آمد کی دھمکی دیتے تھے اور اس کے نام سے مدینے والوں کو ڈرا کر اُن پر سرداری کرتے تھے۔

چنانچہ ابنِ اسحاق اپنی سیرت میں چند انصار کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ ساتھ اور اِس کے کہ اُس نے ہمیں ہدایت دی۔ جس چیز نے ہمیں اسلام کی دعوت دی وہ یہ تھی کہ ہم لوگ مشرک اور بت پرست تھے اور اہلِ کتاب کے پاس ایسا علم تھا جو ہمارے پاس نہ تھا اور ہمارے اور ان کے درمیان شر وفساد برپا رہتا تھا، جب ہم انہیں ناپسند حالات سے دوچار کرتے تو وہ ہمیں یہ کہتے کہ ایک موعود نبی کے مبعوث ہونے کا وقت قریب ہے ہم اس کے ساتھ مل کر تمہیں یوں نیست ونابود کردیں گے جیسے عاد اور ارم نابود ہوئے اور ہم یہ بات ان سے اکثر سنتے رہتے تھے۔

جب اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو جب اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی تو ہم نے اسے قبول کرلیا اور ہم نے پہچان لیا کہ اسی کے نام کی ہمیں دھمکیاں دی جاتی تھیں چنانچہ ہم نے ایمان قبول کرنے میں جلدی کی اور وہ آپ کے منکر ہوگئے، لہٰذا یہ آیت ہمارے اور ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

﴿وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾﴾ [1]

[1] ٢/البقرة: ٨٩۔

Marfat.com

''اور اُن کے پاس جب اللہ کی طرف سے ایک کتاب آئی جو اُس چیز کی تصدیق کرنے والی ہے جو اُن کے پاس ہے، اور وہ پہلے خود (اس کے ذریعہ) کافروں پر فتح چاہتے تھے، تو جب اُن کے پاس وہ چیز آ گئی جسے انہوں نے پہچان لیا، انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔ ان کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔'' [1]

قتادہ فرماتے ہیں:

یہود محمد ﷺ کے نام پر کفارِ عرب پر فتح طلب کرتے تھے۔ جب اللہ نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا اور انہیں معلوم ہوا کہ وہ تو بنی اسماعیل سے ہیں تو اُنہوں نے حسد کی بنا پر کفر کیا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اور اپنے ہاں تورات میں ان کے بارے میں لکھا ہوا پاتے تھے۔ [2]

ایک یہودی بزرگ کی گواہی

نبی ﷺ کی نبوت کی شہادت مدینے کے ایک اور یہودی عالم نے دی تھی، اس کا نام ابن ہیبان تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ اس آخری نبی کی ہجرت گاہ مدینہ ہے تو وہ ملک شام سے مدینہ منورہ چلا آیا اور پھر وہ آپ کی بعثت اور ہجرت کا منتظر رہا۔

ابنِ اسحاق اپنی سیرت میں بنو قریظہ کے ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں شام سے ایک یہودی عالم آیا، اسے ابن ہیبان کہا جاتا تھا، وہ ہمارے ہاں رہا، اللہ کی قسم! ہم نے کسی کو اُس سے اچھی نماز پڑھتے نہ دیکھا، وہ اللہ کے رسول ﷺ کی بعثت سے دو سال قبل ہمارے پاس آیا، جب ہمیں قحط کا سامنا کرنا پڑتا اور ہم خشک سالی سے دوچار ہوتے تو اسے کہتے: ابن ہیبان باہر نکلیے اور ہمارے لیے بارش طلب کیجیے۔

وہ جواب دیتا: اللہ کی قسم! جب تک تم اپنے گھروں سے نکلنے سے قبل صدقہ ادا نہ کرو گے میں دعا نہیں مانگوں گا۔

ہم اس سے دریافت کرتے کہ کتنا صدقہ ادا کریں؟

---

[1] سیرت ابن ھشام: ۲/ ۳۷۔۳۸؛ تفسیر طبری: ۱/ ۴۱۰۔

[2] جامع البیان: ۱/ ۴۱۱۔

Marfat.com

وہ کہتا: ایک صاع کھجور یا دو مد جو۔

چنانچہ ہم صدقہ ادا کرتے، پھر وہ ہمارے حرہ کے میدان میں نکل آتا اور ہم بھی اس کے ساتھ استسقاء کے لیے نکلتے، اللہ کی قسم! وہ اپنی جگہ پر کھڑا بھی نہ ہوتا تھا کہ بارش برسنا شروع ہو جاتی اور پانی گھاٹیوں میں بہنا شروع ہو جاتا اور ایسا ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ ہوا۔ اس کی وفات کا وقت قریب ہوا تو ہم اس کے پاس اکٹھے ہو کر گئے تو اس نے کہا: گروہِ یہود! تمہیں کوئی علم ہے کہ مجھے کونسی چیز شراب اور خمیر والی سرزمین (شام) سے بھوک اور بدحالی والی سرزمین (یثرب) کی طرف لے آئی؟

انہوں نے کہا: اِس بات کو تو تم ہی زیادہ جانتے ہو۔

اُس نے کہا: مَیں تو اس امید پر ادھر آیا ہوں کہ یہاں ایک نبی مبعوث ہونے کی توقع ہے اور اس کی آمد کا زمانہ سایہ فگن ہو چکا ہے اور یہ شہر اس کی ہجرت گاہ ہے لہٰذا تم اُس کی پیروی کرنا اور دیکھنا کہ اس کے ظہور کے وقت کہیں دوسرے لوگ اس پر ایمان لانے میں سبقت نہ لے جائیں۔

گروہِ یہود! وہ اپنے مخالفین کے خلاف جہاد کرنے، ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنانے کے منصوبے کے ساتھ مبعوث ہوگا، لہٰذا تمہیں کوئی چیز اس پر ایمان لانے سے نہ روکے۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ چنانچہ جب فتح بنی قریظہ والی رات آئی تو ان کے قلعے سے تین آدمی نکلے اور ان سے کہا:

گروہِ یہود! اللہ کی قسم! یہ وہی ہے جس کا تذکرہ تم سے ابن ہیبان نے کیا تھا۔

وہ کہنے لگے: نہیں، یہ وہ نہیں ہے۔

انہوں نے کہا: واللہ! یہ اس کی صفت ہی ہے اور یہ وہی ہے۔

پھر وہ نیچے آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ [1]

حجی نبی کی گواہی

حَجّی نبی کی طرف منسوب سفر میں وہ نبی ﷺ کے نام کی صراحت بھی کرتا ہے چنانچہ وہ

---

[1] سیرت ابن اسحاق: ١/ ٦٢؛ سیرت ابن ھشام: ٢/ ٣٨۔٣٩؛ بیھقی: ٩/ ١١٤۔

Marfat.com

بنی اسرائیل سے فرماتا ہے:

مت ڈرو کیونکہ لشکروں کے رب نے اسی طرح فرمایا ہے۔تھوڑے عرصے بعد یکبارگی ہوگا، مَیں آسمان، زمین، تری اور خشکی کو ہلا دوں گا اور تمام امتوں کو نازل کروں گا۔اور تمام امتوں کا 'پسندیدہ' آئے گا، مَیں اس گھر کو بزرگی سے بھر دوں گا۔لشکروں کے رب نے فرمایا اور اس سفر نے اللہ کے گھروں میں سے ایک جدید گھر کی عظمت بھی بیان کی ہے، اس کے الفاظ کا ترجمہ اس طرح ہے:

''اس آخری گھر کی بزرگی پہلے گھر (یعنی بیت المقدس) کی بزرگی سے عظیم تر ہو گی لشکروں کے رب نے کہا ہے،اور اس جگہ میں سلامتی دی گئی ہے۔'' [1]

اگر ہم تورات کی عبرانی عبارت دیکھیں، جبکہ یہ قول کہ ''تمام امتوں کا پسندیدہ آئے گا'' پڑھ چکے ہیں، تو اس کے عبرانی الفاظ اس طرح ہیں:

فباؤا حِمدات کول ھاجو ییم

''اور تمام امتوں کا پسندیدہ آئے گا۔''

اس میں حمدات کا ترجمہ 'پسندیدہ' کیا گیا ہے، حمدات کا لفظ عبرانی میں ہے، یہ عربی میں 'محمد ﷺ' ہی ہے۔اس کا ترجمہ کرنا واضح غلطی ہے کیونکہ اسماء کا ترجمہ نہیں کیا جاتا۔

بیت اللہ الاخیر یعنی مسجد حرام کے بارے میں سفر کا یہ قول کہ 'اس جگہ میں سلامتی دی گئی' اس سے مراد سرزمینِ حرم ہے، جہاں سلام یعنی سلامتی اور اسلام ہے کیونکہ سلام اور اسلام کا مادہ ایک ہی ہے اور سلام اور اسلام کا اطلاق دینِ اسلام پر کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً ﴾ [2]

''ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔''

ابن کثیر فرماتے ہیں:

﴿ ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً ﴾ میں السِّلْم سے مراد اسلام ہے۔

اِن دلائل سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مقدس کتب

---

[1] حجی: ۲/ ۶۔۹۔ [2] ۲/البقرۃ:۲۰۸۔

Marfat.com

صراحت کے ساتھ نبی کا نام ذکر کرتی ہیں، وہ اُن (نبی) کے دین اور ان کے عظیم گھر کے نام کا تذکرہ کرتی ہیں، اس کے گھر (مکہ) کی بزرگی اور قدر و منزلت حضرت اسحاق کے تعمیر کردہ گھر سے عظیم تر ہوگی جو اُنہوں نے ارضِ فلسطین میں بنایا تھا۔

اللہ نے گزشتہ انبیاء کی کتابوں میں آپ کے متعلق بشارتوں کو تاکید کے طور پر بیان کرتے ہوئے کتنی سچی بات کہی اور اس میں مومنوں کی فلاح کا وعدہ بھی کیا:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۠﴾ ❁

''وہ لوگ جو اُس رسول نبی امّی کی پیروی کرتے ہیں جسے وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ اُنہیں نیک کاموں کا حکم دیتا ہے اور برے کاموں سے روکتا ہے اور ان کے لیے پاک چیزوں کو حلال ٹھہراتا ہے اور خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے اور اُن کے (سروں سے) بوجھ اور ان کے (گلوں سے) طوق اتارتا ہے، تو جو لوگ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تعظیم وتکریم کی اور آپ کی مدد کی اور اس نور (قرآن) کی پیروی کی جو آپ کے ساتھ اتارا گیا ہے، وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

❁❁.....❁.....❁❁

❁ ۷/الاعراف: ۱۵۷۔

Marfat.com

نبی ﷺ کی نبوت پر آپ کے اخلاق و کردار کی شہادتیں

آپ ﷺ کے عمدہ اخلاق اور خوبصورت صفات بھی آپ کی نبوت کے دلائل میں سے ہیں کیونکہ اس طرح کے کمالات اللہ کا عطیہ ہیں، اور یہ ایسی دلیل ہے جسے عقلاء آپ ﷺ کی نبوت کے لیے کافی سمجھتے ہیں، جو اِن اوصاف کا حامل ہوگا وہ اللہ پر جھوٹ بول کر نبوت کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

سچے نبی کی صداقت اور متنبی کے جھوٹ پر دلائل کے انبار موجود ہوتے ہیں۔ جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور وہ اپنے دعوے میں سچا ہوا تو وہ اللہ کی مخلوق میں سب سے افضل ہوگا اور علم و دین میں سب سے اکمل ہوگا کیونکہ اللہ کے رسولوں اور اُس کے نبیوں سے کوئی شخص افضل نہیں ہوسکتا۔ صلوت اللہ علیهم وسلامه...... اور اگر مدعی نبوت جھوٹا ثابت ہوا تو وہ اللہ کی مخلوق میں سب سے بڑا کافر اور بدترین ثابت ہوگا...... جس طرح ایک (سچا نبی) اعلیٰ درجات پر فائز ہوتا ہے اسی طرح دوسرا (متنبی) رذیل ترین مقام پر ہوتا ہے، ان دونوں کے احوال کو جاننے والوں کے سامنے ایک کے سچا اور دوسرے کے جھوٹا ہونے کے واضح دلائل و براہین ہوتے ہیں۔ جس طرح انبیاء کی صداقت پر دلالت کرنے والے دلائل اور آثار متنوع اور بہت سے ہیں اسی طرح جھوٹے مدعیان نبوت کے جھوٹ پر دلالت کرنے والے دلائل اور براہین بھی متنوع اور بہت سے ہوتے ہیں۔ [1]

دلائل کی اس قسم کی بنا پر ہی مسلمانوں کا پہلا گروہ (مثلاً خلفائے راشدین، خدیجہ، زید بن حارثہ، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم) نبی ﷺ پر ایمان لے آیا حالانکہ ابھی تک آپ کے ہاتھوں آپ کے واضح معجزات ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ اہل زمین میں سے آپ پر ایمان لانے

---

[1] الجواب الصحیح لِمَن بدّل دینَ المسیح: ١/ ١٢٧-١٢٩۔

Marfat.com

والی پہلی شخصیت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ انہوں نے اپنے شوہر کے اخلاقی کمال، جو انہیں معلوم تھا، اور عمدہ اوصاف سے آپ کی نبوت پر استدلال کیا، جب آپ غارِ حراء سے حالتِ خوف میں آئے تو انہوں نے آپ سے کہا:

كَلَّا وَاللّٰهِ مَايُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ [1]

''اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رُسوا نہیں کرے گا، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، دوسروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، نادار کو کما کر دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔''

آپ رضی اللہ عنہا نے آپ کے کریمانہ اوصاف کو ہی آپ کی صداقت اور نبوت کی دلیل قرار دیا۔ اس سلسلے میں آپ کے لیے آپ کے رب کا بیان کردہ یہ وصف ہی کافی ہے:

﴿ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ ﴾ [2]

''یقیناً آپ اخلاق کے عظیم درجے پر فائز ہیں۔''

بہت سے عقلاء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو ہی آپ کی نبوت کی دلیل کے طور پر کافی سمجھا، ایسے لوگوں میں سے ایک روم کا بادشاہ ہرقل بھی ہے، اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا حال معلوم ہوا تو اس نے ابوسفیان سے، جو اُس وقت تک حالتِ کفر میں ہی تھے، آپ کے اوصاف اور اخلاق کے متعلق سوالات کیے اور جب اس پر (سوالات کے جوابات کی روشنی میں) آپ کی نبوت عیاں ہوگئی تو کہنے لگا:

فَإِنْ كَانَ مَاتَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ، وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، لَمْ أَكُنْ أَظُنُّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، فَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّيْ أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ [3]

---

[1] بخاری، ح: ٤؛ مسلم، ح: ١٦٠۔ [2] ٦٨/القلم: ٤۔

[3] بخاری، ح: ٧؛ مسلم، ح: ١٧٧٣۔

Marfat.com

''اگر تُو سچ کہتا ہے تو عنقریب وہ میرے ان قدموں کی جگہ کا مالک بن جائے گا اور مَیں اتنا تو جانتا تھا کہ ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے لیکن میرے گمان میں یہ نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا اور اگر مجھے معلوم ہو کہ میرے وہاں جانے کی کوئی صورت نکل سکتی ہے تو مَیں وہاں جانے کی تکلیف برداشت کرتا اور اگر مَیں وہاں ہوتا تو آپ کے پاؤں دھوتا۔''

❁❁.....❁.....❁❁

Marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمدہ صفات میں سے ایک صفت آپ کی مسلسل سخاوت اور جاری رہنے والی فیاضی ہے، آپ کی سخاوت اُس شخص کی طرح ہوتی جو دنیا سے کنارہ کشی کر چکا ہو، جسے دنیا ہاتھ آنے کی کوئی خوشی ہو، نہ ہاتھ سے جانے کا کوئی غم اور پریشانی۔ آپ سب لوگوں سے بڑھ کر سخی اور سب سے زیادہ فیاض تھے، آپ کے وصفِ سخاوت کو آپ کے چچازاد ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے یوں بیان کیا ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ [1]

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں جب جبریل آپ سے ملاقات کرنے آتے تو آپ کی سخاوت زیادہ ہوتی چلی جاتی اور جبریل رمضان کی ہر رات آپ سے ملاقات کرنے آتے اور آپ کے ساتھ قرآن کا دَور کرتے، ان دنوں آپ طوفانی ہوا کی طرح (چاروں طرف) سخاوت کے جھکڑ چلا دیتے۔''

انس بن مالک رضی اللہ عنہ دس سال تک آپ کی خدمت میں رہے، وہ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ [2]

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے حسین، سب سے زیادہ دلیر اور سب سے زیادہ فیاض تھے۔''

جو کوئی اس کا ثبوت چاہتا ہو تو وہ دل سے حاضر ہو کر بگوشِ ہوش سن لے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے واپس آ رہے تھے کہ لوگ مال وزر کی طلب میں آپ سے چمٹ گئے۔ یہاں تک

---

[1] بخاری، ح: ٦؛ مسلم، ح: ٢٣٠٨۔ [2] بخاری، ح: ٢٨٢٠۔

Marfat.com

کہ آپ کیکر کی اوٹ میں جانے پر مجبور ہو گئے، آپ کی چادر اچک لی گئی اور نبی ﷺ کھڑے ہو کر اُن سے فرمانے لگے:

((اَعْطُوْنِیْ رِدَائِیْ، لَوْ كَانَ لِیْ عَدَدَ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِیْ بَخِيْلًا وَلَا كَذُوْبًا وَلَا جَبَانًا)) 1

''مجھے میری چادر تو واپس دے دو، اگر میرے پاس ان درختوں کی تعداد کے برابر اونٹ ہوتے تو مَیں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا، پھر تم مجھے نہ تو بخیل پاتے، نہ جھوٹا اور نہ بزدل۔''

آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی کچھ مانگنے کے لیے آیا، آپ نے اسے جواب دیا:

میرے پاس کچھ نہیں البتہ میرے کھاتے میں اپنی مطلوبہ چیز خرید لو، جب میرے پاس کوئی پیسے آئیں گے تو مَیں اس کی قیمت ادا کر دوں گا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ کے رسول! جب ایک چیز آپ کے پاس موجود نہیں تو اللہ نے آپ کو اُس کی ادائیگی کا مکلف نہیں بنایا۔

نبی ﷺ کو عمر کی یہ بات پسند نہ آئی۔

ایک انصاری نے عرض کیا: اللہ کے رسول! خرچ کیجیے اور عرش والے سے اس بات کا خوف نہ کیجیے کہ وہ آپ کو تنگدست کر دے گا۔

یہ بات سن کر اللہ کے رسول ﷺ مسکرا دیے اور انصاری کی اس بات سے آپ کے چہرے میں سُرور کی لہر موجزن ہو گئی،

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ((بِهٰذَا اُمِرْتُ))

''مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔'' 2

تنگدستی کے باوجود، نیز یہ کہ آپ کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا پھر بھی آپ نے قرض لے کر اُس پر سخاوت کر دی، اس سے بڑی سخاوت اور کیا ہو سکتی ہے!

---

1 بخاری، ح: ۲۸۲۱۔

2 تهذيب الآثار للطبری، ح: ۱۶۸؛ شمائل ترمذی، ح: ۳۵۰؛ مسند بزار، ح: ۲۷٤۔

Marfat.com

آپ ﷺ کے پاس انصار کے کچھ لوگ آئے اور آپ سے مال و دولت کا سوال کرنے لگے، آپ نے انہیں مال عطا کیا، انہوں نے پھر سوال کیا، آپ نے پھر عطا کیا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا وہ ختم ہو گیا، پھر آپ نے فرمایا:

((مَا يَكُوْنُ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ، وَمَا اُعْطِيَ اَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ)) [1]

''میرے پاس مال موجود ہو تو میں اسے تم سے بچا کر نہ رکھوں گا اور جو کوئی سوال سے بچنا چاہے تو اللہ اسے بچا لیتا ہے اور جو شخص (لوگوں کی دولت سے) بے نیازی اپنانے کی نیت کر لے تو اللہ اسے بے نیازی نصیب کر دیتا ہے اور جو کوئی صبر کی خوبی اختیار کرنے کی نیت کر لے تو اللہ اسے صبر عطا کر دیتا ہے اور کسی انسان کو صبر سے بہتر اور کشادہ عطیہ نہیں مل سکتا۔''

آپ کے پاس ایک عورت چادر لے کر حاضر ہوئی اور کہنے لگی:

اللہ کے رسول! مَیں نے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بُنی ہے اور مَیں چاہتی ہوں کہ آپ اسے زیب تن کریں۔

اللہ کے رسول ﷺ کو چادر کی ضرورت تھی۔ لہٰذا آپ نے وہ چادر قبول کر لی، آپ اسے پہن کر ہمارے ہاں تشریف لائے، اسی دوران میں لوگوں میں سے ایک شخص اسے ٹٹول کر کہنے لگا:

اللہ کے رسول! یہ چادر مجھے پہنا دیجیے!

آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ (مَیں ایسا ہی کر دوں گا۔)

جتنا وقت اللہ کو منظور تھا آپ ہمارے درمیان رہے، پھر گھر میں جا کر اسے لپیٹ کر کے واپس لے آئے اور سائل کو بھیج دی۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا:

تُو نے یہ چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا۔ تجھے علم تو ہے کہ آپ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں

---

[1] مؤطا امام مالک، ح: ۱۸۸۰۔

Marfat.com

جانے دیتے!

اس نے کہا: اللہ کی قسم! مَیں نے اس چادر کا سوال اس لیے نہیں کیا کہ اسے پہنوں، بلکہ مَیں نے تو یہ اس لیے مانگی ہے کہ جب مَیں مروں تو یہ (چادر) میرا کفن بنادی جائے۔ [1]

جی ہاں، آپ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ بھیجتے تھے اور اس وقت بھی سخاوت کرتے جب آپ خود اُس کے لوگوں سے بڑھ کر ضرورت مند ہوتے تھے

هُوَ الْبَحْرُ مِنْ اَیِّ النَّوَاحِیْ أَتَیتَهٗ
فَلُجَّتُهُ الْمَعْرُوْفُ وَالْبَحْرُ سَاحِلُهٗ
تَرَاهُ اِذَا مَا جِئْتَهٗ مُتَهَلِّلًا كَأَنَّكَ
تُعْطِيْهِ الَّذِیْ اَنْتَ سَائِلُهٗ
وَلَوْ لَمْ یَكُنْ فِی كَفِّهٖ غَیْرُ رُوْحِهٖ
لَجَادَ بِهَا فَلْیَتَّقِ اللّٰهَ سَائِلُهٗ

''وہ سخاوت کا دریا ہیں لہٰذا جس سمت سے تمہارا جی چاہے آ جایا کرو، اس میں ہر وقت سخاوت موجزن رہتی ہے اور دریا اُس کا ساحل ہے، جب تم اس کے پاس (مانگنے کے لیے) آؤ تو اسے مسکراتا ہوا پاؤ گے، گویا تم اس سے کوئی چیز مانگنے کے لیے نہیں بلکہ دینے کے لیے آ رہے ہو۔ [2] اگر اُن کے ہاتھ میں اُن کی روح کے علاوہ کچھ بھی نہ ہو تو وہ اپنی روح کی ہی سخاوت کر دیں گے، لہٰذا سوال کرنے والے کو اللہ سے ڈرنا چاہیے۔''

آپ ﷺ کے جود و کرم کی بہتات کی بنا پر جابر فرماتے ہیں:

مَا سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ عَنْ شَیْءٍ قَطُّ فَقَالَ: لَا [3]

---

[1] بخاری، ح: ۵۸۱۰، نبی ﷺ کے جسم سے لگنے والی چادر بھی بابرکت ہے۔ اس چادر کو صحابی اپنے کفن کے لیے رکھنا چاہتا تھا۔ اس سے صحابہ کی نبی اکرم ﷺ سے محبت و الفت اور عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ (مترجم)

[2] وہ تمہیں مال عطا کر کے اتنا خوش ہوتے ہیں جتنا تم حاصل کر کے خوش ہوتے ہو۔ (مترجم)

[3] بخاری، ح: ۶۰۳۴؛ مسلم، ح: ۲۳۱۱۔

Marfat.com

''ایسا کبھی نہیں ہوا کہ نبی ﷺ سے جب کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے ''نہیں'' کہا ہو۔''

غزوہ حنین کے بعد ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور اس نے دو پہاڑوں کے درمیان چرنے والی بکریاں مانگ لیں تو آپ نے اسے عطا کر دیں تو وہ شخص اپنی قوم کے پاس آ کر کہنے لگا:

میری قوم! مسلمان ہو جاؤ! اللہ کی قسم! محمد اس قدر عطیات سے نوازتے ہیں گویا انہیں تنگدستی کا خوف ہی نہیں!

انس فرماتے ہیں:

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ آدمی محض دنیا حاصل کرنے کی خاطر مسلمان ہو جاتا لیکن پھر اس کی یہ حالت ہو جاتی کہ اسے اسلام دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہو جاتا۔[1]

ابنِ عساکر بیان کرتے ہیں:

غزوہ حنین کے بعد سردار مکہ صفوان بن امیہ مالِ غنیمت کے درمیان چل رہا تھا، وہ اونٹوں، بھیڑوں اور بکریوں کے ریوڑوں کی طرف دیکھنے لگا تو وہ انہیں دیکھتا ہی رہ گیا، اللہ کے رسول ﷺ بھی اس پر نظر رکھے ہوئے تھے، آپ نے پوچھا:

ابو وہب! کیا یہ جانوروں سے بھری ہوئی وادی تجھے پسند ہے؟

اس نے کہا: ہاں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وادی اور جو کچھ اس میں ہے یہ سب تیرا ہوا۔

صفوان نے کہا: سچے نبی کے سوا کوئی دوسرا شخص اس قدر خوش نہیں ہو سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔

چنانچہ قریش کا یہ دانش مند اور سردار شخص نبی ﷺ کی سخاوت دیکھ کر ہی مسلمان ہو گیا کہ اس قدر سخاوت اور فیاضی نیز اتنی خوش دلی کے ساتھ یہ نوازش کرنا آپ ﷺ کی نبوت و

---

[1] مسلم، ح: ۲۳۱۲۔

Marfat.com

رسالت کی دلیل ہے۔

آپ ﷺ کی سخاوت کسی طرح کی شخصی مصلحت کے تابع نہ تھی اور نہ کسی کے ساتھ زیادہ یا کم تعلق کی بنا پر ہی ہوتی، آپ علیہ السلام نے فرمایا:

((إِنِّيْ لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ، خَشْيَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ)) [1]

''میں کبھی کسی ایک آدمی پر مال نچھاور کر دیتا ہوں حالانکہ دوسرا شخص مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے، اس خدشے کے پیشِ نظر کہ کہیں اللہ اسے جہنم میں اوندھا نہ گرا دے۔''

آپ ﷺ کے جود و کرم کی ایک انوکھی مثال جابر بن عبداللہ کی زبانی سنیے، وہ فرماتے ہیں:

مَیں کسی غزوہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا: جابر! کیا آپ اپنا اونٹ مجھے ایک دینار میں فروخت نہیں کر دیتے؟ اور اللہ آپ کو بخش دے گا۔

مَیں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! جب مَیں مدینہ پہنچ جاؤں گا تو یہ اونٹ آپ کا ہی ہو گا۔ [یعنی جب لوگ مدینے پہنچ جائیں گے تو جابر اللہ کے رسول ﷺ کو وہ اونٹ بلا قیمت دے دیں گے۔]

آپ نے پھر فرمایا: کیا آپ دو دینار کے بدلے یہ اونٹ مجھے فروخت نہیں کر سکتے؟ اور اللہ آپ کو بخش دے گا۔ آپ مسلسل دیناروں میں اضافہ کرتے چلے گئے اور ہر دینار پر وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ فرماتے چلے گئے حتیٰ کہ آپ نے بیس دیناروں کی پیش کش کر دی۔

جب مَیں مدینے پہنچ گیا تو مَیں اونٹ کی مہار پکڑ کر نبی ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ نے فرمایا:

بلال! اسے مالِ غنیمت سے بیس دینار دے دو، اور جابر سے فرمایا:

اپنا اونٹ اپنے گھر لے جاؤ۔ [2]

---

[1] بخاري، ح: ٢٧؛ مسلم، ح: ١٥٠۔

[2] ابن ماجة، ح: ٢٢٠٥؛ احمد، ح: ١٣٨٣٩۔

Marfat.com

مسند احمد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ جابر نے فرمایا:

مَیں وہ اونٹ لے کر ایک یہودی کے پاس سے گزرا اور اسے اپنا قصہ سنایا تو وہ تعجب کرتا ہوا کہنے لگا:

آپ نے تجھ سے اونٹ خریدا اور قیمت ادا کر دی اور پھر تجھے وہی اونٹ عطیہ بھی کر دیا؟

مَیں نے کہا: ہاں۔

وہ تعجب کیوں نہ کرتا، ایک شخص ایک آدمی سے اونٹ خریدتا ہے اور اس کا بھاؤ بڑھاتا چلا جاتا ہے پھر اسے اونٹ کی قیمت بھی ادا کر دیتا ہے اور پھر اسے اونٹ بھی عطیہ کر دیتا ہے، لوگ عموماً ایسا نہیں کرتے، یہ تو ایک نبی کی ہی سخاوت ہے کہ جن کی اُن کے رب نے بہترین تربیت کی۔

Marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تحمل اور بردباری

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم اخلاق اور عمدہ اوصاف میں سے یہ بھی ہے کہ آپ اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کو معاف کر دیتے تھے اور جو آپ سے جہالت کا مظاہرہ کرتا تھا آپ اس سے تحمل و بردباری کا سلوک کرتے تھے۔ آپ اس سلسلے میں نفسانیت سے پاک تھے۔:

مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ اِلَّآ اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنتَقِمُ لِلَّهِ بِهَا۔ ❶

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا، ہاں اگر اللہ کی حرمت پامال ہوئی ہوتی تو آپ اس کا اللہ کی خاطر انتقام لیتے۔''

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ سَبَّابًا وَلاَ فَحَّاشًا وَلاَ لَعَّانًا، كَانَ يَقُوْلُ لِاَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ: ((مَالَهٗ؟ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ)) ❷

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو کسی کو گالی دیتے تھے، نہ بدگوئی کرتے تھے اور نہ کسی پر لعنت کرتے تھے۔ جب کبھی ہم میں سے کسی پر ناراض ہوتے تو یوں فرماتے: اسے کیا ہوا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔''

ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا صَخَّابًا فِي الْاَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ ❸

''آپ نہ تو عمداً بدگوئی کرتے تھے اور نہ غیر ارادی طور پر بدزبانی کرنے

---

❶ بخاری، ح: ٣٢٩٦؛ مسلم، ح: ٤٢٩٤۔ ❷ بخاری، ح: ٦٠٣١۔

❸ ترمذی، ح: ٢٠١٦؛ البانی نے صحیح مشکاۃ المصابیح (٥٨٢٠) میں اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

والے تھے اور نہ آپ بازاروں میں چیخ چلا کر گفتگو کرتے تھے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیتے تھے۔"

اسلام سے قبل نازل ہونے والی کتب میں آپ ﷺ کی یہی صفات مذکور ہیں، چنانچہ صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرٰةِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلاَ غَلِيْظٍ وَلاَ سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلاَ يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا، وَاٰذَانًا صُمًّا وقُلُوْبًا غُلْفًا[1]

"اللہ کی قسم! آپ اپنی بعض قرآنی صفات سے تورات میں بھی موصوف ہیں کہ نہ تو آپ سخت مزاج ہوں گے اور نہ پتھر دل اور نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والے ہوں گے اور نہ برائی کا دفاع برائی سے کریں گے بلکہ عفو و درگزر کا معاملہ کریں گے اور معاف کر دیا کریں گے اور اللہ اس وقت تک ان کی روح قبض نہ کرے گا جب تک اس کے ذریعے ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہ کر دے اور لوگ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه نہ کہنا شروع کر دیں۔ اور اللہ اس کلمہ کے ساتھ بند آنکھوں، بہرے کانوں اور ڈھکے دلوں کو کھول نہ دے۔"

آپ نے سچ فرمایا۔ اشعیا نبی کی طرف منسوب سفر میں مذکور ہے:

وہی میرا بندہ ہے جسے میں تقویت دوں گا، وہ میرا چنیدہ ہے جس سے مَیں مسرور ہوں، اس پر مَیں نے اپنی روح نازل کی ہے، امتوں کے لیے حق نکلے گا، نہ وہ چیخے گا اور نہ بلند آواز ہوگا اور نہ گلیوں میں اس کی آواز سنائی دے گی۔ بالوں کے اس گچھے کی طرح جسے کوٹا گیا ہو جو توڑا نہیں جاتا۔ وہ جو چراغ کی ہلکی سی سلگتی ہوئی بتی کی طرح ہے جو بجھے گا نہیں، امان والی جگہ کی طرف نکلے گا اور جب تک وہ (دین) حق کو زمین میں رکھ نہ دے وہ کمزور نہ ہوگا اور نہ شکستہ ہوگا، جزیرے اس کی شریعت کا انتظار کریں گے، آسمانوں کے خالق پروردگار اللہ نے ایسے

---

[1] بخاری، ح:۲۱۲۵۔

Marfat.com

ہی فرمایا ہے۔ [1]

آپ ﷺ کے عفو و حلم کا مظاہرہ غزوہ حنین کے بعد تقسیم غنائم کے موقعہ پر سامنے آیا اس موقعہ پر آپ ﷺ کمزور ایمان مسلمانوں کی تالیفِ قلبی (اسلام پر مضبوط کرنے) کے لیے کشادہ دلی سے مالِ غنیمت عطا کر رہے تھے۔ ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ پر ناانصافی اور جانبداری کا بہتان لگاتے ہوئے کہا:

اس تقسیم میں اللہ کی رضا جوئی کو مدِ نظر نہیں رکھا گیا۔

ابنِ مسعود فرماتے ہیں:

مَیں نبی ﷺ کے پاس آیا تو مَیں نے اس بات کی خبر آپ کو دی تو آپ کو شدید غصہ آیا اور اس کا اثر آپ کے چہرے پر نظر آنے لگا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:

((يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسٰى، قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ)) [2]

''موسیٰ پر اللہ رحم کرے! انہیں اس سے بھی زیادہ ایذاء پہنچائی گئی مگر انہوں نے صبر کیا۔''

چونکہ آپ کو بھی اللہ نے ﴿ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ ﴾ [3] کہہ کر صبر کرنے کا حکم دیا تھا لہٰذا آپ نے صبر کا مظاہرہ کیا۔

ایک دفعہ آپ اپنی مسجد میں داخل ہو رہے تھے اور ابھی درمیان میں پہنچے ہی تھے کہ ایک اعرابی نے پیچھے سے آپ ﷺ کی چادر کو زور سے کھینچ لیا، آپ ﷺ کی چادر موٹی اور کھردری تھی اس لیے آپ کی گردن رگڑ کی وجہ سے سرخ ہو گئی، پھر وہ بولا:

محمد! میرے یہ دونوں اونٹ اناج سے لاد دے! تُو نہ تو اپنے مال سے نہ اپنے باپ کے مال سے لاد کر دے گا۔ (یہ مال نہ تیرا ہے، نہ تیرے باپ کا۔)

آپ نے فرمایا: نہیں، مَیں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، جب تک تُو میری گردن سے چادر کھینچنے کا قصاص نہ دے گا تب تک مَیں تیرے اونٹ اناج سے نہ بھروں گا۔

اعرابی کہنے لگا: نہیں، اللہ کی قسم! مَیں قصاص نہ دوں گا۔

---

[1] يسعيا: ١٤٢/١_٤۔

[2] بخاری، ح: ٣٤٠٥؛ مسلم، ح: ١٠٦٢۔ [3] ١٥/الحجر: ٨٥۔

Marfat.com

ابوہریرہ فرماتے ہیں:

جب ہم نے اعرابی کی بات سنی تو اس کی طرف لپکے، اچانک اللہ کے رسول ﷺ کی نظر ہم پر پڑی تو آپ نے فرمایا:

جو کوئی میری بات سن رہا ہے اسے میں تاکید کرتا ہوں وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے یہاں تک کہ میں اسے وہاں سے چلنے کا حکم دوں۔

پھر اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں میں سے ایک آدمی سے فرمایا:

ارے فلاں! اس کے ایک اونٹ کو جو اور ایک کو کھجوروں سے بھر دو۔ بعد از آں اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا:

((اِنْصَرِفُوْا)) [1] ''واپس چلے جاؤ۔''

صحابی فرماتے ہیں کہ آپ اپنے کمال حسن خلق کی وجہ سے یکسر معاف کر دیتے تھے۔ اور اس طرح کی احادیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر آپ کو معجزات عطا نہ بھی ہوتے تو آپ کے یہ اخلاق بھی آپ کی نبوت کی دلیل کے طور پر کافی تھے۔ [2]

(قرآن میں آپ کے اسی وصف جمیل کا تذکرہ یوں ہوا ہے:)

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝﴾ [3]

''اللہ کی طرف سے رحمت کی بنا پر آپ ان کے لیے نرم ہیں اور اگر آپ درشت مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے اردگرد سے چھٹ جاتے۔ انہیں معاف کر دیجیے اور ان کے لیے اللہ سے استغفار کیجیے اور (درپیش) معاملے میں ان سے مشورہ کر لیجیے۔ پس جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر توکل کیجیے، بیشک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

آپ ﷺ کے کمال حلم و بردباری کا یہ عالم تھا کہ ایک بدو نے، جو مسجد کی حرمت سے

---

[1] نسائی، ح: ٤٧٧٦؛ ابو داود، ح: ٤٧٧٥۔

[2] شرح السندھی علی النسائی: ٨/ ٣٤۔ [3] ٣/آل عمران: ١٥٩۔

Marfat.com

واقف نہ تھا، مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کرنا شروع کر دیا، صحابہ اسے ڈانٹتے ہوئے اٹھے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُزْرِمُوهُ، دَعُوهُ))

''اس کا پیشاب نہ روکو، اسے چھوڑ دو۔'' [1]

تو لوگوں نے اسے چھوڑ دیا۔

اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے اسے اپنے پاس بلایا اور اسے وضاحت کرتے ہوئے اور تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ، إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ)) [2]

''یہ مساجد (اللہ کی عبادت کی جگہیں ہوتی ہیں) ان میں پیشاب کرنا اور گندگی پھیلانا جائز نہیں، یہ تو اللہ عزوجل کے ذکر، نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے ہیں۔''

پھر آپ نے لوگوں میں سے ایک آدمی کو حکم دیا تو وہ پانی کا ڈول لے کر آیا اور اس نے اس پر بہا دیا۔

ایک مرتبہ نبی ﷺ نے ایک شخص سے قرض لیا۔ وہ شخص (مدت مقررہ سے پہلے) اپنا قرض لینے آ گیا اور بڑی درشتی سے قرض کی واپسی کا مطالبہ کرنے لگا، نبی ﷺ کے صحابہ نے اسے (بدتمیزی کا) مزا چکھانے کا ارادہ کر لیا لیکن آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اس آدمی کی بدکلامی اور درشتی کا عذر پیش کرتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا))

''قرض خواہ کا (مقروض کو) سخت سست کہنا روا ہے۔'' [3]

---

[1] اس حالت میں اس کا پیشاب روکنا اس کے لیے نقصان دہ تھا۔ اگر وہ ڈر کر بھاگتا تو مسجد کے باقی حصوں پر بھی پیشاب گرتا جو مسجد کے زیادہ حصوں کی ناپاکی کا باعث بنتا نیز وہ شخص ایسے سلوک کی بنا پر اسلام اور مسلمانوں سے متنفر بھی ہو سکتا تھا۔ (مترجم) [2] بخاری، ح: ۲۲۱؛ مسلم، ح: ۲۸۵۔

[3] نبی اکرم ﷺ کا کمال اخلاق ہے کہ آپ ﷺ نے قرض خواہ کو ڈانٹنے سے منع کر دیا اور وقت سے پہلے ہی ادائیگی کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس میں قرض لینے والوں کے لیے بھی سبق ہے جو وقت سے پہلے تو درکنار وقت پر بھی قرض واپس نہیں کرتے۔ لوگوں کے دوسروں کو قرض نہ دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

پھر آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا:

اس کے لیے ایک اونٹ خرید واور اس کے ہاتھ میں دے دو۔

انہوں نے عرض کیا: ہمیں یہاں جو اونٹ بھی نظر آ رہا ہے وہ اس کے اونٹ سے بہتر ہے۔

آپ نے فرمایا: چلو اس (اچھے اونٹ کو) ہی خرید کر اسے دے دو۔ آپ نے فرمایا:

((فَاِنَّ مِنْ خَیْرِکُمْ اَحْسَنَکُمْ قَضَاءً)) [1]

"تم میں سے بہتر انسان وہ ہے اچھے طور سے قرض ادا کرے۔"

چنانچہ آپ نے اس آدمی کو اس کے بُرے انداز کا بدلہ بُرے انداز سے نہیں دیا بلکہ اسے معاف کر دیا اور درگزر کیا اور اس کے ساتھ احسان کیا اور ادھار لی گئی چیز سے بہتر چیز واپس کی اور اپنے رب اور مولیٰ [2] کے اس حکم کی پوری پوری تعمیل کی:

﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ [3]

"اور وہ غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں۔ اور اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

اس طرح کا درگزر اور اس طرح کی بردباری درحقیقت نبوت کے ایسے لباس ہیں جو اللہ نے اپنے نبی اور حبیب ﷺ کو پہنائے ہیں تا کہ یہ آپ کی نبوت و رسالت کی ایک اور دلیل بن جائیں۔ [4]

---

[1] بخاری، ح: ۲۳۹۰؛ مسلم، ح: ۱۶۰۱۔

[2] حامی و ناصر اور کارساز کے معنیٰ میں مولیٰ صرف اللہ تعالیٰ ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ﴾ "وہ اس لیے کہ ایمان والوں کا کارساز خود اللہ ہے اور اس لیے کہ کافروں کا کوئی کارساز نہیں۔" (مترجم) [3] ۳/آل عمرٰن: ۱۳۴۔

[4] امریکی مستشرق واشنگٹن افرنگ اپنی کتاب "حیاتِ محمد" (The Life of Muhammad) میں فتح مکہ کے موقعہ پر نبی ﷺ کے قریش کے لیے عفو عام پر تعلیق (نوٹ) لکھتا ہے: فتح مکہ کے موقعہ پر محمد (ﷺ) کا اہلِ مکہ سے برتاؤ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ نبی ہیں جو مبعوث کیے گئے ہیں نہ کہ فاتح کمانڈر، آپ نے اپنے ہم وطنوں سے اس وقت رحمت و شفقت کا برتاؤ کیا جب آپ (ہر اعتبار سے) طاقتور مقام پر فائز تھے لیکن آپ کی فتح، نصرت، رحمت و عفو میں بدل گئی۔ (قَالُوا عَنِ الْاِسْلَامِ، عماد الدین خلیل، ص: ۸۱)

Marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کو آخرت سے دلچسپی اور دنیا سے بے رغبتی تھی، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم افتراء پردازی سے کام لے کر نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہوتے تو بہت سی دولت جمع کر لیتے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے اعراض اور اس کے ساز و سامان سے بے رغبتی آپ کی نبوت و رسالت کی ایک دلیل ہے۔

سب سے پہلے ہم جس چیز کو ملاحظہ کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعوت پر کسی سے اجرت کا سوال نہیں کرتے تھے۔ بلکہ آپ اسی طرح کی بات کہتے جس طرح کی بات سابق برادر انبیاء کہتے رہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿٨٦﴾﴾ [1]

”فرما دیجیے! میں تم سے اس کا صلہ نہیں مانگتا اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں۔“

لوگوں کے صلے اور معاوضے سے پیغمبروں کا بے پروا ہونا ان کی نبوت کی ایک دلیل ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے ملنے والے اجر پر نظر رکھتے ہیں، اسی لیے جب سورۂ یٰس میں بیان کردہ مومن نے اپنی قوم کو اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی تو اُس نے کہا:

﴿قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢٠﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٢١﴾﴾ [2]

”اس نے کہا: میری قوم! رسولوں کی پیروی کرو، ان کی پیروی کرو جو تم سے اجرت نہیں مانگتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔“

آئیں اب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ زندگی کا مطالعہ کریں اور جو کچھ اللہ نے آپ کی طرف نازل کیا اس میں غور کریں اور پھر سوچیں کہ آیا یہ طرزِ زندگی کسی جھوٹے مدعی نبوت کا ہوتا ہے یا اس میں اخلاقِ نبوت اور خوشبوئے رسالت پائی جاتی ہے!

---

[1] ۳۸/ ص:۸۶۔ [2] ۳۶/یٰس:۲۰۔۲۱۔

Marfat.com

نبی ﷺ زاہدانہ زندگی کو ترجیح دیتے تھے اور اللہ سے دعا کرتے تھے کہ وہ آپ کو زاہدوں میں رکھے۔ آپ تنہائی میں اپنے رب سے اکثر یہ سرگوشی اور التجا کرتے:

((اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا، وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ)) [1]

''اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھنا، مسکین ہونے کی حالت میں وفات دینا اور قیامت کے دن مساکین کے گروہ میں اٹھانا۔''

آپ ﷺ کے ربّ نے آپ کو یہ اختیار دیا کہ آپ پسند کریں تو آپ کو زمین میں بادشاہت دے دی جائے، اگر پسند کریں تو قوتِ لایموت پر گزارہ کرنے والا بنا دیا جائے تو آپ ﷺ نے عسرت کی زندگی اور دنیا کے ساز و سامان سے زہد اختیار کرنے کو پسند کیا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا، اور اس نے آکر کہا:

محمد ﷺ! مجھے آپ کے ربّ نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ اس نے آپ سے پوچھا ہے کہ وہ آپ کو بادشاہ نبی یا بندہ رسول بنائے؟

جبریل علیہ السلام نے مشورہ دیا: محمد! اپنے رب کے سامنے تواضع اختیار کیجیے۔

تو آپ ﷺ نے یہ کہا:

((بَلْ عَبْدًا رَسُوْلًا)) [2]

''میں بندہ رسول بننا پسند کرتا ہوں۔''

اور جب ہم نبی ﷺ کی زندگی میں غور و فکر کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی گھریلو بود و باش کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں عجیب صورت حال سامنے نظر آتی ہے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ کے رسول اور ساری مخلوق سے چنیدہ ہونے کے باوجود کئی دفعہ بھوک کی حالت میں رہتے، کوئی ایسی چیز نہ پاتے جسے کھا سکیں۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں:

---

[1] ترمذی، ح: ۲۳۵۲؛ ابن ماجۃ، ح:۴۱۲۶؛ صحیح ابن ماجۃ (ح:۳۳۲۸) میں البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ [2] مسند احمد، ح:۷۱۲۰؛ السلسلۃ الصحیحۃ (ح:۱۰۰۲) میں البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

Marfat.com

مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ طَعَامٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ حَتّٰى قُبِضَ [1]

''آلِ محمد ﷺ تین دن تک بھی کھانا سیر ہو کر نہیں کھا سکے حتیٰ کہ آپ کی وفات ہوگئی۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے آپ کی کمر خمیدہ ہوگئی ہے جبکہ بھوک مٹانے کے لیے آپ کو معمولی قسم کی کھجوریں بھی دستیاب نہیں تھیں، جب آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے پاس دنیا کی ریل پیل دیکھی تو فرمایا:

مَیں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا ہے کہ دن بھر آپ کی کمر جھکی رہتی، آپ کے پاس معمولی قسم کی کھجوریں بھی پیٹ بھر کر کھانے کے لیے نہ تھیں۔ [2]

نبی ﷺ کو جب کھانا ملتا تو وہ بھی صرف جو کی روٹی پر مشتمل ہوتا، ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے چچازاد رسول ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ يَبِيْتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا وَاَهْلُهُ لَا يَجِدُوْنَ عَشَاءً وَكَانَ اَكْثَرُ خُبْزِهِمُ خُبْزَ الشَّعِيْرِ [3]

''اللہ کے رسول ﷺ پے در پے کئی راتیں بھوک کی حالت میں بسر کرتے تھے اور آپ کے گھر والوں کے پاس شام کے کھانے کے لیے کوئی چیز موجود نہ ہوتی تھی اور اُن کی روٹی زیادہ تر جو کے آٹے کی ہوتی تھی۔''

مزید برآں پوری طرح سیر ہونے کے لیے آپ کچھ بھی نہ پاتے۔ یہ جو کا آٹا بھی معمولی قسم کا ہوتا تھا اعلیٰ قسم کا نہ تھا، اس میں چھان بھی شامل ہوتا تھا۔ اور وہ بھی آپ نے پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا اللہ کے رسول ﷺ جو کا چھنا ہوا آٹا کھایا کرتے تھے؟

حضرت سہل نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مبعوث ہونے کے بعد آخری دم تک چھنا ہوا آٹا دیکھا بھی نہ تھا۔ ان سے پوچھا گیا کہ پھر تم بے چھنا آٹا کیسے کھا لیتے

---

[1] بخاری، ح: ۵۳۷۴۔ [2] مسلم، ح: ۲۹۷۸۔

[3] ترمذی، ح: ۲۳۶۰؛ ابن ماجہ، ح: ۳۳۴۷؛ مسند احمد، ح: ۲۳۰۳؛ صحیح ابن ماجۃ (ح: ۲۷۰۳) میں البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

Marfat.com

تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم جو پیس کر اُن پر پھونک مارتے اور جو اُڑنا ہوتا وہ اڑ جاتا اور جو باقی رہ جاتا ہم اس میں پانی ڈال کر بھگو لیتے اور کھا لیتے۔ 1

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بھانجے عروہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

بھانجے! ہم ایک چاند دیکھتے، پھر دوسرا چاند دیکھتے، ہم دو ماہ میں تین چاند اس حالت میں دیکھ لیتے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ تک نہ جلتی تھی۔ انہوں نے آپ سے پوچھا:

خالہ! پھر تمہاری گزر بسر کس چیز پر ہوتی تھی؟

آپ نے فرمایا: دو سیاہ چیزوں پانی اور کھجور پر، تاہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاری پڑوسیوں کی دودھ والی اونٹنیاں اور بکریاں تھیں، وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بطور ہدیہ دودھ بھیج دیا کرتے تھے تو آپ ہمیں بھی پلا دیتے تھے۔ 2

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بکری کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا تو انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے گئے لیکن جو کی روٹی سے بھی سیر نہ ہوئے۔ 3

ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بھوک کا شکوہ کرتے ہوئے داخل ہوتی ہے، (اس عورت کے لیے) لوگوں کو آپ کے گھر میں کیا ملا؟

ام المؤمنین بیان کرتی ہیں کہ اسے میرے پاس ایک کھجور کے علاوہ کچھ نہ ملا۔ میں نے وہ کھجور بھی اسے دے دی تو اس نے اس کے دو حصے کیے اور اپنی دو بیٹیوں کو کھلا دی اور خود کچھ نہ کھایا اور اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے ہیں۔ میں نے انہیں یہ خبر سنائی تو آپ نے فرمایا:

((مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ)) 4

---

1 بخاری: ۵۴۱۳۔ 2 بخاری، ح: ۲۵۶۷؛ مسلم، ح: ۲۹۷۲۔
3 بخاری، ح: ۵۴۱۴۔ 4 بخاری، ح: ۱۴۱۸؛ مسلم، ح: ۲۶۲۹۔

Marfat.com

''جو شخص ان بیٹیوں کی وجہ سے کسی مسئلہ سے دوچار ہو گیا تو یہ اس کے لیے جہنم سے ڈھال بن جائیں گی۔''

ایک دوسری مرتبہ ایک مہمان نبی ﷺ کے گھر میں آتا ہے اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام اس کی مہمان نوازی کے لیے کچھ نہیں پاتے تو آپ اپنی ازواج کے گھر میں کھانا طلب کرنے کے لیے پیغام بھیجتے ہیں تو پانی کے علاوہ کچھ بھی دستیاب نہیں ہوتا۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ کا اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا کہ آپ اپنے صحابہ سے فرمائیں کہ وہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ [1]

اِدھر آپ کے گھر کا یہ حال ہے اور اُدھر آپ اللہ سے سوال کر رہے ہیں:

((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ اٰلَ مُحَمَّدٍ قُوْتًا)) [2]

''اللہ! آلِ محمد کو قوتِ لا یموت عطا کر۔''

قرطبی فرماتے ہیں:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اللہ سے بقدر سدِ رمق روزی طلب کی، ایسی روزی جس سے بدن میں قوت موجود رہے اور کسی سے سوال نہ کرنا پڑے۔ اس طرح کی روزی سے انسان مالداری اور تنگدستی دونوں کی آفات سے محفوظ رہتا ہے۔ [3]

اگر آپ کے گھر کا اثاثہ پوچھنا چاہتے ہیں تو آپ ﷺ اپنے صحابہ کی طرح ہی زندگی بسر کرتے تھے۔ آپ کے تکیے کے بارے میں ام المؤمنین عائشہ فرماتی ہیں:

اللہ کے رسول ﷺ کا وہ تکیہ جس پر آپ ٹیک لگایا کرتے تھے وہ رنگ دار چمڑے کا بنا ہوا تھا اور اس کے اندر کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے۔ [4]

آپ کا بستر ایک چٹائی پر مشتمل تھا اور اس کے ریشوں کے نشانات آپ کے جسم پر نظر آ جایا کرتے تھے۔ ابن مسعود فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ ایک چٹائی پر سو کر اُٹھے تو آپ کے بدن پر نشانات تھے، ہم نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! ہم آپ کے لیے ایک بستر بنا دیں؟

---

[1] بخاری، ح: ۳۷۹۸؛ مسلم، ح: ۲۰۵۴۔ [2] بخاری، ح: ٦٤٦٠۔

[3] ان سے ابن حجر نے فتح الباری (۱۱/ ۲۹۹) میں نقل کیا ہے۔

[4] بخاری، ح: ٦٤٥٦؛ مسلم، ح: ۲۰۸۲، الفاظ مسلم کے ہیں۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا:

((مَالِیْ وَمَا لِلدُّنْیَا مَا اَنَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا کَرَاکِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا)) ❶

"میرا دنیا سے کیا سروکار، مَیں تو دنیا میں بس ایسے ہی ہوں جیسے کوئی مسافر کسی درخت کے سائے تلے کچھ دیر آرام کرنے کے لیے لیٹا، پھر چل دیا اور اسے چھوڑ دیا۔"

ایک مرتبہ عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے، اس وقت آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور اس کے نشانات آپ کے پہلو پر نمایاں تھے، انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غلہ دان پر نظر ڈالی تو اُس میں ایک صاع (اڑھائی کلوگرام) کے برابر جَو پڑے ہوئے تھے اور ایک کمرے کے ایک کونے میں درخت کے مٹھی بھر پتے پڑے تھے، عمر فرماتے ہیں:

انہیں دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو امڈ آئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ابنِ خطاب! کیوں روتے ہو؟

مَیں نے جواب دیا:

اللہ کے نبی! مَیں کیوں نہ روؤں، اس چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر نظر آرہے ہیں اور آپ کے ذخیرے میں ایک صاع جو کے علاوہ اور کوئی چیز نظر نہیں آرہی جبکہ قیصر وکسریٰ نہروں اور پھلوں میں زندگی بسر کررہے ہیں اور آپ تو اللہ کے رسول اور اس کے چنیدہ اور برگزیدہ انسان ہیں اور آپ کی جمع پونجی یہ ہے!

آپ نے فرمایا:

((یَا ابْنَ الْخَطَّابِ! اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ لَنَا الْاٰخِرَۃُ وَ لَھُمُ الدُّنْیَا؟)) ❷

"ابن خطاب! کیا آپ اس بات سے خوش نہیں ہیں کہ ہمارے لیے آخرت

---

❶ ترمذی، ح: ۲۳۷۷؛ ابن ماجة، ح: ۴۱۰۹؛ مسند احمد، ح: ۳۷۰۱، البانی نے صحیح ابن ماجة (۳۳۱۷) میں اسے صحیح کہا ہے۔

❷ بخاری، ح: ۴۹۱۳؛ مسلم، ح: ۱۴۷۹، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

Marfat.com

ہو اور ان کے لیے دنیا۔''

مَیں نے عرض کیا: کیوں نہیں اللہ کے رسول! (مَیں راضی ہیں۔)

ایک انصاری عورت آپ ﷺ کے گھر میں داخل ہوئی، اس کی نگاہ آپ کے بستر پر پڑی جو کھردرا تھا، وہ اپنے گھر گئی اور اس نے ایک نرم و ملائم بستر نبی ﷺ کے گھر بھیج دیا، جب آپ نے وہ بستر دیکھا تو فرمایا:

((رُدِّيهِ يَا عَائِشَةُ، فَوَاللّٰهِ لَوْ شِئْتُ لَأَجْرَى اللّٰهُ عَلَيَّ جِبَالَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ))

''عائشہ! یہ بستر واپس کر دو۔ اللہ کی قسم! اگر مَیں چاہتا تو اللہ میرے لیے سونے اور چاندی کے پہاڑ بہا دیتا۔''

عائشہ فرماتی ہیں کہ مَیں نے وہ بستر واپس کر دیا۔ [1]

آپ ﷺ نے اپنے رب کے حکم کے مطابق کفایت شعاری اور زہد کی زندگی بسر کی۔ آپ تمام لوگوں سے بڑھ کر زاہد تھے، اور آپ نے اپنی ازواج کو بھی اختیار دے دیا کہ وہ یا تو آپ کے ساتھ زاہدانہ زندگی بسر کریں یا پھر اچھے طریقے سے جدا ہو جائیں اور اپنے آباء کے گھر چلی جائیں لیکن انہوں نے آپ کے ساتھ رہنے کو ہی ترجیح دی۔ رضی اللہ عنہن

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا تو ابتدا مجھ سے کی اور فرمایا:

مَیں آپ کے سامنے ایک بات رکھنے والا ہوں لہٰذا اس کا جواب دینے میں جلدی نہ کرنا اور اپنے ماں باپ سے مشورہ کر کے جواب دینا...... پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝۲۸ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ

---

[1] شعب الایمان از بیہقی: ١٤٤٩؛ الزهد از امام احمد، ح:٧٧، البانی نے صحیح الترمذی (ح:٣٢٨٧) میں اسے حسن قرار دیا ہے۔

Marfat.com

﴿وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝﴾ 1

''نبی! اپنی بیویوں سے فرما دیجیے! اگر تم دنیوی زندگانی اور اس کی زیبائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں بساط بھر ساز و سامان دیتا ہوں اور تمہیں اچھی طرح رخصت کر دیتا ہوں، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور اُخروی گھر کی طلب گار ہو تو بے شک اللہ نے تم نیکوکار عورتوں کے لیے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔''

وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:

اس معاملے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں؟

میں تو اللہ اور اس کے رسول اور اخروی گھر کو چاہتی ہوں۔

فرماتی ہیں: اس کے بعد دیگر ازواج نے بھی اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا تھا۔ 2

آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چکی سے آٹا پیسنے کی مشقت کا شکوہ کر کے آپ سے ایک خادم کی درخواست کرتی ہیں تا کہ اپنے ذمہ کام کا بوجھ ہلکا کر سکیں، انہیں کیا جواب ملتا ہے؟ ان کے شفیق اور مہربان باپ اپنی بیٹی اور داماد کے لیے اس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں پاتے:

کیا میں تم دونوں (خاوند اور بیوی) کو خادم سے اچھا عمل نہ بتاؤں؟ جب تم دونوں اپنے بستروں پر آؤ تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔ 3

فاطمہ بھی اپنے باپ اور ان جیسے مومنین سے اس بات کو سمجھ چکی تھیں۔ وہ جان چکی تھیں کہ آپ آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے ہیں۔ ایک دن وہ آپ کے پاس جو کی روٹی کا ٹکڑا لے کر حاضر ہوئیں۔ آپ نے وہ ٹکڑا تناول کیا اور فرمایا:

((هٰذَا اَوَّلُ طَعَامٍ اَكَلَهٗ اَبُوْكِ مُنْذُ ثَلَاثٍ)) 4

---

1 ۳۳/الاحزاب: ۲۸۔۲۹۔

2 بخاری، ح: ٤٧٨٦؛ مسلم، ح: ١٤٧٥، الفاظ مسلم کے ہیں۔

3 بخاری، ح: ٦٣١٨؛ مسلم، ح: ۲۷۲۷۔ 4 مسند احمد، ح: ۱۲۸۱۱۔

Marfat.com

''تین دن کے بعد یہ پہلا کھانا ہے جو آپ کے باپ نے کھایا ہے۔''

معمول کے مطابق دن گزرتے چلے گئے اور مسلمانوں کا فقر و فاقہ مالداری میں بدلنا شروع ہو گیا، عمرو بن عاص مصر میں خطبہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

ما اَبْعَدَ هَدْيَكُمْ مِنْ هَدْيِ نَبِيِّكُمْ ﷺ أَمَا هُوَ فَكَانَ اَزْهَدَ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا وَاَنْتُمْ اَرْغَبُ النَّاسِ فِيْهَا [1]

''تمہارا طریقہ اپنے نبی ﷺ کے طریقے سے کس قدر دُور چلا گیا ہے۔ وہ تو سب لوگوں سے بڑھ کر دنیا سے بے رغبت تھے اور تم سب سے زیادہ اس میں رغبت کرنے لگے ہو۔''

نبی ﷺ نے جبلِ اُحد کی طرف دیکھا اور اپنے صحابہ سے فرمایا:

((مَا اُحِبُّ اَنَّهُ تَحَوَّلَ لِيْ ذَهَبًا يَمْكُثُ عِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا دِيْنَارًا اُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ))

''یہ پہاڑ میرے لیے سونا بن جائے تو مَیں پھر بھی پسند نہ کروں گا کہ اس سے کوئی دینار تین دن سے زیادہ عرصہ تک میرے گھر میں پڑا رہے مگر وہ دینار جو مَیں نے قرض کی ادائیگی کے لیے رکھا ہو۔''

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

((اِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَقَلِيْلٌ مَا هُمْ))

''مالدار ہی نادار ہوں گے مگر وہ مالدار جنہوں نے اپنا مال اس اس طرح خرچ کر دیا اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔''

ابنِ شہاب نے اپنے سامنے، دائیں اور بائیں طرف اشارہ کیا یعنی ان پر خرچ کر دیا۔ [2]

اس سلسلے میں حضرت عائشہ آپ ﷺ کا ایک حیران کن قصہ بیان کرتی ہیں کہ

---

[1] مسند احمد، ح:۱۷۳۵۳، البانی نے صحیح الترغیب (ح:۳۲۹۴) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ [2] بخاری، ح: ۲۳۸۸؛ مسلم، ح: ۹۴۔

Marfat.com

ہمارے گھر میں سونے کی ڈلی رہ گئی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا: سونے کی ڈلی کا کیا بنا؟ حضرت عائشہ نے عرض کیا: وہ میرے پاس موجود ہے۔

آپ نے فرمایا: وہ لے آؤ۔

چنانچہ میں اسے لے کر حاضر ہوئی اور آپ کے ہاتھ پر رکھ دی۔

آپ نے اسے نیچے پھینک کر فرمایا:

((مَا ظَنُّ مُحَمَّدٌ بِاللّٰهِ لَوْ لَقِيَ اللّٰهَ وَهٰذِهٖ عِنْدَهٗ؟ اَنْفِقِيْهَا))

''اگر محمد اس حال میں اللہ سے ملاقات کرے کہ یہ اس کے پاس موجود ہو تو اس کا اللہ کے متعلق کیا گمان ہوگا؟ اسے (اللہ کی راہ میں) خرچ کر دیں۔'' [1]

آپ کی یہ کیفیت کیوں نہ ہوتی جب کہ آپ وہ اسوۂ حسنہ ہیں جس نے اپنے صحابہ کو دنیا میں میانہ روی اختیار کرنے کی وصیت کی اور آپ ان سے بڑھ کر زاہد تھے، سلمان بیان کرتے ہیں:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَهِدَ اِلَيْنَا عَهْدًا اَنْ يَكُوْنَ بُلْغَةُ اَحَدِنَا مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ [2]

''اللہ کے رسول ﷺ نے ہم ایک عہد لیا کہ ہم میں ہر ایک کا دنیا سے اتنا ہی حصہ ہونا چاہیے جتنا کسی مسافر کو منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے درکار ہوتا ہے۔''

جب آپ ﷺ نے دنیا کو چھوڑا تو آپ کے گھر والوں کے لیے کیا کچھ موجود تھا؟

اس کا جواب ام المومنین جویریہ کے بھائی عمرو بن حارث جواب دیتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِرْهَمًا وَلَا دِيْنَارًا وَلَا عَبْدًا وَلَا اَمَةً اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً [3]

---

[1] مسند احمد: ٢٤٩٦٤۔ [2] مسند احمد، ح: ٢٣١٩٩۔

[3] بخاری، ح: ٢٧٣٩۔

Marfat.com

''اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی وفات کے وقت اپنے گھر نہ تو کوئی درہم چھوڑا نہ دینار، نہ کوئی غلام نہ لونڈی، نہ کوئی اور چیز۔ ہاں آپ کا ایک سفید خچر اور ہتھیار موجود تھے اور کچھ زمین تھی جسے آپ نے صدقہ کر دیا تھا۔''

امام احمد اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو اس وقت آپ کی زرہ تیس صاع جو کے بدلے ایک یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی۔ [1]

جس طرح نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں دنیا سے بے رغبتی اختیار کیے رکھی تھی اسی طرح اپنے بعد بھی دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جس کا نفع اپنے گھر والوں یا رشتہ داروں کو پہنچتا ہو، آپ ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ اپنے گھر والوں کے لیے معمولی سی بھی دنیوی ٹھاٹھ باٹھ بنائیں، اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ)) [2]

''ہم کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔''

اب ہمارا بھی حق بنتا ہے کہ ہم (منکرینِ نبوت سے) سوال کریں کہ نبی ﷺ نے اپنی نبوت سے کونسا دنیوی مفاد حاصل کیا؟

آپ نے مساکین کی طرح زندگی بسر کی جس کی آپ نے تمنا کی تھی اور اللہ سے اس کے دوام کی دعا مانگی تھی، آپ کی غذا بن چھنے جَو کی روٹیاں اور معمولی قسم کی کھجوروں پر مشتمل ہوتی تھی، وہ بھی جب میسر آتیں۔ آپ ﷺ کا تکیہ اور بستر اس دنیا پر، جسے آپ ﷺ نے اپنے ارادہ واختیار سے چھوڑ دیا تھا۔ [3] غلبے کی دلیل ہے۔ اس سلسلے میں شاعر نے کیا ہی سچ کہا:

وراودته الجبال الشُّمُّ من ذهب
عن نفسه فاراها ايما شمم

''سونے کے بلند وبالا پہاڑوں نے اسے اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو اُس نے انہیں دکھایا کہ کون بلند ہے۔''

---

[1] احمد: ۲۷۱۹۔ [2] بخاری، ح: ۳۰۹۴؛ مسلم، ح: ۱۷۵۷۔

[3] کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں تلے لیکن گھر میں بوریا کھجور کا بچھا ہوا۔

Marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی وانکساری

کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ بعض اوقات بہت سے لوگ عوام الناس کی نگاہوں میں بلند مقام حاصل کرنے کے لیے مال سے بہ ظاہر بے رغبتی اختیار کر لیتے ہیں۔ ان کے ہاں اس سے بڑی لذت اور کیا ہو سکتی ہے کہ لوگ ان کی طرف اشارے کر کے کہیں دیکھو وہ فلاں شخصیت جا رہی ہے، اور وہ اس زاہد کی عظمت و خدمت کی طرف متوجہ ہوں، چنانچہ وہ اس شہرت اور عظمت کو حاصل کرنے کے لیے محرومیوں اور فقر و فاقہ برداشت کر لیتے ہیں۔ یہ سب صحیح ہے، ان لوگوں کے سینے تکبر سے بھرے ہوتے ہیں اور وہ دنیا میں بڑا بننے کو پسند کرتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو لوگوں کے ساتھ انکساری اختیار کرنے کو بھی زہد میں شامل کیا ہے، اللہ کے ہاں آپ کا عظیم مقام و مرتبہ اور اپنے آقا و مولا اور مسلمانوں کے نزدیک آپ کی رفعتِ شان آپ کی عاجزی میں رکاوٹ نہیں بنی۔

ہم اس دائمی کتاب (سیرت نبوی) کو کھولتے ہیں تو اس میں وہ بیان پڑھتے ہیں جو ہمیں ابو رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ وہ مسجدِ نبوی میں داخل ہوئے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے کہ وہ (ابو رفاعہ) کہنے لگے:

اللہ کے رسول! ایک مسافر آدمی ہوں اپنے دین کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے اپنے دین کا علم نہیں۔

ابو رفاعہ فرماتے ہیں:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے اپنا خطبہ چھوڑ دیا اور میری طرف آ گئے، آپ کے لیے ایک کرسی لائی گئی، میرا خیال ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے، وہ فرماتے ہیں:

اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے، آپ مجھے وہ علم سکھانے لگے جو اللہ نے آپ کو سکھایا تھا، اور پھر واپس (منبر پر) جا کر باقی خطبہ مکمل کیا۔ [1]

---

[1] مسلم، ح:۸۷۶۔

Marfat.com

امام نووی فرماتے ہیں:

اس قصے میں نبی ﷺ کی تواضع اور مسلمانوں پر نرمی اور شفقت کا بیان ہے۔ 1

اور جب صحابہ کی محبت بھری اور پسندیدگی کی نظریں آپ ﷺ کی طرف مبذول ہوئیں تو محبت سے بھرپور تعریفی کلمات ان کی زبانوں پر جاری ہو گئے تو آپ ﷺ انہیں ایسے موقع پر اپنی مبالغہ آمیز اور غلو پر مبنی تعریف سے منع کر دیتے اور ہمیشہ آپ کی زبان سے یہ فرمان جاری ہوتا:

((لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ)) 2

''مجھے اس طرح نہ بڑھاؤ جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھایا، مَیں تو اس کا بندہ ہوں۔ لہٰذا تم (میرے بارے میں) کہا کرو: اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔''

ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا:

ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے! ہم میں سے بہتر اور ہم میں سے بہتر کے بیٹے!

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

لوگو! تقویٰ لازم پکڑو اور تمہیں شیطان کہیں بہکا نہ دے۔ مَیں محمد بن عبداللہ، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، مَیں نہیں چاہتا کہ تم مجھے اس مقام سے اوپر لے جاؤ جس پر اللہ عزوجل نے مجھے فائز کیا ہے۔ 3

جب صحابہ غزوہ بدر کے لیے نکلے تو ان میں سے تین تین صحابہ کے لیے ایک ایک اونٹ میسر ہوا۔ وہ اس پر (دو دو آدمی) باری باری سوار ہوتے، نبی ﷺ کے ساتھ سواری کے لیے علی اور ابولبابہ (انصاری) شریک ہوئے۔ عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں:

جب نبی ﷺ کے چلنے کی باری آتی تو یہ دونوں آپ سے عرض کرتے:

---

1 شرح نووی علی صحیح مسلم: ٦/ ١٦٥۔ 2 بخاری: ٣٤٤٥۔

3 مسند احمد، ح: ١٢١٤١۔

Marfat.com

اللہ کے رسول! آپ سوار رہیں، ہم آپ کی باری پر پیدل چلیں گے۔

آپ ان دونوں سے فرماتے:

تم مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو اور مجھے تم سے اجر وثواب کی کم ضرورت نہیں۔ [1]

جب صحابہ نے خندق کی کھدائی شروع کی تو نبی ﷺ اپنے صحابہ کو کام پر لگا کر خود بیٹھ نہیں گئے۔ نبی ﷺ ان کے ساتھ خندق کھودنے اور مٹی ڈھونے میں لگے رہے، براء بن مالک فرماتے ہیں:

نبی ﷺ غزوہ احزاب میں ہمارے ساتھ مٹی اٹھا رہے تھے، مَیں نے اس روز آپ کے پیٹ پر مٹی دیکھی جو آپ کے پیٹ کی سفیدی کو چھپا رہی تھی اور آپ (یہ اشعار) پڑھ رہے تھے:

وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا
اِنَّ الْاَعْدَاءَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا [2]

"اللہ! اگر تیری توفیق شاملِ حال نہ ہوتی تو ہم نہ ہدایت پاتے اور نہ صدقہ کرتے (زکوٰۃ دیتے) اور نہ عبادت کرتے لہٰذا تُو ہم پر ضرور سکون نازل کر ،اور اگر ہماری دشمن سے مڈبھیڑ ہو تو ہمارے قدم مضبوط کرنا، بیشک دشمنوں نے ہم پر بغاوت کی ہے اور جب انہوں نے ہمیں دین سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی تو ہم نے انکار کر دیا۔"

آپ ﷺ ہر اس فعل سے نفرت کرتے تھے جس میں تکبر کی بو آتی تھی، اور نہ آپ اپنے ساتھ امتیازی برتاؤ کو ہی پسند کرتے تھے، اس لیے آپ نے اپنے صحابہ کو اپنی آمد کے موقعہ پر کھڑا ہونے سے روک دیا تھا۔ انس فرماتے ہیں:

---

[1] مسند احمد، ح: ۳۷۶۹۔ [2] بخاری، ح: ۳۰۳٤؛ مسلم، ح: ۱۸۰۳۔

Marfat.com

مَا كَانَ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانُوا اِذَا رَاَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذَالِكَ ❶

''صحابہ کو کوئی شخص اللہ کے رسول ﷺ سے بڑھ کر محبوب نہ تھا۔ لیکن وہ آپ کی آمد پر کھڑے نہیں ہوا کرتے تھے۔ کیونکہ انہیں علم تھا کہ آپ اس کام کو ناپسند کرتے ہیں۔''

جس کی یہ صفت ہو اُس کے یہی شایاں ہے کہ کسی کا اپنے سر کے اوپر کھڑا رہنا، جیسا کہ ملوک وسلاطین کے لیے کیا جاتا ہے، ناپسند کرے۔ آپ ﷺ ہی ہیں کہ اپنی مرض الموت میں بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے جبکہ آپ کے صحابہ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے..... جابر بیان کرتے ہیں:

آپ کی نگاہ ہم پر پڑی جبکہ آپ نے ہمیں کھڑے دیکھا، آپ نے ہمیں اشارہ کیا تو ہم بھی بیٹھ کر آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے، جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا:

قریب تھا کہ تم بھی فارس اور روم والوں کا فعل کر بیٹھتے، وہ اپنے بادشاہوں کے ہاں کھڑے رہتے ہیں اور ان کے بادشاہ بیٹھے ہوتے ہیں، ایسا نہ کیا کرو، اپنے امام کی اقتداء کیا کرو، اگر امام کھڑا ہو کر نماز پڑھائے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرو۔ اگر وہ بیٹھ کر پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھا کرو۔ ❷

آپ ﷺ ہر دعوت دینے والے کی دعوت قبول کر لیتے تھے، خواہ اس کا کھانا سادہ ہوتا، آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى كُرَاعٍ لَاَجَبْتُ وَلَوْ اُهْدِيَ اِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ)) ❸

''اگر مجھے کسی جانور کے کھر (پائے) کی دعوت پر بلایا جائے تو میں قبول کر لیتا ہوں اور اگر مجھے پایہ بھی ہدیہ دیا جائے تو میں قبول کر لیتا ہوں۔''

---

❶ مسند احمد، ح:۱۱۹۳۶؛ ترمذی، ح:۲۷۵٤، ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

❷ مسلم، ح:٤١٣، آپ نے ایسا کیوں فرمایا؟ اس لیے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے اور رسول تھے اور آپ کو عجمیوں کا سا پروٹوکول اور طمطراق پسند نہیں تھا۔ آپ نہیں چاہتے تھے کہ آپ بیٹھے رہیں اور لوگ آپ کے ارد گرد کھڑے رہیں۔ (مترجم)

❸ بخاری، ح:۵۱۷۸۔

Marfat.com

جانور کے ٹخنے کے نیچے والے حصے کو کُراع کہتے ہیں۔

ابن حجر فرماتے ہیں:

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ خلیق اور شفیق پیغمبر تھے اور آپ لوگوں کی دلجوئی کرتے تھے۔ [1]

وقت کی تنگی اور رفعتِ شان کے باوجود آپ ﷺ ان اکثر اُمور میں عار نہ سمجھتے تھے جن میں بہت سے لوگ عار سمجھتے ہیں، خواہ وہ ان کے بڑے نہ بھی ہوں۔ آپ ﷺ اس میں کوئی حرج نہ سمجھتے کہ کمزوروں کی ضرورت پوری کرنے کے لیے چلیں اور ان کے کام اور معاملات نمٹانے میں تگ ودو کریں۔

عبداللہ بن ابواوفی بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ الذِّكْرَ وَيُقِلُّ اللَّغْوَ وَيُطِيْلُ الصَّلٰوةَ وَيُقْصِرُ الْخُطْبَةَ وَلَايَانِفُ اَنْ يَمْشِيَ مَعَ الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيْ لَهُ الْحَاجَةَ [2]

''اللہ کے رسول ﷺ کثرت سے ذکر کرتے اور فضول بات سے گریز کرتے، نماز طویل کرتے جبکہ خطبہ مختصر کرتے اور بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلنے میں عار نہ سمجھتے اور ان کی ضرورت پوری کرتے تھے۔'' [3]

آپ کے خادم انس بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت کی عقل میں کمزوری تھی، وہ آپ سے کہتی:

اللہ کے رسول! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔

آپ فرماتے:

((يَا اُمَّ فُلَانٍ! اُنْظُرِيْ اَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى اَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ))

''ام فلاں! جس گلی میں آپ چاہیں مَیں آپ کی بات سننے کو تیار ہوں۔''

---

[1] فتح الباری: ۹/ ۱۵٤۔ [2] نسائی، ح:۱٤۱٤۔

[3] اس طرح کرنے سے نہ آپ کا رتبہ کم ہوتا تھا اور نہ وقار میں کمی آتی تھی، اگر آپ طالبِ دنیا ہوتے تو دنیا کے طالبوں اور گدی نشینوں کی طرح مسکینوں اور بیواؤں سے نفرت کرتے۔ (مترجم)

Marfat.com

چنانچہ آپ نے کسی گلی میں تنہا بیٹھ کر اُس کی بات سنی تا آنکہ اس کی ضرورت پوری ہو گئی۔'' 1

آپ ﷺ کی اس قدر تواضع اور ملنساری کے باوجود لوگوں کے دلوں میں آپ کا بے حد احترام اور رعب تھا۔ جبکہ وہ آپ کے سامنے کھڑے ہوتے تھے۔ ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بات کرتے وقت کانپنے لگا۔ آپ نے فرمایا:

((هَوِّنْ عَلَيْكَ فَإِنِّي لَسْتُ بِمَلِكٍ، إِنَّمَا أَنَا ابْنُ امْرَأَةٍ تَأْكُلُ الْقَدِيدَ)) 2

''دلجمعی سے گفتگو کرو میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں مَیں تو ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی۔''

آپ ﷺ کی تواضع اور انکساری لوگوں کے سامنے تصنع پر مبنی نہ تھی بلکہ ایک مستقل شریفانہ خصلت تھی جو آپ سے الگ نہ ہوتی اگرچہ آپ اپنے گھر میں اور اہل و عیال کے درمیان بھی ہوتے۔ (ام المومنین) عائشہ سے پوچھا گیا کہ آپ گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا کہ آپ اپنے اہل خانہ کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے نکل جاتے تھے۔

احمد کی روایت میں ہے:

کان بشرا من بشر یفلی ثوبه ویحلب شاته ویخدم نفسه 3

''آپ انسانوں میں سے ایک بشر (انسان) تھے، اپنے کپڑے کو (خود) دیکھ لیتے، اپنی بکری کا دودھ دوہتے اور اپنی مدد آپ کرتے۔''

آپ کے رب نے آپ کو اختیار دیا کہ یا تو بادشاہ رسول بننا پسند کرلیں یا بندہ رسول، تو آپ نے بندہ رسول بننا پسند کرلیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک فرشتے کے بارے میں بیان کیا جو آپ کی طرف نازل ہوا اور اس نے کہا:

---

1 مسلم، ح:۴۲۹۳۔ 2 ابن ماجة، ح:۳۳۱۲، البانی نے صحیح ابن ماجة (ح:۲۶۷۷) میں اسے صحیح کہا ہے۔ 3 بخاری، ح:۶۷۶؛ مسند احمد، ح:۷۱۲۰، البانی نے السلسلة الصحیحة (ح: ۱۰۰۲) میں اسے صحیح کہا ہے۔

Marfat.com

محمد! مجھے آپ کے رب نے آپ کی طرف بھیجا ہے، وہ پوچھتا ہے کہ وہ آپ کو بادشاہ نبی بنادے یا بندہ رسول؟

جبریل نے کہا (اشارہ کیا): محمد! اپنے رب کے لیے عاجزی اختیار کیجیے۔

آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے جواب دیا:

((بَلْ عَبْدًا رَّسُوْلًا)) [1]

"بلکہ بندہ رسول بنادیا جائے۔"

❁❁.....❁.....❁❁

[1] مسند احمد، ح: ۲۵٦٦۲، آپ کا یہ وصف اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول تھے کیونکہ جھوٹے مدعیانِ رسالت میں اس طرح کی طبعی تواضع موجود نہیں ہوتی۔ (مترجم)

Marfat.com

نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اپنے رب کی عبادت کرنا اور خشیت اختیار کرنا

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس سے ڈرنا آپ کی نبوت کے دلائل اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صداقت کی نشانیوں میں سے ہے، اگر آپ خودساختہ نبی ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی اس قدر عبادت نہ کرتے کہ جس سے آپ کے قدموں پر ورم پڑ جاتے، اور نہ پابندی کر کے اپنے آپ کو تھکاتے، آپ کا حال بھی جھوٹے مدعیان نبوت کی طرح ہوتا جو سفلی خواہشات کے مرتکب ہوتے ہیں اور محرمات کو حلال کر لیتے ہیں۔ جھوٹا نبی ہر اس کام کو دین وشریعت بنا دیتا ہے جو اُس کی خواہشِ نفس ہوتی ہے۔ اس کی ایک مثال مسیلمہ کذاب کے کرتوت ہیں۔ اس نے اپنے پیروکاروں کے لیے شراب اور زنا کو حلال کر دیا اور ان کے لیے نماز معاف کر دی۔ جھوٹے نبیوں پر شرعی پابندیاں بہت گراں ہوتی ہیں لہٰذا وہ بہت جلد اُن سے چھٹکارا حاصل کرتے ہیں۔

جہاں تک نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا تعلق ہے تو آپ لوگوں سے بڑھ کر اللہ کے عبادت گزار تھے، اور ان کے مقابلے میں اللہ سے زیادہ ڈرنے والے تھے، کیونکہ آپ (سب سے بڑھ کر) اللہ کی عظمت وقوت کی معرفت رکھتے تھے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسّلام فرماتے ہیں:

((إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَعْلَمَكُمْ بِمَا أَتَّقِي)) [1]

''مَیں امید کرتا ہوں کہ مَیں تم سب سے بڑھ کر اللہ کی خشیت رکھتا ہوں، اور تم سے ان امور کو زیادہ جانتا ہوں جن سے مَیں نے بچنا ہے۔''

نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اللہ سے ڈرنے اور اللہ کی عبادت کرنے کے دلائل وشواہد بہت سے ہیں، ان میں ایک یہ ہے کہ آپ کے صحابی ابوبکر نے آپ کے بالوں میں قدرے سفیدی دیکھ کر عرض کیا:

---

[1] مسلم، ح:۱۸٦۸۔

Marfat.com

اللہ کے رسول! آپ بوڑھے ہو گئے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

((شَيَّبَتْنِيْ هُوْدٌ وَالْوَاقِعَةُ وَالْمُرْسَلٰتُ وَعَمَّ يَتَسَآءَ لُوْنَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ)) [1]

''مجھے سورہ ہود، واقعہ، مرسلات، عَمَّ یتساء لون(النبأ) اور اذا الشمس کورت (سورہ تکویر) نے بوڑھا کر دیا ہے۔''

طیبی فرماتے ہیں:

یہ اس لیے ہے کہ ان سورتوں میں قیامت کی ہولناکیوں اور سابقہ امتوں کی بربادیوں کا بیان ہے(اس لیے آپ نے فرمادیا کہ) انہوں نے مجھ پر اثر دکھایا حتیٰ کہ مَیں وقت سے قبل ہی بوڑھا ہو گیا ہوں۔ [2]

جس چیز نے اللہ کے رسول کو بوڑھا کر دیا تھا وہ یہ تھی کہ آپ نے ان سورتوں میں وہ ہولناکیاں پڑھیں جن سے وہ لوگ جو اپنے ربّ کی معرفت رکھتے ہیں ان سورتوں کو پڑھ کر ڈرتے ہیں، وہی اللہ کی کماحقہٗ قدر کرتے ہیں۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی اپنے رب سے ڈر کی کیفیت بیان کرتی ہیں، آپ فرماتی ہیں:

مَیں نے اللہ کے رسول ﷺ کو کبھی اس انداز سے ہنستے نہ دیکھا کہ مَیں نے آپ کے تالو کو دیکھا ہو۔ جب آپ بادل یا آندھی کو دیکھتے تو اس کا تاثر آپ کے چہرے پر نمایاں نظر آتا۔

مَیں نے پوچھا: اللہ کے رسول! دیگر لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو بارش کی امید پر بہت خوش ہوتے ہیں جبکہ مَیں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ اس (بادل) کو دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں۔

---

[1] ترمذی، ح: ٣٢٩٧، البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔(ح:٢٦٢٧)۔

[2] تحفۃ الاحوذی: ٩/ ١٣١۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا:

((يَا عَائِشَةُ! مَا يُؤَمِّنُنِيْ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ عَذَابٌ قَدْ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيْحِ، وَقَدْ رَاٰى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوْا: ﴿هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾)) 1، 2

''عائشہ! اس میں عذاب ہو تو مجھے کیا چیز مامون کرے گی! ایک قوم (عاد) کو آندھی سے نیست و نابود کر دیا گیا، اور جب قوم نے عذاب دیکھا تو کہا: ﴿هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾: یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔''

ایک رات نبی ﷺ نے خواب میں فتنوں کی خبریں دیکھیں، آپ ام سلمہ کے گھر میں تھے۔ آپ نے گھبرائے ہوئے اور آنے والے فتنوں سے پناہ مانگتے ہوئے اپنی بیویوں کو اٹھ کر قیام اللیل کا حکم دیا۔ ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اس رات گھبرائے ہوئے اٹھے اور فرمانے لگے:

''سبحان اللہ! آج رات کس قدر خزانے اور کس قدر فتنے نازل کیے گئے؟ ان حجروں والیوں کو کون جگائے، کتنی ساری تن پوش قیامت کے دن بے لباس اٹھیں گی۔'' 3

ایک اور رات آپ کو آپ کی کسی بیوی نے دیکھا کہ آپ اخیر رات میں بستر پر کروٹیں بدل رہے ہیں اور کسی بھی صورت میں نیند نہیں آ رہی، کیوں؟ اس کا جواب ہمیں عبداللہ بن عمرو دیتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَائِمًا فَوَجَدَ تَمْرَةً تَحْتَ جَنْبِهٖ فَأَخَذَهَا فَأَكَلَهَا ثُمَّ جَعَلَ يَتَضَوَّرُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ وَفَزِعَ لِذٰلِكَ بَعْضُ اَزْوَاجِهٖ فَقَالَ: ((اِنِّيْ وَجَدْتُّ تَمْرَةً تَحْتَ جَنْبِيْ فَأَكَلْتُهَا فَخَشِيْتُ اَنْ تَكُوْنَ مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ)) 4

''ایک رات اللہ کے رسول ﷺ سوئے ہوئے تھے کہ آپ نے ایک کھجور

---

1 ٤٦/الاحقاف: ٢٤۔ 2 بخاری، ح:٤٨٢٩؛ مسلم، ح:٨٩٩۔
3 بخاری، ح:١٠٥٨۔ 4 مسند احمد، ح:١١٤٠٠؛ ابن ماجہ، ح:٣٢٠١۔

Marfat.com

اپنے پہلو کے نیچے پڑی ہوئی پائی، آپ نے اسے پکڑ کر کھالیا پھر رات کے آخری حصے میں بے قراری کی ٹیسیں لینے لگے۔ آپ کی ایک بیوی نے اس صورتحال سے گھبرا کر پوچھا تو آپ نے فرمایا: ایک کھجور میرے پہلو کے نیچے پڑی تھی، مَیں نے وہ تناول کرلی، مَیں ڈر رہا ہوں کہ کہیں وہ صدقہ کی کھجوروں میں سے نہ ہو۔''

آپ کو اس خوف نے بیدار کررکھا تھا کہ کہیں وہ کھجور جو آپ نے کھائی ہے صدقہ کی نہ ہو جو آپ کے لیے حلال نہ تھا۔

نبی ﷺ کی عبادت الٰہی آپ کی صداقت کی ایسی دلیل ہے جس میں کوئی نزاع نہیں، بھلا جھوٹا مدعی نبوت جو اللہ پر جھوٹ بولے اور اُس کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرے ایسی عبادت کرسکتا ہے؟ آپ ﷺ اس سے پاک ہیں کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں۔ جھوٹے مدعیانِ نبوت میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو اپنے رب پر جھوٹ بولتا ہو اور پھر وہ ذوق شوق سے اس کی عبادت بھی کرتا ہو۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے نبی ﷺ کی رات کی عبادت کا حال بیان کرتی ہیں، آپ فرماتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ فَقَالَ ﷺ: ((أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا)) [1]

''نبی ﷺ رات کو اتنا قیام کرتے کہ آپ کے قدموں پر ورم آجاتا۔ مَیں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں، جب کہ آپ کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف کردیے گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا مَیں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں!''

عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی نمازِ تہجد کا وصف بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:
آپ رات کو گیارہ رکعات کا قیام کرتے تھے اور آپ کی رات کی نماز (کی رکعات کی

[1] بخاری، ح: ٤٨٢٧؛ مسلم، ح: ٢٨٢٠۔

Marfat.com

تعداد) اتنی ہی ہوتی تھی اور آپ ان میں اتنا طویل سجدے کرتے تھے کہ تم میں سے کوئی آدمی آپ کے سجدہ سے سر اٹھانے سے قبل پچاس آیات پڑھ سکتا تھا اور آپ نمازِ فجر سے قبل دو رکعت پڑھتے اور پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک نماز کے لیے بلانے والا آپ کو جماعت کے لیے بلانے آجاتا۔ [1]

غزوہ بدر کی رات آپ ﷺ کی نماز کا وصف علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا فِيْنَا اِلَّا نَائِمٌ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ شَجَرَةٍ يُصَلِّيْ وَيَبْكِيْ حَتّٰى اَصْبَحَ [2]

"مَیں نے اپنے تمام ساتھیوں کو دیکھا وہ سب سوئے ہوئے تھے البتہ اللہ کے رسول ﷺ درخت کے نیچے نماز پڑھ رہے تھے اور رو رہے تھے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔"

آپ ﷺ تکرار کے ساتھ روتے رہے جبکہ آپ اپنے رب اور مولا کے سامنے عاجزی کرتے رہے، آپ اللہ کی قدر و منزلت کو پہچانتے تھے اور اس کے فضل کے امیدوار تھے۔

عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَلِجَوْفِهٖ أَزِيْزٌ كَأَزِيْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ [3]

"مَیں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے ہنڈیا کے ابلنے جیسی آواز آرہی تھی۔"

آپ ویسے ہی تھے جیسے کہ آپ کے رب نے آپ کے بارے میں بیان کیا ہے:

﴿اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ﴾ [4]

"آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ رات کے دو تہائی حصے کے قریب قیام کرتے

---

[1] بخاري، ح:١١٢٣؛ مسلم، ح:٧٢٣٤۔ [2] مسند احمد، ح:١٠٦٢۔

[3] نسائي، ح:١١٩٩؛ ابوداود، ح:٧٦٩، مسند احمد، ح:١٥٧٢٢، الفاظ مسند احمد کے ہیں، البانی نے مشكوٰة المصابيح (ح:١٠٠٠) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

[4] ٧٣/المزمل: ٢٠۔

Marfat.com

ہیں اور کبھی آدھی رات اور کبھی ایک تہائی رات۔'' [1]

کبھی آپ نے سنا کہ جھوٹے مدعی نبوت نے کبھی نصف رات یا تہائی رات تک اللہ کے سامنے گڑگڑا کر اور اس کے حضور روتے ہوئے بسر کی ہو؟

جہاں تک آپ ﷺ کے روزے کا تعلق ہے تو آپ اپنے رب کا تقرب اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہمیشہ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَأُحِبُّ اَنْ يُعْرَضَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ)) [2]

''سوموار اور جمعرات کو (اللہ کے ہاں) اعمال پیش کیے جاتے ہیں، میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش ہو کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہو۔''

آپ صرف یہی (سوموار اور جمعرات کا) روزہ ہی نہ رکھا کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ پے در پے روزے بھی رکھتے تھے، انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اللہ کے رسول ﷺ کسی ماہ کے (نفلی) روزے چھوڑتے جاتے تو ہم سمجھ بیٹھتے کہ آپ اس ماہ کوئی روزہ نہیں رکھیں گے اور جب روزے رکھنا شروع کر دیتے تو ہم سمجھ بیٹھتے کہ اب آپ اس ماہ کا کوئی روزہ نہ چھوڑیں گے۔ آپ جب بھی آپ کو رات کے وقت نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں دیکھ سکتے ہیں اور جب آپ کو سویا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں تو بھی دیکھ سکتے ہیں۔ [3]

---

[1] عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کس خوبی سے آپ کا وصف بیان کیا اور لطیف انداز سے مشرکین پر طنز کیا ہے۔

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْا كِتَابَهٗ ... اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعٗ

يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ ... اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ

''اور ہم میں اللہ کے رسول ہیں جو پو پھوٹنے تک اس کی کتاب تلاوت کرتے رہتے ہیں، آپ وہ رات گئے تک اپنی کروٹیں بستر سے جدا رکھتے ہیں جبکہ مشرکین پر اس وقت بستروں سے اٹھنا نہایت گراں گزرتا ہے۔'' (مترجم)

[2] ترمذی، ح: ٦٧٨؛ ابن ماجة، ح: ١٧٣٠، البانی نے صحیح الترغیب (ح: ١٠٤١) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ [3] بخاری، ح: ١١٤١؛ مسلم، ح: ١١٥٨، نبی ﷺ کا اکثر معمول یہی تھا کہ آپ رات کے پچھلے حصے میں عبادت کرتے تھے تاہم رات کے باقی حصوں میں بھی آپ تہجد کی نماز ادا کرتے تھے۔ رات کے ہر حصے میں آرام بھی کر لیتے تھے۔ آپ ﷺ کی جب بھی آنکھ کھلتی تو نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے، پھر آرام کرتے، پھر جب بیدار ہوتے تو پھر قیام اللیل میں مصروف ہو جاتے۔ (مترجم)

١٣۔ مسند احمد، ح: ٢٠٧٠٧۔

Marfat.com

آپ ﷺ شدید گرمی کے موسم میں بھی روزے کا ثواب ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے، اس میں آپ اپنے رب کی محبت اور اس کا قرب چاہتے تھے، آپ کے صحابی ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر پر تھے اور ہم میں کوئی شدید دھوپ کی وجہ سے اپنے سر پر ہاتھ رکھتا تھا اور ہم میں سے اللہ کے رسول ﷺ اور عبداللہ بن رواحہ کے سوا کوئی شخص روزے دار نہ تھا۔

آپ کی یہی کیفیت رہی، آپ نے اپنے رب کی عبادت میں کوئی کوتاہی نہیں کی، یہاں تک کہ آپ نے اپنے رب کے بلاوے پر لبیک کہا، آپ اللہ کے اس فرمان پر عمل پیرا ہوئے:

﴿ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴾ [1]

''آپ اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کی موت واقع ہو جائے۔''

اگر آپ سچے رسول نہ ہوتے تو آپ اپنے آپ کو اور اپنے احباب (صحابہ) کو قیام اللیل کی مشقت، ٹانگوں کی تھکن اور سخت گرمی کے روزوں سے مستغنی سمجھ لیتے لیکن ایسا قطعاً نہیں ہوا، آپ اپنے آپ کو راحت کیونکر دے سکتے تھے جبکہ آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے:

﴿ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝ ﴾ [2]

''جب آپ (امورِ دنیا سے) فارغ ہو جائیں تو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہو جایا کریں اور اپنے رب کی طرف رغبت کیا کریں۔''

❀❀.....❀.....❀❀

---

[1] ۱۵/الحجر:۹۹۔ [2] ۹۴/الم نشرح:۷۔۸۔

Marfat.com

نبوتِ محمدی پر ایمان لانے کی دعوت

(خلاصہ تحقیق)

اس طرح کے دلائل نے اللہ کے گزشتہ انبیاء کی نبوت پر مہر تصدیق ثبت کی ہے اور لوگوں کے لیے ان کے دعوائے رسالت کی صداقت کے نشانات قائم کیے ہیں۔ انبیاء ورسل علیہم السلام کے ساتھ مخلوق پر اللہ کی حجت تمام ہوئی ہے تاکہ جو زندہ ہے وہ دلیل کے ساتھ زندہ رہے اور جو ہلاک ہو وہ دلیل کے ساتھ ہلاک ہو جائے، ہم نے اپنے نبی ﷺ کی نبوت کے جتنے بھی دلائل ذکر کیے ہیں وہ اللہ کی طرف سے اپنے نبی کو عطا ہونے والے آفتاب نبوت کی چند کرنیں ہیں۔

ایسا صادق اور امین شخص جسے اللہ نے ہزار کے قریب سچ ثابت ہونے والے مغیبات پر مطلع کیا ہو، کیا وہ سچا نبی نہیں؟ کیا وہ اپنے دعوائے نبوت میں جھوٹ بولے گا: اللہ اسے مغیبات پر مطلع کر دیتا ہے تاکہ وہ ان کے ذریعے (اس کے منکرین پر) اس کی حجت قائم کر دے۔ بھلا وہ اللہ کا رسول حبیب (پیارا) نہیں! جس کی دعاؤں کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ انہیں شرف قبولیت عطا کر کے اس کی مرادیں پوری کر دیتا ہے۔

بھلا جس شخص کے دعوائے نبوت و رسالت کی سچائی کو مستحکم کرنے کے لیے وہ اپنے امور کائنات تبدیل کر دے، کیا کوئی ہوش مند شخص اس کی نبوت کا انکار کر سکتا ہے جبکہ آپ ﷺ کی برکت سے اللہ نے تھوڑے سے کھانے اور پانی کو زیادہ کر دیا، آسمان کے جگر پر چاند کو شق کر دیا اور اس کی پھونک اور لعاب سے (اللہ نے) جسے چاہا شفا دی۔ (کیا وہ نبی نہیں؟)

آپ وہ نبی ہیں کہ جن کے مبعوث ہونے کی انبیاء نے بشارت دی، اور آپ حضرت ابراہیم کی دعا ہیں اور اپنے بھائی حضرت مسیح کی نوید ہیں، اور وہ نبی فاران پہاڑ کی چوٹی سے چمکا اور آپ کی تسبیح سے زمین گونج اٹھی اور علمائے اہل کتاب اس کی تسبیح کی بازگشت پر اسلام لائے۔

Marfat.com

﴿وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝۴۳﴾ 1

''کافر لوگ کہتے ہیں کہ تُو پیغمبر نہیں ہے۔ فرمادیجیے! میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی بطور گواہ کے کافی ہے اور وہ بھی جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔''

نبی ﷺ کی حقانیت پر غور و فکر نے انصاف پسندوں کو۔ جو آپ پر ایمان نہیں لائے ہیں۔ آپ ﷺ کی اولیت و افضلیت، عظمتِ شخصی اور آپ کے اصولوں کی عمدگی کے اعتراف پر مجبور کر دیا۔

ہم ان دسیوں منصفانہ شہادتوں میں سے چند ایک معزز قارئین کے لیے پیش کرتے ہیں:

گوئٹے (فلسفی) اپنی کتاب ''مغربی شاعر کا دیوان مشرق'' میں لکھتا ہے:

ہم یورپ والے اپنی تمام تر دانشمندی کے باوجود وہاں تک نہیں پہنچ سکے جہاں محمد (ﷺ) پہنچ گئے تھے، اور نہ کوئی وہاں تک کوئی پہنچ سکے گا...... میں نے انسانیت کی اعلیٰ مثال (کی جستجو میں) تاریخ کا تحقیقی مطالعہ کیا تو میں نے اسے نبی محمد میں پایا...... حق کا اس طرح غالب اور بلند ہونا واجب ہو گیا جس طرح محمد (ﷺ) کامیاب ہوئے، انہوں نے کلمہ توحید کے ساتھ پوری دنیا کو سرنگوں کر دیا۔

فرانس کا شاعر مارٹن اپنی کتاب ''سفرنامہ مشرق'' میں لکھتا ہے:

میری زندگی کا اہم موڑ یہ ہے کہ میں نے اللہ کے رسول محمد کی زندگی کا شعور سے مطالعہ کیا ہے اور میں نے اس زندگی میں عظمت اور پائیداری پائی ہے۔ بھلا کس میں جرأت ہے کہ وہ تاریخی شخصیات میں سے محمد جیسا انسان پیش کر سکے؟! بھلا دنیا میں کوئی ایسا انسان ہے جو عظمتِ انسان کو پرکھنے والے تمام معیارات کی رُو سے آپ سے زیادہ نمایاں اور غالب ہو؟! فتح و نصرت کے وقت آپ کا طرزِ عمل، تبلیغ رسالت کے لیے آپ کے مختلف اسالیب، آپ کی طویل نمازیں، آپ کے آسمانی مکالمے، یہ سب کچھ آپ کے عقیدے کی مضبوط بنیادوں پر دلالت کرتے ہیں، یقیناً وہ رسول، خطیب، شارع (قانون دان)، ایسے فاتح اور دیگر عقائد

---

1 ۱۳/الرعد:۴۳۔

Marfat.com

کے مصلح آپ ہیں۔ جنہوں نے عبادت کے ایسے طریقے کی بنیاد رکھی جو تصویروں کے تقدس پر قائم نہیں، وہ محمد (ﷺ) ہی ہیں۔ اس رسول نے ایسے تمام معتقدات کو منہدم کر دیا جنہیں خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ بنایا جاتا تھا۔

مؤرخ ول ڈیورنٹ اپنے انسائیکلوپیڈیا قصة الحضارة میں لکھتا ہے:

جب ہم کسی ایسے آدمی کی عظمت کا فیصلہ دینا چاہیں جس کا لوگوں میں اثر ورسوخ ہو تو ہم کہتے ہیں: مسلمانوں کا رسول محمد ہی تاریخ کے عظیم لوگوں میں سے عظیم ترین ہیں۔ اس نے تعصب اور خرافات کے خودسر گھوڑے کو لگام دی اور یہودیت، نصرانیت اور اپنے ملک کے قدیم مذہب کے مقابلے میں ایسا واضح اور طاقتور دین قائم کیا جس میں یہ استطاعت تھی کہ ہمارے اس زمانے تک ایک خطرناک طاقت کی صورت میں موجود ہے۔

مؤرخ کانٹ کاٹیانی اپنی کتاب تاریخ اسلام میں نبی ﷺ کی دو خصلتوں کو خصوصیت سے بیان کرتا ہے اور وہ ہیں الفت ومحبت اور امن وسلامتی، اور بعض لوگ انہیں مٹانے میں مصروف ہیں، وہ لکھتا ہے:

کیا رسول (محمد ﷺ) اس لائق نہیں کہ ان کی سیرت دنیا والوں کے سامنے پیش کی جائے تاکہ آپ کے اور آپ کی پیش کردہ دعوت کے مخالفین اسے مٹا نہ سکیں، تاکہ دنیا میں الفت ومحبت اور امن وسلامتی کو پھیلا دیا جائے۔

مستشرق ہیل اپنی کتاب حضارة العرب میں لکھتا ہے:

محمد نے کائنات کے سامنے امت نکالی، زمین میں اللہ کی عبادت کو فروغ دیا، عدالت اور معاشرتی مساوات کی بنیادیں رکھیں اور ایسی اقوام میں نظم ونسق اور عزت واطاعت کا وصف پیدا کیا جو خودسری کے علاوہ کسی چیز (نظم ونسق، اطاعتِ امیر وغیرہ) سے واقف نہ تھیں۔

ہسپانوی مستشرق جان لیک اپنی کتاب 'العرب' میں لکھتا ہے:

محمد کی زندگی کی تعریف اللہ کے اس فرمان ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ [1] سے زیادہ اچھے انداز سے بیان کرنا ممکن نہیں، محمد حقیقی رحمت تھے، میں بڑی چاہت اور شوق

---

[1] ۲۱/الانبیاء:۱۰۷۔
''اور ہم نے آپ کو تمام جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

Marfat.com

سے ان پر درود پڑھتا ہوں۔

اس سلسلے کی آخری شہادت مؤرخ گستاف گبن کی کتاب حضارة العرب میں ان کے دستخط کے ساتھ بیان کی گئی ہے، وہ لکھتے ہیں:

جب لوگوں کی قدر و قیمت کا اندازہ ان کے جلیل القدر کارناموں کی بنا پر کیا جائے گا تو محمد ایسی عظیم شخصیتوں میں عظیم تر نظر آئیں گے جن سے تاریخ واقف ہے مغربی علماء نے اب محمد کے ساتھ انصاف کرنا شروع کر دیا ہے باوجودیکہ مذہبی تعصب نے بہت سے مؤرخین کی بصیرت کو آپ کی فضیلت وعظمت کا اعتراف کرنے سے اندھا کر دیا ہے...... [1]

عظیم عظمت والے اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والوں میں شامل کرے اور ہمیں ان کے دین پر ثابت قدم رکھے اور ان لوگوں میں سے کر دے جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ قیامت کے دن آپ کے حوض پر پہنچائے اور ہمیں آپ کے پاس فردوس بریں میں جگہ نصیب کرے یعنی نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے ساتھ جو بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔

❁❁.....❁.....❁❁

[1] دیکھیے قالوا عن الاسلام از عمادالدین خلیل، ص: ۱۱۷-۱۲۶؛ رَبِحْتُ مُحَمَّدًا وَلَمْ أَخْسِرِ الْمَسِيحَ از عبدالمعطی دلالاتی، ص: ۱۲۳-۱۲۵۔

Marfat.com

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کی تحریری کاوشیں

① شوقِ عمل، ارکانِ اسلام کی ترغیب، قرآنِ مجید اور صحیح احادیث کی روشنی میں (مطبوع)

② سیاحتِ امت المعروف بہ شوقِ جہاد، قرآن اور معتبر احادیث کی روشنی میں (مطبوع)

③ مظلوم صحابیات رضی اللہ عنہن، مظالم کی نوعیت (مطبوع)

④ فتاویٰ افکارِ اسلامی، ۳۱۰ سوالات کے جوابات (مطبوع)

⑤ خوش نصیبی کی راہیں (طریق الھجرتین از امام ابن قیم کا ترجمہ اور تلخیص و تعلیق) (مطبوع)

⑥ جہنم اور جہنمیوں کے احوال (النار حالھا و احوال اھلھا کا ترجمہ و تعلیق) (مطبوع)

⑦ جنت میں خواتین کے لیے انعامات (احوال النساء فی الجنة کا ترجمہ و تعلیق) (مطبوع)

⑧ غسل، وضو اور نماز کا طریقہ، مع قرآنی دعائیں اور اذکار (الوضوء والغسل والصلاة از شیخ محمد بن صالح العثیمین کا ترجمہ و تعلیق) (مطبوع)

⑨ بدعات کا انسائیکلو پیڈیا (قاموس البدع کا ترجمہ و استدراک) (مطبوع)

⑩ مقامِ قرآن (مطبوع) ⑪ انسان اور قرآن (زیرِ طبع)

⑫ عُلوم اسلامیہ (مطبوع) ⑬ اسلامی تعلیمات (مطبوع)

⑭ سجدۂ تلاوت کے احکام اور آیاتِ سجدہ کا پیغام (مطبوع)

⑮ تفسیر معارف البیان، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ (۱۔۵۰ آیات کی تفسیر) (مطبوع)

⑯ تفسیر میں عربی لغت سے استدلال کا منہج (اسلامیات میں پی ایچ ڈی کا مقالہ (زیرِ طبع)

⑰ صداقت نبوتِ محمدی (دلائل النبوۃ از ڈاکٹر منقذ بن محمود السقار کا ترجمہ و تعلیق) (مطبوع)

⑱ اسلام کے بنیادی عقائد و نظریات اور اعمال و آداب، شرح اربعین نووی (زیرِ طبع)

⑲ فرقہ پرستی کے اسباب اور ان کا حل (الافتراق۔اسبابھا و علاجھا کا ترجمہ و تعلیق) (زیرِ طبع)

⑳ دنیا ڈھلتی چھاؤں (الدنیا ظل زائل کا ترجمہ) (زیرِ طبع)

㉑ التأثیر الاسلامی فی شعر حالی (عربی زبان و ادب میں عربی مقالہ) (زیرِ طبع)

Marfat.com

نظر ثانی شدہ کتب

① صحیح ابن خزیمہ (اردو ترجمہ و شرح) ② مشکوۃ المصابیح (اردو ترجمہ)
③ المسند فی عذاب القبر از مولانا محمد ارشد کمال
④ حدیث اور خدامِ حدیث از میاں اتوار اللہ
⑤ الاسماء الحسنیٰ از میاں انوار اللہ
⑥ ذکر اللہ کے فوائد از پروفیسر عنایت اللہ مدنی
⑦ عذاب قبر قرآن کی روشنی میں از مولانا محمد ارشد کمال
⑧ حقانیت اسلام از پروفیسر محمد انس

Marfat.com

دلائل النبوۃ

صداقتِ نبوتِ محمدی ﷺ

اللہ
رسول
محمد

تصنیف

ڈاکٹر منقذ بن محمود السقار

ترجمہ وتعلیق

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کاہلوں

مکتبہ افکارِ اسلامی

Marfat.com